نواب عزیز جنگ بہادرؔ مؤلف

دام اقبالہ

طبع اول

عطیّات سُلطانی

اس کتاب مین جاگیرات اور مقطعات اور انعامات وغیرہ عطیّات دکن
کی تاریخی حالت ضروری تعریفات کیساتھ نہایت شرح و بسط سے بیان ہوئی ہے

مؤلفہ

شمس العلما نواب احمد عبد العزیز خان بہادر عزیز جنگ وظیفہ یاب حسن خدمۃ اوّل تعلقداری سرکار نظام

سنہ ۱۳۱۷ ف

عزیز المطابع حیدرآباد دکن

قیمت فی جلد
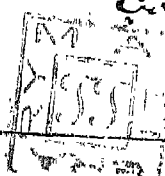
ریویو۔ ریختۂ قلم فصاحت رقم جناب مولنا مولوی ابوالمظفر محمد سعید الدین رامپوری۔

ہمنے اپنے مہربان شمس العلما نواب عزیز جنگ بہادر کی ایک نئی تالیف (عطیاتِ سلطانی) کو دیکھا جسکا ایک مطبوعہ نسخہ مولّف صاحب نے مہربانی سے ہمکو عطا کیا ہے۔ بادی النظر میں اس کتاب کے نام سے ہمکو طرح طرح کے خیالات پیدا ہوے اور ہمارا خیال اُن الفاظ کی تعمیم کے لحاظ سے مختلف سمتون مین رجوع ہوا لیکن آغاز دیباچہ ہی سے ہمکو معلوم ہوگیا کہ یہ کتاب اُن عطایاے سلطانی سے مخصوص ہے جو جاگیرات یا اور قسم کی معاشون کے قبیل سے ہین۔

ماشاء اللہ عجب کتاب ہے اور عجیب طریقہ پر ذخیرۂ معلومات کو مکمّل کرنے والی چیز ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ فن تاریخ اور اس خاص باب مین یہ پہلی کتاب ہے جو ہماری نظر سے گزری۔ ہم بے شک واقف تھے کہ بادشاہان سلف نے اہل ملک کو قیمتی معاشین اُنکی گذراوقات کیلئے عطا فرمائی ہین اور اُنکے صدقۂ جاریہ سے صفحۂ روزگار پر اُنکی اعلےٰ یادگار قائم ہے۔ اور بعض صاحبان تاریخ نے کہین کہین اسکا اجمالی ذکر بھی کیا ہے لیکن ہم یہ نہ جانتے تھے کہ اسکی کیفیت اسقدر بسوط اور دلچسپ ہے کہ اس سے فن تاریخ کا ایک مکمّل ذخیرہ ہاتہ آسکتا ہے۔

لائق مولّف کی خوش قسمتی تھی کہ اُنکو سرکار نظام کی ملازمت مین ایک عمدہ موقع اس خاص صیغہ کی ملازمت کا ہاتھ آگیا جسکی بدولت اُنھون نے اپنی تحقیق پسند اور حقیقت جو طبیعت سے کام لیا اور نہایت شایستگی کے ساتہ ایک مفید رسالہ تالیف کر دیا جسکا ہر حصہ نہایت دلچسپ اور تاریخی مذاق سے لبریز ہے۔ ہمکو اس کتاب سے مولّف صاحب کی وسعت معلومات اور خصوصیات ملک سے واقفیت کا علم اس خاص طریقۂ بیان سے حاصل ہوا کہ آپ نے ہر ایک باب مین

زمانۂ سلف کی "تاریخ کو سلطنت آصفیہ کی موجودہ حکومت کے ساتھ مقابلہ کرکے دونون کا فرق دکھلانے کی کوشش کی ہے۔ ہماری راے مین آپ کو اس باب مین بہت کچھ کامیابی حاصل ہوی ہے۔ کہین مبالغہ سے کوئی کام نہین لیا گیا ہے بلکہ اظہار واقعات اور دلائل سے اس بات کو ثابت کر دکھایا ہے کہ موجودہ زمانہ گروہ معاشدارون کے لیئے بہ نسبت زمانۂ سلف کے بدرجہا مفید اور فائق ہے۔ اس مین کچھ شک وشبہ نہین ہے کہ یہ کتاب میر محبوب علیخان بہادر بادشاہ دکن کی نیک نفسی۔ سیرچشمی۔ اولوالعزمی اور قابلیت انتظامی کی عمدہ تصویر ہے۔ اور معاشدارون کو قدر نعمت معلوم کرنے کا اعلے وسیلہ۔

ہم نے اس بات کو بالکل نہین سمجھا کہ مولف صاحب کو بعض معاشدارون کی ناراضی کا خیال کیون ہے جسکا تذکرہ اُنھون نے دیباچہ کتاب مین کیا ہے۔ ہماری راے مین اُن لوگون کو تو اس کتاب کی وجہ سے مولف کتاب کا شکر گزار ہونا چاہیئے اسلیئے کہ اُنکو اس کی بدولت بہت سے منافع حاصل ہونگے۔ اور بہت سی ایسی چیزون سے وہ واقف ہوجائینگے۔ جنسے غالبًا پہلے واقف نہ تھے۔ سب سے بڑی نعمت اُنکو اس کتاب سے یہ ملے گی کہ اپنے ولی نعمت کے احسانات کو وہ سمجھنے لگین گے اور شکر نعمت کیجانب توجہ کرینگے۔

مولف صاحب ہمکو معاف فرمائین کہ ہم اس کتاب مین ایک نقص پاتے ہین جو اُنکی ادنےٰ توجہ سے دفع ہوسکتا تھا نہ معلوم آپ نے کیون اس طرف توجہ نہین کی۔ یعنی ہرایک باب اور ہرایک بیان مین ضرور تھا کہ فرامین واسناد سلف وحال سے ایک ایک وثیقہ کی نقل بجنسہ کردی جاتی جس سے اس کتاب کی منزلت دوبالا ہوجاتی۔ صرف ایک

فرمان یا ایک سند یا ایک تاکید اور ایک ایک پروانہ اور احکام کی نقل کا کر دینا ہماری رائے مین کافی نہین بلکہ مناسب یہ تھا کہ ہر قسم معاش کے لئے ایک ایک نقل ہوتی ۔ چاہے اس کتاب کا حجم مضاعف ہی کیون نہو جاتا ۔ اگرچہ ہم اُن مشکلات سے واقف نہین ہین جو اسکے متعلق مولف صاحب کو پیش ہوئی ہین ۔ لیکن ہماری رائے تو وہی ہے جسکو ہمنے ظاہر کیا بلکہ اگر اس کتاب مین جابجا فرامین و اسناد شاہی کے فوٹو شامل کئے جاتے تو اور زیادہ خوبی پیدا ہو جاتی ۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ مولف صاحب نے مصارف طبع کی زیادتی اور پھر قیمت کتاب پر اس کا اثر محسوس کرکے اختصار سے کام لیا ہے ۔ ہم کہتے ہین کہ دو سو صفحہ کی کتاب کی قیمت تین روپیہ اس وقت بھی کچھ کم نہین ہے ۔ اگر بعوض تین روپیہ کے پانچ روپیہ قیمت ہو جاتی اور ہماری رائے کے مطابق اسناد اور فرامین کے متعدد فوٹو اسمین شریک ہوتے تو غالباً خریدارون کو اسکا خریدنا گران نہ گزرتا ۔

ہم اس نقصان اور فروگذاشت کے اظہار سے اس کتاب کی منزلت مین کوئی حرف گیری نہین کرتے بحالت موجودہ بھی یہ کتاب بہت کچھ قابل قدر ہے ۔ لیکن اگر وہ نقص نہ رہتا تو اسکا حسن دوبالا ہو جاتا ۔ اور ہماری رائے مین مولف صاحب اسکی طبع ثانی کے وقت تلافی مافات فرما سکتے ہین ۔

اس کتاب کے آخری صفحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ فن سیر ۔ تاریخ ۔ فلاحت ۔ لغت ۔ طب و ریاضی قانون مین آپ کی متعدد اور بیش بہا تالیفات ہین ۔ خاصکر فن فلاحت کے ساتھ آپ کو زیادہ دلچسپی ہے ۔ اور آپ کی تالیفات فلاحۃ النخل و کاشت انگور کی تعریف ہم نے رسالہ

مفید المزارعین اور کاشتکار کرم آباد مین پڑھی ہے۔ ہندوستان کی خوش قسمتی ہے کہ جس مین اب بھی ایسے افراد موجود ہین جنکی مفید تالیفات سے اُردو لٹریچر کا خزانہ مالا مال ہوتا جاتا ہے۔ مین نے اس کتاب کی ایک مختصر سی تاریخ لکھی ہے جسکو ذیل مین لکھتا ہون :-

جزاک اللہ لکھی آپنے نادر کتاب ایسی
کہ اسکے پڑہنے والے امر حق پہچان جائینگے

ہدایت شکر نعمت کی ہوی ہے جابجا اسمین
مخالف آپکے زورِ قلم کو مان جائینگے

خدا ہمکو بچائے ہر گہڑی حق ناشناسی سے
جو ہونگے کافر نعمت وہ بے ایمان جائینگے

اگر ہم غور سے دیکھین اسے اوّل سے آخر تک
تو پھر اپنے ولی نعمت پہ ہم قربان جائینگے

مصنف کو ملا اسکا صلہ ارشاد ہاتف سے
دعا گو یان اسی سے قدر نعمت جان جائینگے

۱۳۲۵ھ

تقریظ منظوم مشتمل بر تاریخ تالیف نتیجۂ طبع زاد مولوی ابوطیب محمد یحییٰ سندیافتہ منشی فاضل مولوی عالم قاصد تخلص

عزیز جنگ نے لکھی عجب نفیس کتاب ۔ یہی تھا انکے لیے مقتضائے لیاقت کا

گران بہا ہے یہ اہل معاش کی تاریخ ۔ نہیں کتاب خزینہ ہے مال و دولت کا

عطا و معطی و معطیٰ لہم کی ہے تصویر ۔ حقیقتہً یہ مرقع ہے اُنکی حالت کا

یہی ہے نقش عطائے شہنشہان سلف ۔ یہی ہے عکس عطیات بادشاہت کا

اسی سے ہمنے اگرہار و عود و گل جانا ۔ یہی ہے عطر عطیات کی حقیقت کا

اسی سے ہمکو بڑی مانیہ ہوا معلوم ۔ یہی ہے رنگ رگت مانیہ کی صورت کا

اسی سے مقطعہ و پن کی خبر ملی ہمکو ۔ یہی ہے راز ہندوستان کی حکومت کا

کوئی امیر ہے جاگیر ذات سے خوشحال ۔ کسی کو فوج ذریعہ بنی فراغت کا

کوئی مکاسہ و جوڑی سے ہوگیا ممتاز ۔ کسی کو چوتھ وسیلہ ہوئی معیشت کا

کوئی ہے زلہ بر خلعتانہ قاضی ۔ کسی کو فیض ملا ہے بہای خلعت کا

مدد معاش و ہڈولے پہ ہے کوئی نازاں ۔ کسی کو لطف میسر ہے شرط خدمت کا

مزے اُڑاتا ہے سیری سیاہ و رسمی کوئی ۔ کوئی رسوم کو حق جانتا ہے محنت کا

کسی کے نام ہے جاری معاش نذر دیہی ۔ کسی کے نام وظیفہ ہوا عبادت کا

کوئی ہے چلہ کش اورگنی موتری کوئی ۔ ہوا کسی کو عطا یومیہ قصارت کا

کسی کے نام ہے نی وید کی عطا جاری ۔ کسی کے نام سے معمول ہے ریاضت کا

نہیں قلم کو ہے طاقت بیان کی قاصد
غرض ہر ایک کو ملتا ہے اُسکی قسمت کا

اسی کو پڑھکے وہ واقف ہوا معاشوں سے
ہر ایک جو متلاشی ہوا حقیقت کا

دعا یہی ہے کہ آصف تجھے خدا رکھے
نہیں عدیل تری بخشش و سخاوت کا

اگرچہ ضعف و تألّق کا ہوا اثر کچھ اور
مگر کرم ہے پابند اپنی عادت کا

معاشداروں کی اولاد کا ہے تو والی
تجھے لحاظ ہے میراث اور وراثت کا

ہنود کے لئے احکامِ شاستر جاری
عمل وراثتِ اسلام میں شریعت کا

ترے کرم سے ہوئی پرورش ہزاروں کی
ہر اک کے نام ہے صدقہ تری ریاست کا

اسی کتاب سے تیرا کرم ہوا معلوم
اسی کتاب سے درجہ تری رعایت کا

یہی کتاب ہے تاریخ تیری بخشش کی
یہی کتاب ہے مصداق تیری قدرت کا

اسی کو جسنے پڑھا معترف ہوا لاریب
ترے کرم ترے الطاف تیری شفقت کا

کرینگے صاحبِ جاگیر اسکی قدر ضرور
یہی کتاب ذریعہ ہے اُنکی عزت کا

سروشِ غیب کے ایما سے ملکی تاریخ
ملا ہے آج وسیلہ یہ شکرِ نعمت کا

۱۳۱۷ف

قصیدہ در مدح شکر نعمت حضرت آقاے نعمت ۔ قوی شوکت ۔ قدر قدرت
اعلیحضرت حضور پرنور ۔ بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی آصف جاہ
نظام الدولہ نظام الملک میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ
جی ۔ سی ۔ ایس ۔ آئی ۔ جی ۔ سی ۔ بی ۔ ادام اللہ اقبالہم و اجلالہم
فرمان رواے حیدرآباد دکن صانہ اللہ عن الشرور و الفتن

طبعزاد نمک پروردہ با وفا عزیز جنگ ولا
مولف کتاب ہذا

سحاب چشم من اشک طرب بیبارد از مژگان
کشد تا آب و جاروبے بصحن درگہ سلطان

چہ چشم چشم امیدے چہ امید آرزوے دل
چہ اشکم قطرہ لولو چہ لولو ۔ لولو غلطان

چہ مژگان یک صف لشکر چہ لشکر نیزہا بر سر
چہ آب آبیکہ در گوہر فتد از قطرۂ نیسان

چہ جاروبے کزو شد پنجۂ خورشید منت کش
چہ پنجہ پنجۂ لالہ چہ لالہ پنجۂ مرجان

چہ صحنے صحن بستانی چہ بستان صحن ایوانے
چہ ایوان گنبد خضرا چہ گنبد گنبد گردان

چہ درگہ درگہ عالی کہ باشد مامن عالم
چہ عالم عالم دنیا چہ دنیا عالم امکان

چہ سلطان سلطنت رانے جہاندار و جہانبانے
چو آصفجاہ سلطانے چہ آصف آصفِ دوران

سکندر جاہ دارا فر نظام الملک نام آور
بشوکت ہمسرِ قیصر بسطوت برتر از خاقان

جوان بخت و جوان دولت قوی ہمت قوی شوکت
فلک صولت قدر قدرت گرامی منزلت ذیشان

رئیسِ معدلت گستر جہانبان و جہان پرور ؛
بعدل و داد سر تا سر سریرِ عدل را شایان

مقالِ شکرِ نعمت اے و لا خوش لذتے دارد
مرا قندِ مکرر بخش و دیگر مطلعے برخوان

مطلع ثانی

لبِ جان بخش او معجز نمائے عالم امکان
ببیرت عیسیِ مریم بصورت یوسفِ کنعان

کند تدبیرِ او تقدیر را وابستۂ حکمش ؛
قضا باشد رضا جولیش قدر شد تابعِ فرمان

سخن گوئے کہ نظمِ او بمیدانِ سخن گوئی
بہ چوگانِ فصاحت گوئے سبقت بردہ از سحبان

ز ابرِ جود او بر فرقِ عالم ابرِ زر بارد
ز آبِ دستِ او ہر قطرہ باشد گوہرِ عمّان

نماند بے خبر از حالِ ما در خوابِ شیرین ہم
ز بیداریش روز و شام در چشمش بود یکسان

صدائے دادخواہان از دہن بیرون نمی خیزد
کہ گوشش بر صدائے او کند ہر مشکلے آسان

ز بیدردی بر نجد دردِ دلہا را خبر دارد ؛
بدردِ دردمندان میشود ہمدرد لیش درمان

شود مہرِ فلک گردِ سرش در حلقۂ بزمش ،
کہ ذاتِ اوست دائم ذرّہ پرور مرکزِ احسان

بگاہ رزمش از جلّادِ گردون الامان خیزد
کمندش آسمان گیر و سمندش آتشین جولان

بطاقت سکّہ بنشاند بقلبِ بیژن و بہمن
بقوّت آب میگیرد ز دستش رستمِ دستان

بطولِ رہ نپوئیم مدحتش را مختصر گوئیم ؛
عدیلِ ہمچو شاہی نیست در اقلیمِ ہندستان

ولا حد ادب مگذار کین وقت دعا باشد
کمال مدحتش نبود مگر در حیطۂ امکان

بصدق دل دو دست التجا بر آسمان برکش
ز درگاہ خداوند دو عالم مدعا بستان

خداوندا نگہدارش بحق سرور عالم
طفیل حیدر کرار و بوبکر و عمر عثمان

مہر اقبال او تا بد براوج مطلع دولت
بود خورشید سالش بر سپہر مملکت تابان

ولی عہدش بزیر سایۂ او بارور بادا
نہال قامتش آبے خورد از چشمۂ حیوان

عدوے شاہ سرگردان شود در عرصۂ عالم
بسان گرد باد دشت ہمچون گوی در چوگان

ولی نعمت ما زندہ باشی بر سر عالم
مرا تار نفس باشد ترا صرف گرہ بندان

تاریخ لاجواب طبعزاد مولف این کتاب

نوشتم درین نامہ مضمون خاصے
کہ از لطف عام ملوکت قسمے

چہ قسم آنکہ منعم کند مفلسے را
در آئینۂ دل بہ بندد طلسمے

طلسمے کہ آبے دہد از سرابے
چو جان آتشے برکن از خاک جسمے

چہ جسم آنکہ یک لفظ و صد معنی او
عطیات سلطانیش کردم اسمے

۱۳۲۵ھ

معذرت

معزز ناظرین اس کتاب کے چھاپے کی غلطیون کو معاف فرماوین اور براہ مہربانی فہرست ذیل کے
مطابق اصلاح فرمالین۔ حیدرآباد مین چھاپے کے کام کو اسقدر فروغ نہین ہے جسقدر ہندوستان کے مقامات کانپور۔ آگرہ۔
لکھنؤ۔ لاہور وغیرہ کے بعض مطابع کو مجموعی اعتبارات سے فروغ حاصل ہوا ہے۔ مقامی کاپی نویس یاے مجہول اور معروف
مین بہت کم لحاظ رکہتے ہین۔ سنگسازونکی مہربانی سے کچہہ نقطے گھٹ بڑھ جاتے ہین غرض صحت کا کافی اہتمام ہونیکے بغیر یہہ
اُمید نہین ہوسکتی کہ کتاب صحیح چھپے گی۔ میرے پاس زیادہ عملہ کی گنجایش نہین ہے پروف کو صرف ایک بار خود ہی پڑھ لیا
کرتا ہون اور بس۔ رو مین جس غلطی پر نظر پڑ جاتی ہے اسکو درست کرلیتا ہون ایسی حالت مین نکتون کی غلطی اور یاے معروف
و مجہول کی بے امتیازی کا کتاب مین رہجانا کچہہ تعجب خیز نہین ہین۔ مندرجۂ ذیل غلطیان صرف وہ ہین جو طبع کتاب کے بعد
سرسری معائنہ مین مین نے پائین۔ اگر انکے سوا بھی کچہہ غلطیان پائی جائین تو ناظرین مہربانی سے درست فرمالین۔

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷	۳	بینواری	مینواری	۹۱	۶	رکہاہے	رکہتاہے
۱۴	۱۲	فرمانفروا	فرمانفرما	"	"	فرمایاہے	فرماتاہے
۲۱	۱۵	کی جاے	کیا جاے	۱۱۹	۳	ہے	ہین
۴۹	۱۷	نذانہ	نذرانہ	۱۳۹	۷	جربیانہ	جریبانہ
۵۸	۱۰	بیگہ	بیگھے	۱۵۹	۷	اعظم کے	اعظم
۶۳	۱۱	زرار	راز	۱۶۵	۲	کہتا	رکہتا
۸۷	۷	جنہین	جسمین	۱۷۷	۴	اگبر	اکبر

فہرست مضامین کتاب عطیّات سلطانی

نمبر مضمون	ابواب	نمبر صفحہ
۱	۲	۳

دیباچۂ کتاب

پہلی فصل عطیّات سلطانی کے اقسام وغیرہ

دوسری فصل تعریفات کے متعلق

(الف) اقسام عطیات کی تعریف

تمام شد

دام اقباله

طبع اوّل

پانسو جلد

عطیّات سلطانی

اس کتاب مین جاگیرات اور مقطعات اور انعامات وغیرہ عطیات دکن
کی تاریخی حالت ضروری تعریفات کیساتہ نہایت شرح وبسط سے بیان ہوئی ہے

مولّفہ

شمس العلما نواب احمد عبد العزیز خان بہادر عزیز جنگ وظیفہ یاب حسن خدمات اوّل تعلقداری سرکار نظام

١٣١٧ف

عزیز المطابع حیدرآباد دکن

قیمت فی جلد

۱۵۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریف اُسی رزّاقِ حقیقی کے لئے زیبا ہے جس نے اپنے بندگانِ خاص کو ایسا اقتدارِ عطا
فرمایا ہے کہ اپنے عطیۂ عظمیٰ کے ذریعے مخلوق کو فکرِ روزی سے مستغنی کردین۔ اور درود وسلام
ہمارے پیمبر برحق علیہ الصلوٰۃ والسّلام پر نازل ہو جنکی رہنمائی سے ہمنے رزاق مطلق۔ اور
ولی نعمت کو پہچانا وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔ **امّا بعد** بندۂ ہیچمدان احمد عبد العزیز نایطی۔
شافعی مدراسی ابن مولٰنا مولوی حاجی محمد نظام الدین مغفور شائقین فن تاریخ کی خدمت
مین عرض کرتا ہے کہ ممالک دکن مین معاشدارون کا ایک زبردست گروہ ہے جس کو
شاہان سلف سے وقت بوقت کثیر المقدار معاشین عطا ہوی ہین اور اس عطا کی تاریخی
حالت نہایت دلچسپ ہے۔ بدینوجہ کہ اس خاص باب مین کوئی مبسوط رسالہ ذخیرۂ زبان اردو
مین نہین تھا بنا بر علیہ مین نے اس کمی کو پورا کرنے کا مصمم ارادہ کرلیا۔ خوش قسمتی سے مجھ کو
سرکار نظام کے زمانۂ ملازمت کے آخری حصہ مین جبکہ معاشداران دکن کی سماعت اپیل کا
موقع کئی سال تک حاصل رہا اور ہزار ہا فرامین شاہی کے معاینہ اور کہن سال معاشدارون کی
ملاقات اور ہر ایک امر متعلقہ کی تحقیق کا اتفاق ہوا تو مجھکو میرے ارادہ مین کامیاب ہونیکی

اُمید بندھی اور مین نے اس کتاب کی تالیف کا آغاز کر دیا۔ قلت فرصت و عوارض درمیانی کی وجہ سے اگرچہ مین اسکی تکمیل اور اشاعت مین کئی سال تک ناکام رہا لیکن میرے پنشن پانے کے بعد مجکو کافی وقت اس کام کی تکمیل کیلئے مل گیا۔ جہانتک میرا خیال ہے میری یہ تالیف نہایت قابل اعتبار ذخیرۂ معلومات پر شامل ہے جو اصل فرامین کے معاینہ سے مجکو حاصل ہوا ہے۔ یہ کتاب **عطیات سلطانی** سے موسوم اور دو فصول اور ایک خاتمہ پر شامل ہے فصل اوّل مین عطایاے شاہی کے اقسام اور مختلف اعتبارات سے اُنکی تعریف اور ابتدائی مراتب کا بیان اور فصل دوم مین ہر ایک قسم کے مفصّل تعریفات۔ تعریفات مین میری راے اور میرے تجربے اور تحقیق کو زیادہ دخل ہے اسلئے کہ اُنکے لئے کہن سال معاشدارون کے سوا اور کوئی کتابی ذریعہ دریافت کا مجکو نہ ملا۔ خاتمہ مین مین نے چند متفرق امور کا ذکر کیا ہے جو تمام تر عطیات سلطانی ہی سے متعلق ہین۔ مجہ کو اندیشہ ہے کہ میری اس تالیف سے گروہ معاشدار کے بعض افراد کچہ عجب نہین کہ ناخوش ہون اسلئے کہ مین نے اس کتاب کی تالیف صرف اُنکے خوش کرنے کیلئے نہین کی ہے بلکہ مقصود صرف اسی قدر ہے کہ جو کچہ مجکو اسناد و فرامین شاہی اور نیز اپنی تحقیق ذاتی سے اس خاص صیغہ کے متعلق معلوم ہوا اسکو ہدیۂ ناظرین کر دون۔

شکریہ ولی نعمت

مین اپنے آقاے نعمت۔ والی دولت۔ قدر قدرت۔ سلیمان شوکت۔ اعلحضرت حضور پُر نور۔ بندگان عالی۔ آصف جاہ۔ نظام الدولہ نظام الملک میر محبوب علی خان بہادر فتح جنگ۔ جی۔ سی۔ یس۔ آئی۔ جی۔ سی۔ بی۔ فرمان رواے ریاست فرخندہ بنیاد حیدرآباد ادام اللہ اقبالہم

واجلالہم کا تہ دل سے شکر گزار ہون جنکے سایۂ عاطفت مین مین اسوقت خزانۂ شاہی کے وظیفہ حسن خدمت کی بدولت فکر معاش سے مستغنی اور علمی خدمات مین مستغرق ہون۔ یہ وہ الوالعزم فرمانرواہے جو کہ عطیات سلاطین سلف کو معطی لہم اور اُنکی آیندہ نسلون پر جاری رکہنے مین انتہا درجہ کی سیرچشمی کے ساتہ عمل پیرا ہے۔ فرقۂ معاشداروں کیلئے اس کی ذات ستودہ صفات درحقیقت ایک آیۂ رحمت ہو۔ مولّف نے اپنے اس دعوے کا ثبوت اس کتاب کی دونون فصلون مین جابجا مادّی شہادت کے ساتہ پیش کردیا ہے۔ ایک عالم علم سنسکرت راگہواچاری شاستری جاگیردار متوفی نے اپنے ایک قصیدہ مین ہمارے ولی نعمت دام ظلہم کی نسبت کیا خوب لکہا ہے کہ رزاق حقیقی تو ہمکو ہماری زندگی تک رزق عطا کرتا ہے لیکن اُسکی صفات کریمی کا مظہر یعنی ہمارا محبوب فرمانروا ہماری آیندہ نسلون کو بھی بشارت دیتا ہے کہ اُسکا شاہی عطیہ نسلاً بعد نسلٍ اور بطناً بعد بطن جاری رہے گا۔ خداوند کریم ایسے والی اور فرمانروا کو رعایا کے سر پر ابدالآباد قائم ودائم رکہے۔ آمین۔

پہلی فصل عطیاتِ سلطانی کے اقسام اور ابتدائی مراتب

لفظ عطیات کی تعریف لفظ عطا لغت عرب مین عطیّہ کا ہم معنی اور عطیہ وہ چیز ہے جو کسی کو دیگئی یا بخشی گئی ہو۔ اسی کی جمع عطایا اور عطیّات ہے۔ عِطا کرنے والے کو معطی کہتے ہین اور پانے والا معطیٰ لہ ہے۔

شاہان سلف اپنے شاہی مقبوضات ارضی سے جو زمین یا اپنے شاہی خزانے سے جو رقمی عطیہ

کسی شخص کو اُسکی وجہ معیشت کیلئے عطا کرتے تھے یا کسی نقد رقم کو کسی خاص فرقہ رعایا سے وصول کر لینے کا حق کسی خاص شخص کو عطا کرتے تھے اسکو دکن مین (انعام) سے تعبیر کیا جاتا تھا انعام بھی زبان عربی کا لفظ ہے جسکے معنی نعمت دینے کے ہین۔ فارسیون نے لفظ انعام کو عطا کے معنون مین استعمال کیا ہے۔ میر معزی فرماتے ہین (ع) ہست بجود وبہایت ز تو انعام خدا * تا جہان باشد تو باشی شاکر انعام او * پس زمانۂ سلف مین ہر ایسے شخص کو جو عطیات شاہی سے ممتاز ہوتا تھا انعامدار کہتے تھے۔ پُرانے فرامین اور اسناد شاہی مین انعامدار ہی کا لفظ مستعمل ہے۔ دکن مین بھی سرکاری دفاتر مین اسی لفظ کا استعمال تھا اور جس صیغہ اور سررشتہ سے ان عطایا کا تعلق تھا اسکو بھی سررشتۂ انعام کہتے تھے۔ لیکن ہمارے والی ریاست کے عہد میمنت مہد مین انعام یا انعامات کے الفاظ کو عطایا عطیات سے اسلئے بدلا گیا کہ عطیات کے تمام اقسام کو جن کا بیان ذیل مین آئیگا لفظ انعام کے تحت مین شامل کرنا اسلئے ناموزون تھا کہ انعام عطایاے شاہی سے ایک خاص عطا کا بھی نام ہے۔ پس اسی ایک لفظ کو ایک جگہ خاص معنون مین استعمال کرنا اور دوسری جگہ عام معنون مین رکھنا خوشنما نہ تھا۔ اب سررشتۂ انعام کا نام سررشتۂ عطیات ہے۔ زمانۂ سلف مین جملہ اقسام معطی لہم کو انعامدار کہتے تھے۔ اور اب یا تو عام معنون مین معاشدار کہتے ہین یا ہر ایک قسم معاش کے لحاظ سے اسکا خاص نام ہے۔ جیسے جاگیردار۔ مقطعہ دار۔ انعامدار وغیرہ۔

(۱) اقسام عطیات باعتبار منقولہ وغیر منقولہ شاہان سلف نے عطیات کو دو قسم پر منقسم کیا تھا جیسا کہ فرامین اور اسناد شاہی سے اسکی تصدیق ہوتی ہے۔ (۱) عطیات ارضی (۲)

عطیّات نقدی۔ عطیّات ارضی وہ عطا تھی جو مقبوضات شاہی مین سے کسی شخص کو اُسکی معیشت یا اور کسی ضرورت کیلئے جسکو ہم آیندہ بیان کرینگے ایک معینہ رقبہ مین عطا ہوتی تھی۔ عطاے ارضی کے مختلف اقسام ہین اور ہر ایک کا ایک جدا جدا نام۔

(الف) جاگیر۔ جاگیر کے بھی کئی اقسام ہین۔ (۱) جاگیر آل تمغا۔ (۲) جاگیر ذات۔ (۳) جاگیر پاگاہ۔ و تنخواہ جاگیر۔ (۴) مکاسہ جاگیر۔ (۵) چوتھہ جاگیر۔ (۶) جوڑی جاگیر۔

(ب) مقطعہ۔ مقطعہ کے اقسام۔ (۱) بہستان (۲) موضع مقطعہ (۳) مزرعہ مقطعہ (۴) زمین مقطعہ جسمین گھر گانون۔ اور پالم پٹ۔ شامل ہین۔ (۵) اُگلی۔

(ج) انعام۔ انعام بھی متعدد اقسام پر منقسم ہے۔ (۱) موضع انعام (۲) مزرعہ انعام (۳) زمین انعام جسمین گروڑے انعام اور (۵) جوڑی انعام شریک ہین۔

(د) سیری۔ (ہ) ساورم۔ (و) ہڈولہ۔ (ز) بہنت مانیہ جسمین (۱) بہنت مانیہ۔ (۲) کدری مانیہ۔ (۳) نائی مانیہ۔ (۴) ہڑی مانیہ۔ (۵) رنڈی مانیہ۔ (۶) رگت مانیہ شریک ہین (ح) سرِ درختی۔

ان اقسام عطیّات ارضی سے ہر ایک قسم کی تعریف اس کتاب کی فصل دوم مین بیان کیجائیگی۔

عطیّات نقدی سے وہ عطا مراد ہے جو (الف) شاہی خزانہ سے نقد عطا کیجاے یا (ب) بعض ایسے محصولات سے خاص افراد کو معافی دیجاے جنکی رقم قابل وصول تھی۔ یا (ج) ایک خاص حق کسی شخص کو عطا کیا جاے کہ وہ رعایا کے فرقہ خاص سے ایک خاص رقم بذریعہ خود وصول کرلیا کرے۔

(الف) کے متعدد اقسام ہین۔ (۱) سالانہ۔ (۲) وظیفہ۔ (۳) یومیہ۔ (۴) معمول۔ (۵) خلعتانہ (۶) چادرات۔ (۷) دسبند۔ (۸) ائمہ داری۔ (۹) رسوم۔ رسوم کے بھی دو اقسام ہین۔ ایک رسوم زمینداری۔ دوسری رسوم پٹیواری۔
(ب) کے بھی متعدد اقسام ہین۔ (۱) معافی محصول کرورگیری۔ (۲) معافی کاہدانہ۔ (۳) معافی وضعات بالائی۔
(ج) بھی متعدد اقسام پر شامل ہے۔ (۱) چودھرات۔ (۲) رسوم ستّی گری۔ (۳) حق کل آچاری۔ (۴) تحریر۔ (۵) سربجوال۔ (۶) سردیہی۔ (۷) میراث داری۔ (۸) مہرانہ۔ اقسام (ج) سے ۸ قسم جنکا ذکر ہوا ہے وہ بطور تمثیل ہین۔ اسکے سوا بہی بہت سی پٹیات ایسی تہین جنکے نام سے ایک حق وصول رقم کا عطا ہوتا تہا۔ جیسے شادی پٹّی۔ مردہ پٹّی۔ کسبی پٹّی۔ سرپٹّی۔ ختنہ پٹّی۔ پہسکی پٹّی وغیرہ وغیرہ۔
متذکرہ بالا اقسام عطیات نقدی سے ہرایک کی تعریف اس کتاب کی دوسری فصل مین بیان کیجائے گی لیکن اس موقع پر یہ بات اجمالاً قابل ذکر ہے کہ ہمارے ولی نعمت کے عہد میمنت مہد نے نقدیات قسم (ج) کو جنکا بار تمام تر رعایا کی گردن پر تہا یک لخت مٹا دیا۔ یعنی بعض مرسوم پٹیات کا حق وصول یک لخت منسوخ کر دیا گیا۔ اور بعض کا معاوضہ اُن کی حقیقت پر غور کرنے کے بعد خزانۂ شاہی سے مقرر کرکے رعایا کو اُن سے سبکدوش کیا گیا۔ آج رعایائے دکن بجز مالگزاری دابواب سرکاری کے ایسے ناجائز بوجھ سے بالکل سبکدوش ہے۔ اور اسکی تفصیلی کیفیت فصل ۲ مین بضمن تعریفات بیان کیجائے گی۔

(۴) **اقسام عطیات باعتبار حقوق** حقوق شاہی کے لحاظ سے عطیات سلطانی کی دو قسم

ہین۔ پہلی قسم وہ ہے جسمین سرکار نے اپنے حقوق انتفاعی کو معاف کر دیا ہے۔ جیسے جاگیر۔ اراضی انعام وغیرہ جسکی آمدنی سے کوئی رقم یا کوئی حصہ خزانۂ شاہی مین نہین لیا جاتا بلکہ سالماً معاف ہے۔

دوسری وہ قسم ہے جسپر سرکار کے حقوق انتفاعی قائم ہین۔ جیسے مقطعات۔ جن پر ایک خاص رقم بنام پن مقطعہ لیجاتی ہے۔ اور خزانۂ شاہی مین جمع ہوتی ہے۔ زمانۂ حال مین بعض جاگیرات معافی پر بھی ایک حصہ یا ایک رقم بہ تعداد معینہ بطور حقوق انتفاعی مقرر کیگئی ہے جسکو حق مالکانہ کہتے ہین۔ اسکا تقرر یا تو قانون انعام کی رُو سے مورث یعنی معطی لہ کی وفات اور ورثا کے قبضہ کے بعد ہوتا ہے۔ یا جس جاگیر اور جس عطاے ارضی مین قابض کی حقیت بروے وثائق ضعیف اور ناقابل تسلیم ہوتی ہے اسکو ہمارے آقاے نعمت ضبط کرنے کے عوض صرف ایک حصہ بطور حق انتفاعی قبول فرما کر بدستور بحال رکھتے ہین اور اس لحاظ سے کہ یہ کام اعلے حکومت کا کام ہے۔ اسکا حکم آخر بارگاہ اقدس واعلی سے ہوتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس درجہ مین جو حکم ہوتا ہے وہ سراپا صاحب معاش کے حق مین رعایت ہی رعایت پر مبنی ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ املاک شاہی مین کسی ایسی رعایت کا حق اور اختیار کسی صدر اعظم کو نہین ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بنفس نفیس آپ توجہ فرماتے ہین۔ اور ہمیشہ ضبطی پر بحالی کے پلّہ کو (سبقت رحمتی علی غضبی) کا مصداق قرار دیتے ہین۔ اگرچہ حقوق انتفاعیِ سرکار کا تعلق تعریفاً صرف مقطعہ مین وقت عطا ہی سے قائم ہے اور جاگیرات اور انعامات اس سے محفوظ ہین جیسا کہ تعریفات متذکرۂ فصل دوم سے معلوم ہوگا۔ لیکن رعایتی صیغہ سے بعض جاگیرات قابل ضبطی بھی حقوق انتفاعی اور حق مالکانہ

کے ساتھ بحالی کے درجہ مین آجاتے ہین۔

(۳) **اقسام عطیات باعتبار وثیقہ عطا** کُل عطایا بلحاظ اُس اصول کے جو سلاطین سلف نے وقت عطا ملحوظ رکھا تہا۔ وثیقۂ سند یا فرمان شاہی پر مبنی تہے۔ فرامین واسناد متعددہ کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑی سے بڑی معاش اور چہوٹے سے چہوٹا انعام کبھی بغیر سند یا فرمان شاہی کے نہین عطا ہوتا تہا لیکن فی زمانا عطایا کی مجموعی حالت دو قسم پر منقسم ہوچکی ہے۔ (۱) سندی عطایا ہین۔ (۲) بے سندی۔ سندی عطایا تو وہی ہین جنکی عطا کا ابتدائی فرمان۔ بادشاہ وقت کا مُہری ہے یا جنکے لئے ایک خاص سند بحکم شاہی عطا ہوی ہے۔ (سند اور فرمان کا فرق تعریفات سے معلوم ہوسکتا ہے جو فصل دوم مین بیان ہوے ہین) دوسری قسم کے متعلق اسوقت یا تو آفات ارضی وسماوی واتفاقات وحادثات زمانہ کی وجہ سے سندین مفقود ہوچکی ہین یا انتقال قبضہ یا بندہ کی وجہ سے اسناد وفرامین اصلی۔ قابضین حال کے قبضۂ منتقلہ مین نہین رہے ہین یا اسوجہ سے کہ موجودہ معاش معطی مقتدر کی عطا کی ہوی نہین ہے معطی لہ کے پاس شاہی سند نہین ہے۔ ہمارے آقاے نعمت نے غیر وجود سند کو عموماً ضبطی کا مستلزم نہین قرار دیا۔ بلکہ اسکی تحقیقات و دریافت حقیقت کی غرض سے ایک خاص سررشتہ مقرر فرمایا۔ اور اس سررشتہ کو فرمان قضا شیم کی رُو سے مطلع کیا گیا کہ فلان فلان اقسام عطا صرف قبضۂ قدیمہ کی بنیاد پر بحال اور جاری رکہے جاسکتے ہین اگرچہ اُنکی توثیق سند یا فرمان شاہی کے ذریعہ سے نہو۔ اور فلان فلان مفرز عطایا کے لئے وجود سند لازمی ہے لیکن صورت آخرہ مین بھی کبھی نقل سند سے کام لیا جاتا ہے اور اصل کی فقدان کے وجوہ پر

غور ہوتا ہے اور کبھی دفاتر قدیمہ کے سیاہہ اوراوارجہ سے اصل سند کا پتہ چلایا جاتا ہے اور کبھی معطیان غیر مقتدر کے عمل کو اُنکی نیک نیتی پر محمول کرکے تسلیم کرلیا جاتا ہے۔ غرض مختلف تدابیر اور مختلف ذرائع سے تحقیق کا حق ادا کیا جاتا ہے اور حکم آخر سے یہ بات ٹپک پڑتی ہے کہ اسمین رعایت کا بڑا حصہ شامل ہے۔

آج عطاء مقطوعہ کی بحالی بلا طلب وثیقۂ سند صرف ساٹھ سالہ قبضۂ ماقبل ۱۲۶۲ف کے ثابت ہوجانے پر اور نیز عطاے انعامی کی بحالی بحالت عدم وجود سند محض چالیس سالہ قبضۂ ماقبل ۱۲۹۲ف کے ثبوت پر ہوجاتی ہے اور اس سے بالکل قطع نظر کیجاتی ہے کہ وہ عطا درحقیقت کس کی عطا کی ہوی ہے۔ درحالیکہ فرامین واسناد متعددہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہان سلف نے چند چاور زمین انعامی کی عطا بھی اپنے مُہرے فرمان یا سلطنتی سند پر منحصر رکھی تھی۔ اسوقت اگر سند کا لزوم ہرایک معاش کی بحالی کیلیے قرار دیدیا جاتا تو فیصدی پانچ معاشین بھی قابل بحالی نہ قرار پاتین۔ ہمارے آقاے نعمت کا رحم ہی رحم ہے کہ اپنے اسقدر نرمی اور سلوک کا برتاؤ اس طبقہ کے ساتھ مرعی رکھا ہے اور اسی برتاؤ کا نتیجہ ہے کہ آج عطیات شاہی کی دو قسم یعنی سندی اور بے سندی قائم ہوچکی ہین۔

(۴) **اقسام عطیات باعتبار جمع** ہردو اقسام عطیات یعنی عطایاے ارضی و نقدی باعتبار جمع دو قسم پر منقسم تھین۔ (۱) داخل جمع۔ (۲) خارج جمع۔ داخل جمع سے وہ عطیات مراد تھین جنکا داخلہ شاہی حسابات اور کاغذات جمعبندی ریاست مین شریک ہوکر عطیات کے نام سے اُنکی منہائی کا عمل کیا جاتا تہا۔ اور خارج جمع اسکا عکس تہا یعنی وہ کاغذات

جمعبندی وحسابات شاہی سے خارج رہتے تھے۔ ہمارے ولی نعمت کے عہد میمنت مہد مین قسم دوم سے وہ عطیات نقدی جن مین خزانۂ شاہی سے کوئی رقم نہین دیجاتی تھی بلکہ ایک قسم کا حق وصول افراد خاص کو عطا ہوا تھا قطعاً مسدود کیا گیا جیساکہ ہم کسی قدر صراحت کے ساتھ اوپر بیان کر آئے ہین اور اسی قسم دوم کی اُس رقم کو جسکی ادائی آمدنی شاہی سے متعلق تھی۔ حسابات خزانۂ شاہی مین داخل کرلیا گیا۔ اورخزائن سرکاری سے اونکی ادائی کا حکم دیا گیا اور قسم دوم کے عطایاے اراضی کو جو خارج جمع نہین ایک خاص حسابی کاغذ کے ذریعہ سے موثق کردیا گیا۔ تاکہ خارج جمع کا عمل بھی باقی رہے اور انتظامی اغراض سے حسابات کی ترتیب بھی باقاعدہ ہو۔ یہ ساری دردسری اسلئے گوارا کیگئی کہ خارج جمع کا جو اعزاز معطی لہم کے ذہنون مین سمایا ہوا ہے وہ بدستور باقی رہے۔

(۵) **اقسام عطیات باعتبار مدت بجالی** کُل عطیات شاہی باعتبار مدت بجالی ۳ قسم پر پائے گئے۔ (۱) دوامی۔ (۲) بقید حیات معطی لہ۔ (۳) تا مدت خاص۔ قسم اول کے متعلق جسقدر اسناد اور فرامین شاہی ہماری نظر سے گزرے ہین اُن سب مین یا تو نسلاً بعد نسلٍ کے الفاظ تھے یا بطناً بعد بطنٍ کے الفاظ۔ یا ہوش پرم پار کے الفاظ جو زبان سنسکرت مین دوام کے معنی پر شامل ہین یا تابقاے شمس وقمر کے الفاظ یا علی الدوام کے الفاظ۔ اوران الفاظ کا وجود خود اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ معطئین کا منشار بجالی دوام کا تھا۔ قسم دوم کے اسناد مین تا حیات معطی لہ کے الفاظ لزوماً دیکھے گئے۔ اور انکے معنی بہت صاف ہین لیکن قسم سوم کے اسناد و فرامین بعض تو ایسے تھے کہ جنمین دو پشت اور سہ پشت وغیرہ

کی صراحت تھی - لیکن بعض اسناد ایسی بھی دیکھے گئے جنمین الفاظ عہدہ و تفویض -
تن شدہ - بطریق آل تمغا - با فرزندان - یا با متعلقان کے الفاظ مرتسم تھے - اور ان الفاظ
کے معنی کو جس قدر ہمنے اپنے تجربے اور معلومات اور طرز تحریر فرامین واسناد سے حل کیا
ہے - اسکو اسی کتاب کی فصل دوم مین بذیل تعریف فرمان وسند ہدیۂ ناظرین کرینگے -

(۲) **اقسام عطیات باعتبار وجہ عطا** عطیات شاہی باعتبار وجہ عطا دو قسم پر منقسم
ہین جیسا کہ اسناد و فرامین شاہی سے واضح ہوتا ہے - (الف) مشروط الخدمتہ - (ب)
غیر مشروط الخدمتہ - قسم الف کے پانچ اقسام ہین اور ہر ایک قسم متعدد اقسام ذیلی پر شامل ہے -
(پہلی قسم) معابد کے لیے جسمین (۱) مساجد کی عطا اور (۲) دیولون کی عطا شامل ہے
اور عطایاے مساجد مین بعض معاشین مجموعی خدمات مسجد کے لئے عطا ہوئین اور بعض -
بعض خدمات کے لئے اور خدمات مختلف ہین - یعنی موذنی - پیش امامی - خطابت -
جاروب کشی - تیل چراغی - افطاری رمضان و انتظام تراویح - اسی طرح دیول کی معاش
ہے جسکے خدمات پوجا - اچھاؤ - رتھ کشی - ہین -

(دوسری قسم) فاتحہ - کی ہے اور اسمین اہل اسلام اور ہنود دونون کے لئے معاشین
عطا ہوی ہین اور ہر ایک کا نام جدا جدا ہے - مثلاً عرس درگاہ - دوازدہم شریف -
یازدہم شریف - عشرہ شریف - عود وگل (مسلمانون کے لئے) - اور جاترا - نی وید - اچھاؤ -
پلونی تتھی - اگرہار (ہنود کے لئے) -

(تیسری قسم) عبادت سے متعلق ہے - اسکی عطا اہل اسلام کے لئے - بنام ختم خوانی -

اعتکاف - چلہ - اور ہنود کے لئے اگنی ہوتر - نندا دیپ - اساڑ -

(چوتھی قسم) لنگر خانہ کے نام سے ہے - جسمین ہنود کے لئے معاش ورشاسن - سدا برت - شامل ہے -

(پانچوین قسم) انتظامی خدمات ولوازم مملکت سے متعلق ہے - اسمین خدمت قضا - افتا - فوج - طبابت ومدرسی - واقعہ نگاری - جوسی گری - نیواری - امبی کاری واولٹ گری - سب نویسی یعنی سمپرتی - میر بخشتری - دیسمکھی وسردیسمکھی - دیسپانڈیہ گری وسردیسپانڈیہ گری پٹیلی - پٹواری گری - داخل ہین - ان خدمات کی تعریفات سے جو اس کتاب کی فصل دوم مین بیان ہون گے - یہ بات معلوم ہوسکتی ہے کہ اگرچہ معطی نے وقت عطا ان معاشون کو مشروط الخدمت عطا کیا تہا لیکن فی زماننا اکثر خدمات معطی لہم کے تفویض نہین ہین اور بمقتضاے اذا فات الشرط فات المشروط ان معاشون کی ضبطی اور شرکت خالصہ پر کوئی موقع نکتہ گیری کا نہ تہا - مگر ہمارے آقاے نعمت کی رحمدلی نے ضبطی کیجانب رُخ بھی نہین کیا بلکہ مثل میراث کے پابندہ معاش کی نسلون کو اُن سے متمتع رکھا ہے - اگرچہ اسی سررشتہ کا ایک عام حکم ہم پر اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ عطیات سلطانی - میراث نہین ہین مثلاً قاضی ہین جنکو زمانہ سلف مین فصل خصومات کے خدمات اُنکے تفویض تھے - اور عطیات شاہی انہین خدمات کا معاوضہ تہا - اسوقت فصل خصومات کیلئے منصفین اور نظار عدالت مقرر ہوچکے ہین لیکن قاضی جی صرف نکاح خوانی کے معاوضہ مین اپنی سالم معاش پر بحال اور برقرار ہین اور خاصکر نکاح خوانی کا رسوم بھی علاوہ معاش پاتے ہین - یہی کیفیت

عاش اختیار کی ہے۔ اسی طرح واقعہ نگاری کی خدمت اب باقی نہین ہی اونہواری کی خدمت
پولیس کے تفویض ہے اور دیسمکھون اور سر دیسمکھون اور دیسپانڈیون اور سر دیسپانڈیون
کے فرائض اول و دوم وسوم تعلقہ دارون اور تحصیلدارون کے تفویض ہین لیکن عطیات
شاہی کو باوجود۔ فوت شرط عطا ہمارے رحمدل فرمانروا نے ایک ذریعہ پرورش کا خیال
فرماکر بدستور بحال اور برقرار رکھا۔ کہ خواجہ خود روش بندہ پروری داند۔

(ب) یعنی عطیات غیر مشروط الخدمت سے (۱) مدد معاش ہے۔ (۲) صلہ۔ (۳) معاوضہ۔
(۴) خیرات اور ہبہ بلالحاظ اقوام ہندو مسلمان دونون پر شامل۔ ان عطایا رکی تعریفات
نہایت دلچسپ ہین جنکو ہم فصل دوم مین بیان کرینگے انشاءاللہ۔

(۷) اقسام عطیات باعتبار معطی عطیات سلطانی کی عام تعریف اسکی متقاضی نہ تھی
کہ ہم اُسکے اقسام بلحاظ معطی بیان کرین اور شائقین تاریخ بادی النظر مین غالباً یہی خیال
کرینگے کہ چونکہ ہندوستان مین مختلف فرمانرواؤن کا زمانہ گزرا ہے لہذا موتف نے ہر ایک
فرمانفروا کے عطایا کو جدا جدا بیان کرنے کیلئے غالباً اس بیان کا یہ عنوان قرار دیا ہے لیکن
حقیقت کچھ اور ہی ہے یعنی اسوقت ہمارے تجربے اور معلومات اور تحقیقات کا مقابلہ
فرامین واسناد شاہی کے ساتھ ہونے کے بعد یہ گُل کھلا کہ ان عطایا مین صدہا معاشین
معطین غیر مجاز وغیر مقتدر کی عطا کی ہوی بھی ہین۔ بدینوجہ کہ زمانہ سلف مین انتظامی
شیرازہ برہم تھا یعنی ملک کے متعدد حصص متعدد افراد کے تفویض تھے کہین امانی کا انتظام
تھا اور کہین دو آنی کے تقرر پر مالگزاری کا بندوبست کیا جاتا تھا۔ کہین گتہ اور فعل اور سر بستہ

قرارداد پر عمل تھا تو ہر ایک منتظم اپنے حدود مقبوضہ مین شاہی اقتدارات کے ساتھ سیاہ وسپید
کا مالک بن بیٹھا تھا اور محض نیک نیتی کے ساتھ اپنے رقبہ کی آمدنی کو بڑھانے۔ افتادہ
اراضی کو آباد کرنے اور نیز انتظامی ضرورتون کی تکمیل کے لحاظ سے۔ معاوضہ خدمت صلہ خدمت
مدد معاش۔ خیرات ومیراث وغیرہ کے نام سے بہت سی زمینین اپنے مُہری وثیقہ کے ساتھ لوگون
کو عطا کردیا تہا۔ زمین کی بے قدری اور روپیہ کی قلت نے اُن نیک نیت منتظمین کو اس بات پر
مجبور کیا تھا کہ بعوض تین روپیہ ماہوار کے چھتیس روپیہ سال کا محاصل رکھنے والی زمین ہی کا
سپرد کردینا زیادہ بہتر ہے۔ اور بدینوجہ کہ حیثیت اراضی کی دریافت بہ قاعدہ طریقہ پر ہوا
کرتی تھی اور ماہرین فن سے کم کام لیا جاتا تہا۔ اور پیمایش بگہاون کا طریقہ بھی پختہ اصول
پر نہ تھا بنا برعلیہ چھتیس روپیہ سال کے محاصل کے نام سے سرسری اندازے اور اٹکل پر بڑی بڑی
زمینین اُن کے تفویض کردی گئین۔ اس قسم کا عمل نہ صرف کروڑون ہی نے کیا جنکو انتظاماً
کروڑ ٹکے کے محاصل کی جائداد تفویض تھی بلکہ اکثر دلسیکھون دیسپانڈیون نے بھی عملی کا
لقب حاصل کیا۔ مثلاً زید نے ایک تالاب کی تعمیر اپنے سرمایہ سے کی اور دیسائی صاحب نے
اُسکے صلہ مین ایک میراث داری کی معاش اُسکو عطا کردی۔ اسی طرح بکر نے ایک محدود حلقہ
مین اپنے خاندان کے ذریعہ سے حفظ جان ومال خلائق کا عمدہ انتظام کیا اور سردلسیکہ صاحب نے
اُسکے معاوضہ مین نیواری کی معاش سے اُسکو ممتاز کردیا۔ اور اس طرز انتظام مین سمجھا یہ جاتا
تہا کہ ہم افتادہ زمین کو دیگر سستے چھوٹ رہے ہین اور مفت بغیر گرہ سے ایک روپیہ صرف کرنے
کے سارا انتظام کررہے ہین۔ ان حالات کے لحاظ سے جنکو مولف نے مشت نمونہ از خروارے

بیان کیا ہے۔ عطیات سلطانی کے ساتہ ساتہ عطیات غیر سلطانی کا ایک حصہ بہی قائم ہوتا گیا۔ غور کے ساتہ دیکہا جاسے تو اُس زمانہ کی حالت کے لحاظ سے منتظمین وقت نے جو کچہ کیا وہ ملک کیلئے بالکل مفید تھا اور اُنکا وہ عمل اس قدر موثر تھا کہ مالدار اہل ملک انہین موروثی معاشون کے بھروسہ پر ملک کو آباد کرنے مین اپنی جان لڑا دیتے تھے اور اپنا گھر لٹوا دیتے تھے۔ آج جب زمانہ کی رفتار ترقّی کرتے کرتے اس درجہ مین پہونچ چکی ہے کہ ہم اراضی کی منفعت نقدی پر فائق سمجھتے ہین اور ملک کی شادابی اور باقاعدہ انتظام کی رونق روز افزون ہے۔ اور ہمارے ولی نعمت کے عہد میمنت مہد کے صدقے مین جان و مال کی حفاظت کا کامل انتظام ہوچکا ہے اور ذرائع آبپاشی کی حفاظت اور تعمیر و ترمیم وغیرہ کے جملہ مصارف کیلئے صرف شاہی خزانہ ہی متکفل اور ذمّہ دار ہے اور خصوصاً جب کہ عطیّات سلطانی کی جانچ اور تحقیقات کی بھی ضرورت لاحق ہوچکی ہے تو ایسی حالت مین ان عطایاے غیر سلطانی وغیر مجاز و غیر مقتدر کی حالت نہایت خطرہ مین تھی اور معطیان غیر مقتدر و غیر مجاز کے وثائق اور تحریرون اور قولون پر غور کرنا اور معطین کی نیت اور نتیجۂ عطا کو اچھی طرح پر سمجہنا کچہ آسان بات نہ تھی۔ بخصوص ایسی حالت مین جب کہ بعض ایسی معاشون کی شرط خدمت بہی باقی نہین رہی تھی۔ لیکن ہمارے آقاے نعمت نے نہایت دور اندیشی اور غور اور تامل کے ساتہ ایسے غیر مجاز معطین کے عمل ناجائز یا وثیقۂ ناجائز کو قابل تنقیح نہین قرار دیا بلکہ معطی لہ کے قبضہ کی مدّت اور اسکی وجہ عطا پر غور فرما کر اُنکے بحال رکہنے کیلئے ایسے مفید اور معقول قواعد نافذ فرما دئے کہ اُن قواعد کے ذریعہ سے ہزار ہا معاشدار کامیاب ہوے اور رعایا کے دلون مین اس بات کا

یقین ہوگیا کہ مالک سلطنت کے یہ اصول نہایت مستحکم ہین کہ اپنے ملک کے کارپردازان سلف کے
غیر مجاز احکام کو جو نیک نیتی پر محمول ہین صرف قول کے قائم رکہنے کیلئے وہ بحال و برقرار رکھتا ہے
یہی ہے حقیقت اُس دوسری قسم کی جسکو ہمنے بنام عطایاے معطی غیر مجاز اس بیان مین قائم کیا ہے

طریقہ عطا کا بیان

شاہان سلف نے عطاے معاش کا جو طریقہ مرعی رکھا تہا اُسکی کیفیت
بعض فرامین قدیم کی عبارت ظہری سند سے معلوم ہوتی ہے۔ یعنی جب توجہ سلطانی کسی خوش نصیب
کی جانب عطاے معاش کیلئے منعطف ہوتی تہی تو اُسکو اشارہ کیا جاتا تہا کہ بندسوال پیش
کرے۔ اور بندسوال درحقیقت ایک معروضہ کا نام تہا۔ بعض خاص خاص معاشون کی نسبت
اسکا بھی پتا چلتا ہے کہ عالمگیر نے معطی لہ کیجانب سے بندسوال خود اپنے قلم سے لکھ لیا تھا
اور یہ انتہا سے نوازش اور مہربانی کی علامت تہی۔ بندسوال کے نمونہ اور تعریف کا انتظار
ناظرین کو فصل دوم کے پڑھنے تک کرنا پڑیگا۔ جو تعریفات کیلئے مخصوص ہے۔

اس حکم کا داخلہ اولاً دفتر سیاہہ حضوری مین لیا جاتا تہا اور پہر وہ درخواست بجنسہ دفتر
دیوانی پر بہیجدی جاتی تہی اور دفتر دیوانی سے مسودہ فرمان مرتب ہوکر ملاحظہ اقدس
مین پیش ہوتا تہا جس پر مختصر دستخط کا صاد کرنے کے بعد اسکو دفتر پیشکاری مین بہیجدینے
کا حکم ہوتا تہا۔ دفتر پیشکاری کیلئے اس حکم کی ایک نقل لیجاتی تہی اور پہر سیاہہ دفتر مین
اُسکا داخلہ لکہکر وہ مسودہ بجنسہ دفتر دارالانشا پر بہیجدیا جاتا تہا جہان اسکا مبیضہ نہایت
عمدہ اور مضبوط کاشمیری کاغذ پر بہترین کاتب یعنی نامی خوشنویس کے قلم سے تیار ہوکر
ملاحظہ مبارک شاہی مین گزرانا جاتا تہا پہر اسکی ختم تحریر پر بقلم خاص بیضاوی صاد (مصو)

ہوکر اسکے عنوان پر مُہر شاہی کیجاتی تھی اور پھر دیوان مال کے ذریعہ سے اسکو دفتر مال پر
بھیجدیتے تھے دفتر مال مین اسکا داخلہ (اوارجہ) مین لکھ لینے کے بعد اسکو دیوان مال کی
خدمت مین بغرض اجرائی بھیجدیتے تھے اور دیوان مال اس فرمان شاہی کو معطی لہ کے سپرد
کردیتا تھا اور ساتھ ہی ایک تاکید اپنی مُہر سے اُسکے حوالہ کردیا کرتا تھا۔ یہ (تاکید) مقامی حاکم
کے نام ہوتی تھی جسمین یہ حکم رہتا تھا کہ فرمان شاہی کی تعمیل فوراً کیجائے۔ فرمان کی تحریر
اور تاکید کی کتابت نہایت شستہ اور بامحاورہ زبان فارسی مین ہوا کرتی تھی۔
اور فرمان کی پشت پر (عبارت ظہری) کے نام سے بندسوال اور اُسکی شرح کی نقل اور
مدارج کارروائی (مثنذکرہ صدر) سے ہرایک درجہ کی کارروائی کا داخلہ اہل دفتر کے قلم
اور افسرون کی چھوٹی مہرون سے لکھدیا جاتا تھا۔

بعض فرمانون کے اجرا کے بعد اسی کے ہم مضمون ایک سند بھی نیابت دیوانی کی مُہر اور
اسی فرمان کے حوالہ سے عطا کیجاتی تھی۔ اور اس حالت مین (تاکید) جداگانہ کی ضرورت
نہین سمجھی جاتی تھی۔

بعض معاشون کے متعلق پایا گیا ہے کہ بندسوال اور شرح سلطانی کے بعد فرمان سلطانی
نہین مرتب ہوا بلکہ دفتر نیابت دیوانی سے صرف سند ہی عطا ہوی جسمین صرف حکم سلطانی کا
حوالہ تھا۔

بعض معاشون کی بابت ایک خاص کاغذ (پروانۂ) شاہی کے نام سے بھی دیکھا گیا ہے۔
جسمین قریب قریب فرمان کا مضمون تھا لیکن اسکا عنوان مثل فرمان اوّل الذکر کے نہ تھا۔

اور سند نیابت دیوانی اسی (احکام) شاہی پر مبنی تھی۔ بعض فرامین شاہی سند بارہ برجی اور سند دومہری کے نام سے بھی جاری ہوے ہین اور مولّف نے انکو دیکھا ہے۔ الغرض اجرائی عطایاے سلطانی کی ابتدائی کارروائی مین جو کاغذات مستعمل رہے ہین وہ حسب ذیل ہین۔ (۱) بند سوال۔ (۲) فرمان شاہی۔ (۳) سند دومہری۔ (۴) سند بارہ برجی۔ (۵) پروانۂ شاہی۔ (۶) سند نیابت دیوانی۔ (۷) تاکید نیابت دیوانی۔

ان کاغذات سے ہر ایک کاغذ کی وجہ تسمیہ اور اُسکی تعریف اور نمونہ فصل دوم کے اُس حصّہ مین ہدیۂ ناظرین کیا جائیگا جہان وثائق عطا کا تفصیلی بیان کرنا مقصود ہے۔

مولّف نے سلسلۂ کارروائی ابتدائی کو اکثر فرامین اور اسناد کے ساتہ مطابق پایا ہے اور بعض عطایا کے وثائق مین بعض امور کی تقدیم و تاخیر بھی دیکھی گئی ہے اور وہ صرف فروعی اختلاف ہے۔ اصل اصول مین کوئی فرق نہین ہے۔

ہمارے آقاے نعمت کا یہ احسان فرقۂ معاشداروں پر کیا کم ہے کہ جب اصل فرمان یا سند حادثات زمانہ کی وجہ سے قابض عطا کے قبضہ سے باہر ہو جاتی ہے اور اُسکی سندی معاش بے سندی کے درجہ مین آجاتی ہے تو قواعد موجودہ کے رُو سے اُسکے داخلہ کی تلاش اُن تمام دفاتر مین کرنے کا حکم ہے جنکا بیان اوپر گزرا۔ مسودہ کا پتہ نہ چلا تو بیضہ کا داخلہ ملجاتا ہے۔ سیاہہ سے بھی مدد ملتی ہے۔ اوارجہ بھی شہادت کیلئے تیار ہے۔ الحاصل جب ان حوالون سے اجراے فرمان وسند پر اطمینان ہو جاتا ہے تو اس معاش کو سندی تسلیم کرکے بحالی کا حکم صادر ہو جاتا ہے۔

گذشتہ زمانون مین اُن قابل احتیاط دفاتر کی حالت محفوظ نہ تھی جنکے داخلون پرعطیات کا مدار ہے - اسی عہد سعید مین اُنکی حفاظت کا کافی اہتمام کیا گیا ہے اورتصدیقی کارروائی کے لئے قواعد خاص مدون ہوسے ہین اوربعض ایسے معاشدارون کو بعد اطمینان کامل نقل سند بھی عطا ہوئی ہے —

تحقیقات عطیات کا جو سررشتۂ خاص قائم ہے وہ اسی عہد مبارک کے برکات کا نتیجہ ہے جس مین نہایت احتیاط کے ساتہ - اصول انصاف پر نظر رکھکر تحقیقات کیجاتی ہے اورتخمۂ تحقیقات مرتب ہوکر بعد فیصلۂ آخر اسکا تعمیلی نتیجہ جاری ہوتا ہے - اس تحقیقات کی ضرورت بعض ناعاقبت اندیش لوگون نے خود پیدا کی ورنہ درحقیقت سلطنت کو نہ اس دردسری کی ضرورت ہوتی اور نہ اس سررشتہ کے مصارف خزانۂ شاہی کو زیر بار کرتے - یعنی بعض غیرمحتاط اشخاص نے جعلی مہرون کو تیار کیا اوراپنا جال اسقدر پھیلایا کہ بیچارے سچے معاشدارون کو بھی اس پھندے مین پھنسایا - بہت سی جعلی مہرین گرفتار ہوئین - صدہا جعلی اسناد اسی تحقیقات کی وجہ سے ہاتہ آئے - لیکن ہمارے رحمدل فرمانرواکے قواعدنے بھولے بہالے سچے معاشدارون کی حالت زار پر ترس کھاکر اُنکو کامل تحقیقات کے بعد اس آفت سے بچالیا - یعنی جنکی سند جعلی نظر آئی اورعطا بروے داخلہ ہاے دفاتر صحیح قرار پائی - اُنکی معاش پر کوئی آنچ نہ آنے پائی - بلکہ صرف سند ضبط ہوی - اسی تحقیقات کے ضمن مین بے بنیاد جعلی اسناد بہی گرفتار ہوے لیکن قابضین اسناد سے کوئی سخت گیری اورمواخذہ کا برتاو نہین ہوا اسلئے کہ اس بات کا ثابت ہونا بہت مشکل تہا کہ درحقیقت وہ سند مورثین

اعلےٰ سے کس درجہ مین بنائی گئی۔ اگر جعلی سندون کی آفت سچّون کو جھوٹون کے ساتہ شریک کرنے کی کوشش نہ کرتی تو آج تحقیقات عطایا کی غالباً ضرورت بھی باقی نہ رہتی۔

معطی لہ کے ورثا کے ساتہ برتاو زمانہ سلف کا برتاؤ اور بادشاہان وقت کا طرزعمل یہ تھا کہ معاشدار کے مرنے کے بعد اس معاش پر عام ازینکہ اُسکی اجرائی بقید حیات ہوی ہو یا چند پشتون یا دوام کے لئے ایک دفعہ تو سرکاری ضبطی ضرور ہو جاتی تھی اور بعدہ اُسکے وارث کے پیش ہونے کے بعد اگر سرکار کو حاضر حال پر اُسکی اجرائی مقصود ہوتی تھی یا الفاظ سند کا پاس ولحاظ ملحوظ خاطر عاطر ہوتا تہا تو بذریعہ (احکام) نیابت دیوانی واگذاشت ضبطی کا حکم دیا جاتا تھا۔ یا نیابت دیوانی کی جداگانہ سند وارث کے نام عطا ہوکر واگذاشت کا عمل ہوتا تہا اور کسی وارث کو مورث کی سند اور الفاظ سند پر توریثاً حق جتلانے کا حق نہ تھا۔ کہ خوانخواہ اُسکے نام مورث کی معاش بحال ہی کیجاوے کیونکہ عطیۂ سلطانی۔ میراث کی تعریف مین داخل نہین سمجہا جاتا تھا۔ اور صرف اسی پر قناعت نہوتی تھی بلکہ مورث کی اور جائداد پر بھی خواہ اسکی مکسوبہ ہو یا مملوکہ شاہی ضبطی ہو جایا کرتی تھی۔ اور بعض وفادار بندے اپنی وصیت مین یہ لکہ مرتے تھے کہ ہمارے بعد ہماری کل جائداد داخل سرکار ہو۔ اور سرکار ہمارے ورثا سے جسکو چاہین سرفراز فرمائین۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اُن لوگون نے اس طرز کو اس لئے اختیار کر رکھا تھا کہ وہ اپنی کمائی ہوئی دولت کو کُل ورثا پر بٹ جانے سے اس کو مرجح خیال کرتے تھے کہ اپنی جائداد کسی دربار رس اور لایق وارث کے قبضہ مین آجاے اور یکجائی کے ساتہ خاندان کی دولت مندی باقی رہے۔

اور جائداد کے حصے بخرے نہ ہونے پائین - اور ایک لائق وارث کے ذریعہ سے کل
خاندان کی پرورش ہوتی رہے - اگر وہ اپنے گھر مین اسی مضمون کو صرف وصیت کے
ذریعہ سے ادا کرتا کہ فلان وارث جو لائق اور جایداد کے سنبھالنے کا اہل ہے - قابض
جایداد اور دیگر اورون کی پرورش کا ذمہ دار رہے تو قانون شریعت سے اسکی تعمیل بتمامہ
ہرگز نہین ہوسکتی لہذا انھون نے یہ طرز اختیار کیا تھا کہ اپنی حیات ہی مین اپنے وفادارانہ
معروضہ کے ذریعہ سے کل املاک کو سرکار کے سپرد کر جائین اور وہ خوب جانتے تھے کہ بادشاہ
وقت اپنے خاندان کے کسی لائق ممبر کو ضرور سرفراز کریگا - اور اس حیلہ سے انکا اصلی مقصد
حاصل ہوگا لیکن اس وفادارانہ تحویل کے طریقہ نے رفتہ رفتہ یہ رنگ جما لیا کہ ہر ایک کے
مرنے کے بعد اسکی املاک پر شاہی ضبطی لازمی قرار پاگئی اگرچہ اسکے ورثا سے کسی دربار رس
اور لائق وارث کے نام سرفرازی کا طریقہ بھی جاری تہا لیکن اسکے لئے سالہا سال کی
تگاپو اور دربار رسی کی ضرورت ہوتی تھی - بادی النظر مین عام و خاص یہ سمجھتے تھے کہ سرپرست
خاندان کی موت سے اہل خاندان آفت آسمانی اور سلطانی دونون مین مبتلا ہوجاتے
ہین - ہمارے ولی نعمت کے عہد میمنت مہد نے اس طرز عمل کو شادیا اور اپنی رعایا کے
ساتہ سچی ہمدردی کا اعلے طریقہ اختیار کیا یعنی تنخواہ دار مرحوم کی ذاتی املاک شاہی مداخلت
سے بالکل مستثنے ہین اور انکی تقسیم کو شرع محمدی کے قابل تعظیم احکام کے حوالے کردیا گیا
اور عطایاے شاہی کی نسبت بہی فوری ضبطی کا مکروہ طریقہ روکا گیا بلکہ یہ حکم دیا گیا کہ خواہ
جاگیر کے لئے لڑکا اور پوتا یا مسلمہ منظوری وراثت اپنا قبضہ قائم رکھ سکتا ہے - اور باقی کل

معاشون کے لئے شرعی وارثون کا قبضہ تا تصفیہ کارروائی وراثت بحال خود قائم رہے اور تصفیہ تخنئہ وراثت مین مسلمان معاشداروں کے لئے شرع محمدی کے احکام کے مطابق اور ہنود کے لئے دہرم شاستر کے قواعد کے بموجب مراعات خاص کے ساتہہ حکم آخر دیا جاتا ہے اور اس فیصلہ کے وقت مضامین فرمان وسند وفیصلۂ سررشتہ عطیات متعلقہ حقیت کی پوری پوری پابندی کیجاتی ہے۔

اس موقع پر یہ بات قابل بیان ہے کہ بعض معاشون کی حقیت کا فیصلہ زمانہ سلف میں (حسب حال بحال) یا (بزدعویدار بحال) کے الفاظ مین ہوا ہے جس سے پابندہ کی حقیت مین الفاظ (مشروط بحیات) کے معنی پیدا ہوتے ہین۔ خاصکر اسلئے کہ ان مین بحالی دوام یا نسلاً بعد نسلٍ یا بطناً بعد بطن یا اور کوئی الفاظ اسی قسم کے نہین ہین لیکن ہر ایسی معاش کے معاشدار کی وفات کے بعد بھی ہماری رحمدل گورنمنٹ اس معاش کو قبل تصفیہ وراثت ضبط نہین کرتی اور باوجود ان الفاظ مبہم کے۔ فیصلۂ وراثت کے وقت وارث کے نام رعایتی سلوک کیا جاتا ہے۔ یہی ایک غربا پرور سلطنت ہے جسکے معاشدار کے مرنے کے بعد اسکی لونڈیون اور غلامون نے بھی اپنی معیشت کیلئے کچھ نہ کچھ حصہ پایا ہے اور ورثا نے مثل میراث پدری کے عطیات سرکاری سے اپنا حصہ لیا ہے۔ درحالیکہ عطیات سرکاری میراث نہین ہین۔ خداوند کریم ایسے بندہ پرور فرمانفرواکو دہرگاہ قائم ودائم رکھے جسکی مملوکہ جایداد مین رعایا کو ایسے حقوق عطا ہوے ہین۔ اسے رعایا پرور رحمدل بادشاہ تیرے ملک مین جب کوئی معاشدار مرتا ہے تو اُسکے گھر پر سرکاری ضبطی نہین آئی اُسکی معاش عطیہ بند نہین

ہوتی۔ کلفت زدہ خاندان جسکا سرپرست اُٹھ چکا ہے تہلکہ سے مصئون اور آفت آسمانی پر صابر اور عاطفت سلطانی کا ممنون رہتا ہے اور مورث کی جایداد سے اپنے شرعی و شاستری سہام حاصل کرتا ہے اور عطیات سلطانی مین بقاعدہ وراثت اپنے حق کے مقابل مع شئے زائد کامیاب ہوتا ہے۔

بعض خوش قسمت بندے اپنی حیات ہی مین اپنے ورثا پر اپنی معاش اپنے مالک اور فرمانروا کے حکم سے منتقل کر جاتے ہین اور اطمینان کی موت مرتے ہین اور بعض معاشدار اپنی اکثر معاشون کو اپنے فرمانروا کی اجازت سے فروخت۔ رہن۔ ہبہ یا اور کسی طور پر منتقل کرتے ہین اور ایسا انتقالی عمل صرف جاگیرا ور نقدیات کے لئے ممنوع ہے اور بس۔ اور یہ استثنار حق بجانب ہے۔

جو معاشدار اپنے وارثون کو کم سنی کی حالت مین چھوڑ کر مرجاتے ہین اُن کی نگہداشت کی نسبت اسی فرمانروا کے عہد میمنت مہد کی برکت سے ایک خاص صیغہ قائم کر دیا ہے۔ جس مین اُنکی تمام جایداد اور معاش کی نگرانی اور حفاظت اور کم سن یتیمون کی پرورش اور تعلیم ہوتی ہے اور جب وہ سن رشد کو پہونچتے ہین تو مثل ایک امین کے اُنکی ملک اور جایداد اور معاش اُنکے حوالہ کر دیجاتی ہے اور یہ مبارک طریقہ صرف معاشدارون ہی سے مخصوص نہین ہے۔

ورثار معاشدار کے نام بحالی معاش کے جدید اسناد بھی عطا ہوتے ہین اور حق مالکانہ کے تقرر مین قرب و بعد قرابت کا کامل لحاظ رکھا جاتا ہے۔ اگر کسی قاعدہ کی خلاف ورزی یا

یا ضمن حقیت کی وجہ سے کسی جرمانہ کی نوبت آتی ہے تو اُسکو ایک معزز نام یعنی نذرانہ کے ذریعہ سے وصول کرنے کا حکم دیا جاتا ہے جو محاصل معاش پر محسوب ہوتا اور اُسی سے وصول بھی کیا جاتا ہے اور ہر ایک موقع پر اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ معاشدار تکلیف مالایطاق مین مبتلا نہونے پائے۔

ضبطی عطیات کی کیفیت ضبطی عطیات کی تاریخ نہایت پرمذاق اور ہماری اس کتاب کی پہلی فصل کا خاتمہ ہے اور ہم اسکو مختصر طریقہ پر بیان کرینگے۔ ضبطی کی بھی کئی قسم ہین۔ (۱) وہ ضبطی جو معاشدار اپنے وثائق ملاحظہ مین نہ لانے کی وجہ سے بطور سزا کے دوران تحقیقات کیجاتی ہے۔ (۲) وہ ضبطی جسکی ضرورت وارثون کی خانہ جنگی اور توجہات بلا مرجح کی ہوس کیوجہ سے ناگزیر اشکال ہین پیدا ہوتی ہے۔ (۳) وہ ضبطی جو حقیت کے عدم ثبوت اور سند و وثیقہ معتبر کے عدم وجود اور غاصبانہ قبضہ طشت از بام ہونے کی وجہ سے کیجاتی ہے۔

زمانۂ سلف کی تاریخ اس بات کی خبر دیتی ہے کہ اُسوقت ضبطی کیلئے عجیب عجیب پُرمذاق اشکال پیدا ہوتے تھے اُس زمانہ مین ضبطی کے وجوہ ایسی واضح اور موجہ نہ تھی جیسے کہ اب ہین جنکی صرف فہرست ہی کے پڑھ لینے کے بعد ہر انصاف پسند طبیعت کو اسکا بھروسہ ہو جاتا ہے کہ اصول منصفانہ ہین۔ فرامین و اسناد کی سیر نے ہمکو آگاہ کیا ہے کہ بعض ضبطیان اسوجہ سے ہوی ہین کہ معطی لہ نے وفات پائی لہذا اسی معاش کی نسبت دوسرے کے نام سند کردی گئی اور کسی کو اس بات کی دریافت کرنے کا حق ہی نہ تھا کہ ورثا کیون محروم ہوے

اسلیئے کہ معطی کو ہر طرح پر سلب عطا کا حق اور اختیار تھا۔ بعض ضبطیان اسلیئے ہوئی ہین
کہ پابندہ معاش مفقود ہے۔ بعض کہن سال بزرگون نے اسکا عجیب قصہ بیان کیا کہ وہ
شخص زندہ تہا اور چلاتا رہا کہ بندہ حی و قائم موجود ہے اور ہر وقت یہی جواب ملتا رہا
کہ نہین وہ مرگیا ہے۔ بعض ضبطیان اسلیئے ہوتی تھین کہ واقعہ نگارون نے خبر دی کہ
صاحب معاش بڑا دولتمند ہوگیا ہے۔ بعض اسناد ایسے بھی نظر آئے جنمین یہ اشارہ تھا کہ
فلان موضع یا فلان انعام فلان کے قبضہ سے نکال کر فلان کی جاگیر کردیجاے اور فلان
معاش مین فلان کو نصف یا چوتہائی کا حق دیا جائے۔ اگرچہ صدہا سال کے بعد ایک
ایسے مولف کو جو اپنی تالیف کی بنیاد تمام ترکسی کتابی ذخیرہ پر مبنی نہین کرسکتا اصلی
واقعات کا دریافت کرنا بہت مشکل ہے مگر اصولی طور پر تحقیقات کا اسقدر نتیجہ ضرور پیدا
ہوتا ہے کہ جس طرح عطا مین سیرچشمی کی کوئی حد نہ تھی اسی طرح انتزاع مین بھی کسی موجہ
اسباب کی ضرورت نہ تھی۔ اور غور کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ تمام عطایا کا اصلی
منشا فوجی قوت کا مضبوط کرنا تہا۔ الوالعزم عطایاے ارضی صرف شان امارت کے لیئے
نہ تہے بلکہ عطیات کا بڑا حصہ قوت سلطنت کے استحکام کے لیئے وضع کیا گیا تہا۔ اور قریب
قریب تمام عطایا خدمات خاص سے متعلق تھے اور انتقال قبضہ قابض انتقال خدمات کا
ایک لازمی نتیجہ تھا۔ واللہ اعلم بحقیقتہ الحال۔ اوراب وہ بابرکت زمانہ ہے کہ ہمارا آقای نعمت
ہر قدم پر نگاہ رکھتا ہے کہ ایک چیونٹی بھی اپنی وجہ سے تکلیف نہ اُٹھاے اور کھُلے لفظون
مین فرماچکا ہے اور اپنے ارشاد کا پابند ہے کہ رعایا کی آسایش اور پرورش اور حفاظت

کے لئے اسکا شاہی خزانہ تو درکنار خود وہ اپنے نفس نفیس کو دریغ نہین کرتا۔ اسی کا اثر ہے
کہ ان تین اقسام ضبطیات مین جنکا اجمالی تذکرہ ہم اوپر کر آئے ہین اسکا طرز عمل رحم۔ کرم۔
سیرچشمی اور اولوالعزمی سے مملو ہے۔
صورت اول مین عارضی ضبطی صرف ایک تہدیدی عمل ہے یعنی جب کہ معطی لہ اپنے وثائق
کے ساتھ رجوع ہو جاتا ہے تو اُسی لمحے ضبطی برخاست کردیجاتی ہے۔ اگر زمانہ سلف کا
جبروت اس گستاخی غیرحاضری کا مقابل ہوتا تو یہ ضبطی عارضی۔ ضبطی دوامی کی ڈراونی شکل
پیدا کرتی اور وہ بدقسمت محض اس ڈرکے مارے روبرو نہ جاتا کہ ضبطی تو درکنار میری غیرحاضری
کی سزا مین کچھ اور بھگتنا نہ پڑے۔
ضبطی کی دوسری قسم۔ از ماست کہ بر ماست کا مصداق ہے۔ ناعاقبت اندیش معاش دار
خانہ جنگیون کیوجہ سے خود اس بات کے طالب ہوتے ہین کہ یا تو ایک جاگیر کو ٹکڑے
کرکے ہر ایک کو ایک ایک ٹکڑا دیا جائے یا جاگیر ضبط ہوکر نقدی معاش عطا ہو۔ یا ایسے ہی اور
اسباب پیش ہوتے ہین جنمین ایک خاندان کا کچا چٹھا اُسی کے ہاتھ پاون سے کھلنے لگتا
ہے۔ اور ضبطی کی نوبت اس کا لازمی نتیجہ قرار پاتی ہے مگر ایسے ضبطیات مین کبھی وقت
اقتدار شاہی نے اپنے لئے کوئی حصہ نہ بچایا بلکہ اُسکے محاصل کا حساب آنہ اور پائی سے
کرکے افراد خاندان پر اسکے معاوضہ نقدی کی تقسیم کی اور ایسے معاوضہ نقدی کو معاوضہ جاگیر
سے موسوم کیا تاکہ اصلی عزت باقی رہے۔
ضبطی قسم سوم رعایتون سے مملو رہتی ہے۔ ایک غیرمستحق قابض کو غاصب قرار دینے کے بعد

بھی آج تک کسی قابض سے زمانہ ماضیہ کی کوئی رقم واپس نہین لیگئی - بلکہ اراضیات و انعامات منضبطہ کی نسبت یہ حکم ہے کہ قابض ہی کے قبضہ مین رہنے دو - اور معمولی کاشتکار کے مقابلہ مین دوبارہ مشخصہ ایک درجہ کم کرکے وصول کیا جائے - نقدیات کی ضبطی مین کیا یہ برتاؤ دل وجان سے فدا ہونے کیلئے کافی نہین ہے کہ ایک ایسی معاش جسکو تا زمانہ کدخدائی معاشدار جاری رکہنے کا حکم تھا - رسم عروسی کے وقت اس حکم سے ضبط کیجاتی ہے کہ دو برس کی رقم بطور جہیز دیجائے - قربان ہونا چاہیئے ایسے بادشاہ پر جسکا برتاو مان باپ سے زیادہ بہتر ہے -

بعض دیولون اور مسجدون اور معابد کی معاش اسوجہ سے ضبط ہورہی ہے کہ پابندہ مرچکا ہے اور اسکا کوئی وارث نہین ہے لیکن ساتہ ہی یہ حکم ہوتا ہے کہ عمال سرکاری کے ذریعہ سے ادائی خدمات کا بندوبست کیا جائے - زید کی جاگیر اسلئے ضبط ہورہی ہے کہ اوسکی حقیت ثابت نہین ہوی - سند ندارد - بھگوٹہ کا داخلہ معدوم - لیکن اسوجہ سے کہ وہ بکر کے پاس رہن ہے - زید کی حیات تک چہوڑ دیجاتی ہے تاکہ راہن اور مرتہن اپنا تصفیہ کرلین ایک دیسمکہ متوفی کی معاش شرط خدمتہ باقی نہ رہنے اور اسکی بحالی مین قید حیات کی شرط رہنے کی وجہ سے ضبط ہورہی ہے مگر حکم دیا جاتا ہے کہ اُسکی بیوہ کی زندگی کے بعد ضبط ہو - یا اُس بیوہ کی حیات تک اسقدر نقد ماہوار عطا ہو - تحمل اور بردباری کی یہ شان ہے کہ عتاب شاہی سے لفظی اعزاز کو مٹایا گیا ہے مگر رحمدل فرمانفرمانے جاگیر کو بحال خود قائم رکھا تاکہ نمک پروردہ - روٹی کا محتاج نہ ہو - جلّ جلالہ وعم نوالہ کہ اُسنے اپنے

خاص بندون کو اپنی صفات پروردگاری کا مظہر پیدا کیا ہے۔

اب مین اس فصل کو دعا پر ختم کرتا ہون اور فصل آیندہ مین اُن تمام نامون اور اصطلاحون کی تعریف کیلئے قلم اُٹھاتا ہون جنمین سے بعض درحقیقت چیستان کا حکم رکھتے ہین اور فصل اوّل کے اکثر مطالب کی جان انھین تعریفات مین بھری ہوی ہے۔

فصل دوم تعریفات کے متعلق

(الف) اقسام عطیّات کی تعریف

(۱) عطیّات ارضی

جاگیر کی تعریف جاگیر زبان فارسی کا مرکّب لفظ ہے۔ جا بمعنی جگہ۔ اور گیر۔ مصدر گرفتن کا امر۔ اور بقاعدہ فارسیان صیغہ امر اسم کے ساتھ ملکر فاعلیت کا افادہ کرتا ہے یعنی جاگیر ایک ایسی معاش یا ایک ایسا عطیّہ ہے جو جگہ یعنی زمین کو لینے والا ہے اسکی ترکیب از قبیل ترکیب قطزن ہے۔ یعنی قطزن ایک ایسا آلہ ہے جو قلم کو قط لگانے والا ہے اگرچہ یہ ظاہر ہے کہ خود قطزن قط لگانے والا نہین ہے لیکن بدینوجہ کہ اسی کے ذریعہ سے قط لگاتے ہین اس آلہ کو قطزن کہا گیا۔ بعضون کا خیال ہے کہ (جاگیر) معطی کا قول ہے یعنی وہ کہتا ہے کہ (جاے گیر) یعنی یہ زمین لے۔ اور وہی قول اُس عطیہ ارضی کا نام ہوگیا جو جاگیر کے نام سے مشہور ہے۔ صاحبان لغت فارسی نے لکھا ہے؛

جاگیر پارۂ زمینے کہ سلاطین با مرا و منصب داران و مانند آن دہند تا محصول آنرا از کشت و کار ہر چہ پیدا شود متصرف گردند و باصطلاح ارباب دفاتر سلاطین ہندوستان تیول و قدرے از ملک کہ عوض ماہانہ تنخواہ نمایند و بتازی اِقطاع خوانند۔ (بہار عجم)۔

اِقطاع بکسر اوّل عربی زبان کا مصدر ہے بمعنی بخشیدن کسے را پارہ از زمین۔ خراج۔ یقال اقطعہ قطیعۃً (منتہی الارب) محاورۂ عرب مین جاگیر کو قطیعہ کہتے ہین نہ اقطاع۔ صاحب فرہنگ آصفیہ کا قول ہے کہ جاگیر اسم مونث وہ قطعۂ زمین یا گانون جو بادشاہون یا نوابون کیطرف سے دیا جاے۔ صاحب جاگیر کو جاگیردار کہتے ہین۔ مولف لفائس اللغات فرماتے ہین کہ جاگیر زمین کا ایک قطعہ یا دیہہ کا نام ہے جو سلاطین۔ امرا اور غیر امرا کو عطا کرتے ہین۔ اسی کو عربی مین قطیعہ اور ترکی مین تیول کہتے ہین۔ لیکن دربار سلاطین ہند کی اصطلاح مین تیول وہ خاص زمین ہے جو شاہزادون کو عطا کیجاے اور جاگیر وہ جو امرا اور غیر امرا کو دیجاے اور ایران مین جاگیر کو اقطاع کہتے ہین۔

مولوی سید مہدی علیخان محسن الملک بہادر نے اپنی تالیف رسالۂ حقیقت زمینداری و نوعیت حقوق اراضی مین لکھا ہے کہ جاگیر کو صرف ایک ایسی حقیت سمجھنا چاہیے جو تاحین حیات جاری رہے مگر یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اسکے ساتھ معافی لگان کا حق حاصل ہوتا ہے۔ جب کہ کوئی جاگیر بذریعہ زمین کے دیجاتی ہے تو فقہ مین اقطاع کے نام سے مشہور ہوتی ہے جو قطع سے مشتق ہے جس سے ایک ایسا حصہ مراد ہے جو کسی خاص مقصد کے واسطے کاٹا گیا ہو یعنی جدا کیا گیا ہو عین المال سے۔ پھر آپ ہی نے فرمایا ہے کہ جاگیر کو ایک

جنگی حقیقت کہہ سکتے ہین اور ہندوستان مین ان حقیقتون کی ابتدا کا سراغ غالبًا تیمور کے مندرجۂ ذیل دستور سے پایا جاتا ہے۔ اس نے یہ حکم دیا تہا کہ ملک کی تمام آمدنی مختلف مقدار کے حصون مین تقسیم کیجاے اور یہ حصے ایک شاہی یرلیغ یعنی سند پر لکہے جائین چنانچہ یہ سندین دیوانخانہ (خزانہ) مین لائی گئین اور ہر ایک امیر اور منگپاشی (رسالہ کا افسر جسکو ایک سوار کی نسبت ساٹھ حصہ زیادہ تنخواہ ملتی تھی) کو ان مین سے ایک سند دیگئی۔ اگر اسکی مقدار اسکے وظیفہ یعنی ماہوار سے زیادہ ہوتی تھی تو اسکو اپنے ساتھ کسی اور کو شریک کرلینا پڑتا تہا اور اگر کم ہوتی تھی تو اسکو ایک اور سند اسکے پورا کرنے کیواسطے دیجاتی تھی۔ پھر تیمور نے ہدایت کردی کہ کوئی امیر یا منگپاشی رعیت سے معینہ مالگزاری اور محصولات سے زیادہ کچھ وصول نہ کرے اور اس مقصد کے واسطے اور نیز جمع اور خرچ اور کاشتکارون کے حصون وغیرہ کا حساب رکہنے کیلئے اس نے ہر صوبہ مین جسمین کہ جاگیرین عطا کی گئی تھین دو دو وزیر مقرر کئے جنمین سے ہر ایک کے ذمے اسبات کی خبرگیری تھی کہ جاگیردار کاشتکارون پر ظلم نکرے اوّل اوّل جاگیردار کو تین سال کے واسطے جاگیر ملتی تھی اور اس مدت کے ختم ہونے کے بعد ملک کا ملاحظہ کیا جاتا تھا۔ اگر وہ سرسبز حالت مین معلوم ہوتا تھا اور کسان لوگ رضامند ہوتے تھے تو جاگیردار بحال رہتا تہا ورنہ جاگیر ضبط کرلی جاتی تھی اور جاگیردار کو یہ سزا دیجاتی تھی کہ آئندہ تین برس تک اسکا علوفہ بند کرلیا جاتا تھا۔ شاید مالکانہ اور نانکار کی بنیاد اسی طرح ہوتی تھی۔ (الخ)۔

لائق مولف موصوف نے تیمور کے زمانہ کا جو تذکرہ اپنے بیان کے آخر مین فرمایا ہے وہ

درحقیقت تفویضی انتظام تہا - جسکو عطیات سے کچہ تعلق نہین ہے - دکن کے بعض جاگیرداروں کے متعلق ہمنے ایسے بھی اسناد دیکھے ہین جنمین (بعہدۂ فلان تفویض) کے الفاظ تھے - اور یہہ مخصوص جاگیرین البتہ اس انتظام کے مماثل ہوسکتی ہین جنکا ذکر نواب محسن الملک بہادر نے فرمایا ہے اور درحقیقت وہ انتظام ایک امانی انتظام تھا جیسا کہ دکن مین بزمانہ سلف دواتی کے تقرر سے حصص ملک کی مالگزاری کا بندوبست ہوتا تھا -

لفظ جاگیر کی جو تعریف فارسیون نے کی ہے اس سے ہمکو اتفاق ہے - ہماری تحقیق مین بھی جاگیر درحقیقت ایک معاوضہ نقدی معیشت کا ہے جسکو بادشاہون نے نہ صرف اعزازاً بلکہ اسلیے بھی کہ ہر ایک جاگیردار خوش انتظامی کے ذریعہ سے اپنے مفوضہ رقبہ کی آبادی کی فکر کرے - اور ملک سرسبز ہو عطا کیا تھا اور خزانۂ شاہی کی نقدی ماہوار کے عوض اسکا اعزاز بہت کچہ بڑھا ہوا تھا - حقوق رعایا رجاگیر کی نگرانی کا جو انتظام تیمور نے کر رکھا تہا بلاشک وہ ملک کیلئے مفید اور قابل قدر انتظام تھا - ہمارے ولی نعمت کے عہد میمنت مہد کے برکات مین سے ایک یہ برکت بھی رعایائے ملک کو نصیب ہوی ہے کہ وہ برخلاف اپنے پیشرون کے اپنے جاگیرداران ملک کی رعایا کی دادرسی - شاہی محکمۂ مالگزاری مین فرماتا ہے اور بلالحاظ استثنا اس پر متوجہ ہے اور اسی ایک ذریعہ سے اسکو رعایائے ملک کے حالات کی اطلاع ہوتی ہے -

نواب محسن الملک بہادر نے حقوق جاگیر کو حین حیاتی سے تعبیر کیا ہے اور یہ تعبیر لفظی اگرچہ درست ہے لیکن بعض اقسام جاگیر کے اصطلاحی معنی اور الفاظ سند نے اسکو دوامی حقیت کا اعزاز بھی بخشا ہے جیساکہ اکثر اسناد و فرامین شاہی سے ہمنے پایا جسکو ہم اسی فصل مین آیندہ بیان کرینگے -

جاگیرات کے متعدد مدارج ہین۔ ہماری تحقیق مین کُل اقسام جاگیر سے جاگیر آل تمغا کا درجہ فائق ہے اور پھر جاگیر ذات کا اور تیسرے درجہ مین جاگیر تنخواہی یا تنخواہ جاگیر ہے۔ انھین تینون اقسام سے اُن اصطلاحی نامون کا تعلق ہے جو جاگیرات کیلئے مشہور ہین جنکو ہم ان ہرسہ اقسام کی تعریف کے ذیل مین بیان کرین گے۔ (مکاسہ) اور (چوتھ جاگیر) کو درحقیقت جاگیر ناقص خیال کرنا چاہیئے اور ستان فی نفسہ جاگیر نہین ہے جیساکہ اسکی نسبت عام خیال ہے بلکہ مقطعہ کی ایک منفرز قسم ہے اور ان اقسام کی کامل تعریف عنقریب ہدیۂ ناظرین ہوگی۔

جاگیر کی عطا اور اسکی بحالی کیلئے وجود فرمان یا سند لازمی ہے یا بحالت (عدم وجود سند باسباب مختلفہ) کم سے کم حوالہ ہاے دفتر سے اجرائی سند کا ثابت ہونا ضروری سمجھا جاتا ہے۔

جاگیر سے کوئی رقم بطور ین وغیرہ خزانۂ شاہی مین نہین لیجاتی۔ اُسکی عطا ر بطور معافی کُل ہوا کرتی ہے۔ جن جاگیرات کا کوئی حصّہ سرکار مین لیا جاتا ہے وہ یا تو عدم ثبوت حقیّت کامل کا نتیجہ ہے یا خود وقت عطا ناقص حیثیت مین عطا ہوئی۔ اور اس آخرالذکر کی مفصل کیفیت (مکاسہ) اور (چوتھ جاگیر) کی تعریف سے سمجھ مین آویگی۔

عموماً کُل اقسام جاگیر کی بحالی ورثا۔ یا بندہ مرحوم کے نام ہمارے آقاے نعمت کے قلم اور حکم خاص سے ہوتی ہے اور یا بندہ کی وفات کے بعد فرزند صلبی اور پوتے کو اعزازاً یہ حق عطا ہوا ہے کہ وہ بامید منظوری اپنا حق اُسپر قائم رکھے۔ اور فوراً باظہار واقعات استدعاے منظوری وراثت کرے۔

جاگیر آل تمغا کی تعریف نواب محسن الملک بہادر اپنے رسالہ متذکرہ بالا مین فرماتے ہین کہ

جس نے زبان لاطینی پڑھی ہو اُسکو الفاظ آل تمغا کے سُننے سے فوراً کسی بڑی بات کا خیال ہوتا ہے اور جب کہ اس سے یہ کہا جاے کہ آل تمغا ایک شاہی عطیہ ہے تو وہ بلا تامل اسکی نسبت ہر ایک بات پر اعتبار کر لیتا ہے مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ اس لفظ سے حقیقت کی اصلیت کی نسبت کوئی بات سمجھ مین نہین آئی جو معنی گورنمنٹ انگریزی ایک عطیہ آل تمغا سے سمجھتی ہے وہ یہ ہین کہ وہ ایک شاہی عطیہ ہے اور صرف معطی لہ اور اُسکے ورثا ر کے حق مین ہے دوامی نہین ہوتا۔ (الخ) ہمکو اس تعریف اور تحقیق سے مطلق تسکین نہین ہوتی۔ ہم چاہتے ہین کہ سب سے پہلے ان الفاظ کی لغوی تحقیق کرین اور پھر اُسکے اصطلاحی معنون سے بحث کرین اور پھر جو معلومات ہمکو اسناد و فرامین شاہی سے حاصل ہوے ہین اُنکو ہدیہ ناظرین کرین۔ آل تمغا کی نسبت زبان فارسی کے اہل لغت نے لکھا ہے کہ آل تمغا در ترکی مہر پادشاہان را گویند و باید دانست کہ در دفاتر سلاطین ہند کہ آباے ایشان اتراک اند آل تمغا بمعنی بخشیدن زمین و اقطاع مع فرزندان بود۔ محمد جان قدسی گوید (بیت) بجز کشور بے نظام آنچہ بود ٭ بآن مخلصان آل تمغا نمود ٭ درینصورت آل بمعنی فرزندان باشد کہ عربیست و تمغا بمعنی مُہر در ترکی یعنی فرمانے کہ بنام فرزندان کسے مہر کردہ دہند۔ و زمینے کہ ملوک بر سبیل انعام و جاگیر تنخواہ کنند۔ و حالا اطلاق آن بر زمین انعام است خصوصاً۔ مولانا کاتبی فرماید (بیت) بہر عزل عامل منصوب و نصب نامیہ ٭ آل تمغائیست از سلطان دریا بار گل ٭ (بہار عجم)۔ صاحب برہان نے اسی لفظ کو طاے حطی کے ساتھ (آل طمغا) بمعنی مُہر و نگین پادشاہان لکھا ہے۔ صاحب فرہنگ آصفیہ نے فتح الف اول کے ساتھ اَلتمغا لکھا ہے اور دکن مین بہ تشدید "اے عربی اَلتّمغا مشہور ہے۔

صاحب آصفیہ فرماتے ہین کہ التمغا - مہر سرخ - مہر شاہی - انعامی یا عطا شدہ جاگیر کی سند -
فرمان شاہی معافی جاگیر - ہے اور بس - صاحب امیر اللغات نے اس لفظ کی اچھی صراحت
کی ہے - آپ فرماتے ہین کہ جو عطیات شاہی نسلاً بعد نسل ہوتے ہین اسی کے فرمان و
سند کو آل تمغا کہتے ہین - حضرت بحر فرماتے ہین (سہ) تفاخر آل تمغا پر عبث اولاد آدم کو نہین
ممکن مقدر کا نوشتہ فرد باطل ہو - آپ کا خیال بھی وہی ہے کہ اس لفظ کی یہ منزلت غالباً اسی
وجہ سے ہو کہ آل بمعنی نسل اور تمغا بمعنی مُہر ہے -

ہم کہتے ہین کہ اس لفظ کا مادہ تو وہی ہے جسکو اہل لغت نے اپنی اپنی تحقیق مین بیان
کیا ہے لیکن فراہین شاہی کے دیکھنے اور پڑھنے کے بعد ہم کہہ سکتے ہین کہ آل تمغا کے لفظی
معنی بلاشک مہر سرخ کے ہین اور یہ لفظ درحقیقت ترکی ہے - آل بمعنی سرخ نیم رنگ اور
تمغا بمعنی مہر - شاہان سلف نے اس قسم کے عطایا کی سند پر یا تو شنجرف سے مُہر کی ہے -
یا سرخ لاکھ پر اپنی مُہر لگائی ہے - اور نہ معلوم وہ کس قسم کی لاکھ تھی یا کسی خاص قسم کا
مصالحہ تھا کہ صدہا سال گزرنے پر بھی آج تک وہ مُہر عنوان اسناد پر اپنی آب و تاب کے
ساتھ صحیح و سالم قائم ہے - ایسی صرف ایک سند ہمنے دیکھی جو قطب شاہی زمانہ کی تھی -
اور اکثر جاگیرات آل تمغا کی سندون پر ہمنے شنجرفی سُرخ مہرین عہد عالمگیری کی دیکھی ہین
الغرض سُرخ مہر کے اسناد کا وجود مسلّم ہے - اور مخصوص ہے معاش آل تمغا سے اور آل تمغا کے
الفاظ بعض معاش اراضی انعام مین بھی پائے گئے ہین جو جاگیر سے کم درجہ کی معاش ہے -
شعرائے فارسی نے بھی سرخ مہر کے لئے آل تمغا کے لفظ کو استعمال کیا ہے - صائب فرماتے

ہین۔ (۵) روزِ محشر سرخرو چون لالہ برخیزد ز خاک ؛ آل تمغائے شہادت ہر کہ دارد بر جبین ؛
الغرض ہماری تحقیق یہ ہے کہ عطیۂ آل تمغا وہ ہے جسکی سند پر شنجرفی مُہر ہو۔ اور نیز عطیۂ آل تمغا
وہ معاش ہے جسکی سند مین (بطریق آل تمغا عطا شدہ) کے الفاظ ہون۔ ہم نے بعض اسناد
سُرخ مہر کے دیکھے ہین جنکی تحریر مین الفاظ مذکور نہ تھے اور اسکے عکس مین بعض ایسے اسناد بھی
پائے جنمین الفاظ مذکور تھے اور اُن پر سُرخ مُہر نہ تھی بلکہ عالمگیری مُہر دوازدہ برجی ثبت تھی
پس ان اشکال کے لحاظ سے ہماری رائے یہ ہے کہ عطایائے آل تمغا بلا شک ایک معزز عطا
ہے جسکو غیر آل تمغا پر فضیلت ہے لیکن خاصکر وہ عطیۂ جسکی سند مین الفاظ مذکورۃ الصدر ہون
بہ نسبت اُس عطا کے زیادہ باوقعت ہے جسکی سند پر صرف شنجرفی مہر ہے۔ اور ہم کہہ سکتے ہین
کہ (بطریق آل تمغا عطا شدہ) کے معنی نسلاً بعد نسلٍ کے ہین اسلئے کہ زبان عرب مین آل کے
معنی شخص و اولاد۔ اور اتباع کے بھی ہین۔ بعض ایسی بھی سندین دیکھی گئین جنمین ان الفاظ
کے ساتھ الفاظ با فرزندان اور نسلاً بعد نسلٍ کے الفاظ بھی تھے۔ میرے خیال مین یہ صرف
تکرار ہے۔ سلطنت آصفیہ نے ان الفاظ کی تعریف کی نسبت بعض مقدمات انعامی مین اس بات کا فیصلہ
کیا ہے کہ آل تمغا معاش کی بحالی کے لئے گویا سرکار کا وعدہ ہوتا ہے بخلاف دوسرے اقسام
جاگیر کے جنکے اسناد مین الفاظ بحالی و دوام نہون۔ اور ۱۳۰۳ فصلی کی رپورٹ نظم و نسق مین
مدار المہام وقت نے اسکی نسبت ان الفاظ کا استعمال فرمایا ہے کہ یہ قسم جاگیر موروثی اور دوامی ہے
ہمارے تمام زمانۂ ملازمت مین ہمنے کسی ایسی جاگیر کو ضبط ہوتے ہوئے نہین دیکھا۔ جسکی
سند مین الفاظ مذکور ہون اور پابندہ جاگیر کے خاندان کا سلسلہ جاری رہا ہو۔

آل تمغا جاگیر کے لئے اجرائی اور بحالی اور ضبطی کی نسبت اور کوئی خاص بات نہین ہے جسکی صراحت کی ضرورت ہو بلکہ یہ اعلیٰ قسم بھی اُنھین قواعد عام کے تابع ہے جو جاگیر کی عام تعریف مین ہدیۂ ناظرین ہوئے ہین۔

جاگیر ذات کی تعریف جاگیر ذات یا ذات جاگیر کا رُتبہ آل تمغا کے بعد ہے اور اسکے لفظی معنی سے خود یہ بات پیدا ہے کہ اسکی عطا یا بندۂ جاگیر کی ذات کیلئے ہے۔ ہم نے اس قسم جاگیر سے سیکڑون اسناد کی سیر کی لیکن کسی سند مین الفاظ دوام یا اسکے مماثل اور الفاظ کا وجود نہین پایا۔ البتہ اس قسم کی سندون مین بھی دو قسم پائے گئے (۱) یہ کہ بجاگیر ذات فلان عطا شدہ (۲) بجاگیر ذات فلان تن شدہ نمبر ایک کے متعلق ہمارا خیال ہے کہ اس قسم کی جاگیر بلا کسی معاوضہ کے صرف بغرض معیشت معطی لہ عطا ہوی ہے اور قسم دوم بعوض تنخواہ۔ یہ معنی آخر الذکر الفاظ تن شدہ سے پیدا ہوتے ہین۔ صاحبان لغت فارسی کا قول ہے کہ تن بمعنی جثہ واندام وبمعنی دماغ۔ مجاز است و باصطلاح ارباب دفاتر ہندوستان بمعنی تنخواہ بود۔ چون دفتر تن و دیوان تن و گویند کہ این داہہارا تن نمایند یعنی تنخواہ نمایند۔ خان آرزو گوید (ے) آرزو کاش بفرّ تو وزیر اعظم ؛ تن نمایند بہندو پسران بنویسید ؛۔

مولف اس قسم کو حین حیاتی نہین کہہ سکتا۔ اگرچہ اُسکے لفظی معنی مین کوئی اثر دوام کا نہین ہے اور اگرچہ ۱۳۰۲ فصلی کے نظم ونسق ریاست مین بھی اسکے متعلق یہ الفاظ بیان ہوئے ہین کہ جاگیر ذات معطی لہم کی ذاتی پرورش کیلئے دی گئی ہے۔ مولف کا یہ خیال صرف ہمارے آقائے نعمت کے تعامل پر مبنی ہے۔ شاہان سلف کا طرز عمل تو یہ پایا گیا کہ وہ معطی لہ کی وفات

کے بعد اُسکے فرزند یا اور کسی وارث قریب پر جداگانہ سند کے ذریعہ سے اُسکے یا اُسکے کسی جزو
کی بحالی فرماتے تھے لیکن ہمارے ولی نعمت کی سیرچشمی نے قانون انعامات کی رُو سے مورث
یا بندہ جاگیر کے ورثار کے لئے خاصکر اس قسم جاگیر کے واسطے مدارج مقرر فرمادئیے ہین یعنی فلان
درجہ کے وارث سے بہ بحالی جاگیر اسقدر حق مالکانہ داخل خزانۂ شاہی ہو۔ اور فلان درجہ
کے وارث سے اسقدر۔ جسکے معنی یہ ہین کہ یا بندہ جاگیر کی وفات کے بعد سرکار نے ضبطی پر
اس طریقہ کو ترجیح دی ہے کہ ورثار کی منزلت یعنی قرب و بُعد کے لحاظ سے ایک فیصدی رقم
(حق مالکانہ) کے نام سے قائم ہوکر اُنکے نام جاگیر بحال رہے اور اسکی منظوری خود قلم مبارک
سے ہوا کرتی ہے۔ خاص خاص حالت مین وارث کے نام سند بھی دیجاتی ہے اور اس عملدرآمد
اور قانون متذکرۂ بالا سے جاگیرداران ذات کو ایک خاص قسم کا بھروسہ ہے کہ اُنکی اولاد
بھی جاگیردار رہے گی۔ برخلاف زمانۂ سلف کے جسمین پہلے سے یہ اطمینان نہین ہوتا تہا کہ اُنکے
جانشینون کو بھی اعزاز جاگیرداری نصیب ہوگا یانہین اسلئے کہ عملدرآمد خود اس بات کو
اُنکے سامنے پیش کرتا تہا کہ حکومت وقت نے چاہا تو اُسکی بحالی کی سند عطا کی یا نہ کی اور
اکثر اسناد سے اسکا پتہ چلتا ہے کہ ایک کی جاگیر ذات اُسکے مرنے کے بعد دوسرے کے نام
بطور جاگیر ذات عطا ہوی ہے اور یہ عمل اُس زمانہ کا تھا جسمین جاگیردارونکو ضرورت وقت
کے لحاظ سے جانبازی اور متمردین کی سرکوبی کیلئے مقابلون اور چڑھائیون کی ضرورت پڑتی
تھی۔ آج جبکہ ہمارے ظل اللہ کے اقبال سے ہرطرف امن چین ہے اور ایسی ضرورتین جو آ
ہین بھی نہین واقع ہوتین اور اگر پڑتی بھی ہین تو اُنکے لئے فوجی صیغہ تیار اور ذمہ دار ہے

تو پھر ان معاشون کی نسبت ایسی سیر چشمی کا برتا و جیسا کہ ہمارا والی دولت کرتا ہے صرف اسکا متقاضی ہے کہ یہ فرقہ ترقی عمر و اقبال مالک کیلئے ہمیشہ دست بدعا رہے ۔

تنخواہ جاگیر کی تعریف جاگیر تنخواہی ۔ یا تنخواہ جاگیر تیسرے مرتبہ کی جاگیر ہے اور بلحاظ تعمیم الفاظ ۔ عام لوگون کا یہ خیال ہے کہ یہ جاگیر بلا تعلق فوج خواہ تنخواہ ذات جاگیردار کے درعوض عطا ہوتی ہے ۔ یا تنخواہ فوج متعلقہ کے لئے ۔ مگر ہماری تحقیق اور تجربے نے اسکو صیغہ فوج ہی سے خاص کیا ہے اسلئے کہ تنخواہ ذات کیلئے جسکو فوج سے کچھ تعلق نہین ایک خاص قسم بضمن ذات جاگیر ۔ گزرچکی ہے ۔ اور تنخواہ جاگیر کے اکثر اسناد کی عبارت سے بھی ہمارے خیال کی تائید ہوتی ہے ۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ہم نے بعض سندون مین یہ صراحت دیکھی (کہ از محاصل جاگیر الف " تنخواہ خود وصہ " تنخواہ جمعیت متعلقہ وضع کردہ تتمہ رقم داخل خزانۂ شاہی کردہ باشند) اس عبارت مین تنخواہ خود کے جو الفاظ ہین وہ افسری فوج کی تنخواہ ہے ۔

حقیقت یہ ہے کہ زمانہ گزشتہ مین فوج کا انتظام متعدد امراے ریاست کے تفویض تھا اور فوج مفوضہ کی کمانڈ انکے ہاتھ تھی اور ماہوار کمانڈرا اور فوج کے درعوض مواضعات تفویض تھے ۔ اب ہمارے آقاے نعمت نے باقاعدہ اور بے قاعدہ فوج کے متعلق انتظام خاص فرمادیا ہے اور اسکی تنخواہ دست بدست تقسیم ہوتی ہے اور جائداد تقسیم ۔ خزانۂ شاہی سے متعلق ہے پس ایسی صورت مین نہ جاگیرداروں کو کمانڈنگ کا عہدہ باقی رہا اور نہ فوج انکے قبضہ مین رہی اور نہ جاگیر معاوضۂ تنخواہ فوج ۔

الا ایک خاص قسم کی تنخواہ جاگیر کا وجود ابتک قائم ہے ۔ جو اس قسم ثالث مین زیادہ معزز

سمجھی جاتی ہے جسکا نام (پاگاہ) ہے اور محدود خاندانون پر یہ منفرز قسم بحال ہے۔ فوج کا ایک حصّہ بھی اُنکے تفویض ہے تقسیم تنخواہ کا عمل بھی اُنھین امراء پاگاہی کے سپرد ہے۔ نواب سر وقار الامراء مرحوم کے۔ سی۔ آئی۔ ئی امیر پاگاہ نے اپنے زمانۂ مدار المہامی ریاست مین سنہ ۱۳۰۲ فصلی کی بابتہ نظم ونسق ریاست کی جو رپورٹ شائع فرمائی ہے اسمین وہ فرماتے ہین کہ (پائیگاہ جاگیرات ریاست کے بڑے بڑے امرا کو تیاری اور انتظام فوج کے لئے عطا ہوی ہین۔)

ان واقعات کے لحاظ سے ہمکو لازم ہے کہ اس لفظ کی لغوی اور اصطلاحی تحقیق کے بغیر آگے نہ بڑہین۔ ہماری رائے مین پائیگاہ کا جو لفظ عبارت فوق الذکر مین مستعمل ہوا ہے وہ قابل غور ہے اسلئے کہ خود ان علاقون مین اور نیز زبان عام اور قانون گویون کے دفاتر مین اسکا صحیح لفظ (پاگاہ) ہے نہ پائگاہ۔ اگرچہ پائیگاہ کے معنی زبان فارسی مین منزلت کے ہین لیکن ان معنون کی ضرورت اس خاص قسم مین نہین ہے۔ ذی مرتبت امیر پاگاہ نے جو تعریف مختصر مفید الفاظ مین اس قسم عطایا کی بیان فرمائی ہے جو اوپر گزری خود وہ اسکی متقاضی ہے کہ ہم اس قسم کے لئے لفظ (پاگاہ) کے دوسرے معنی سے کام لین۔

لفظ پاگاہ مخفف ہے پائیگاہ کا۔ اور پائگاہ اور پاگاہ بقول صاحبان لغت فارسی جائے ستور کے معنون مین ہے۔ کمال اسمٰعیل فرماتے ہین (ع) بدتر جائے بمذہب او ٭ درزیر سپہر پائگاہست ٭ بعض صاحبان لغت نے لکھا ہے کہ این مرکب از لفظ پا وگاہ است یعنی جائے پائے۔ چار پایان ومراد از طویلۂ اسپان است۔ پس مولف کی رائے مین معاش پاگاہی

اس لفظ کے دونون معنون کے لحاظ سے ایک فوجی معاش ہے جو کیولری کے لئے عطا ہوی ہے۔ بدینوجہ کہ اس معاش کی رقمی مقدار ریاست کی ہر ایک عطا کے مقابلہ مین بہت بھاری ہے اسکی مجموعی منزلت اورون سے فائق ہے مگر اسمین کچھ شک نہین کہ یہ قسم تنخواہ جاگیر مین شامل اور اس قسم مین معزز ترین معاش ہے۔

تنخواہ جاگیر کی نسبت نواب محسن الملک بہادر نے اپنے رسالۂ موَلفہ متذکرہ عنوان مین فرمایا ہے کہ (معلوم ایسا ہوتا ہے کہ جاگیر کی بنا اس طرح پر ہوی تھی کہ گورنمنٹ مغلیہ بہ تبعیت تیمور جیسا کہ بضمن تعریف عام جاگیر مذکور ہوا اپنے ملازمون کو تنخواہ دیا کرتی تھی جو لوگ سلطنت مین زیادہ معزز اور باوقعت ہوتے تھے یا جو کوئی کارگزاری کرتے تھے ان کو یا بلاشبہ اُن شخصون کو بھی جن پر بادشاہ کی نظر عنایت ہوئی تھی خطابات ملا کرتے تھے۔ لیکن جاگیرین خاص کر جنگی سردارون کو ملا کرتی تھین جو منصب دار کہلاتے تھے اور اُن کے درجے اُن گھوڑون کی تعداد کے لحاظ سے مقرر ہوتے تھے جو انکی زیر حکومت ہوتے تھے۔ ہر ایک گھوڑے اور سوار کیواسطے بشرطیکہ وہ پوری تنخواہ پر ہو آٹھ ہزار دام یا دوسو روپیہ سالانہ ملتے تھے چنانچہ جس صوبہ مین منصبدار کمانڈر ہوتا تھا اس صوبہ کے نام ایک حکم اسکی فوج کے خرچ کے واسطے آتا تھا اس حکم کو عام لوگ ٹنکا کہتے تھے مگر یہ لفظ تنخواہ ہے یعنی جسقدر کہ تن کے واسطے درکار ہو۔ تن کے معنی جسم اور خواہ خواستن سے ہے۔ جسکے معنی چاہنے کے ہین پس اسکے معنی درحقیقت قریب قریب مدد معاش کے معنی کے مطابق ہین۔ گورنمنٹ کے عہدہ دار اس حکم مین زیادہ تر تخصیص کر دیتے تھے یعنی یہ تنخواہ کسی خاص پرگنہ یا گانون یا چند گانون کے

ذمے قرار دیجاتی تھی یا کوئی خاص پرگنہ یا گانون بجائے تنخواہ کے دیدیا جاتا تھا۔ اسکی
وجہ سے سلطنت توضعیف اور جاگیردار زبردست ہوگئے اور اس طرح پر ایک چھوٹی سی رقم
جو مالگزاری مین سے واسطے پرورش کے مقرر تھی اسکی ایک موروثی حقیت ہوگئی۔ (الخ)

حاصل یہ ہے کہ ہمارے آقائے نعمت نے فوجی تنخواہ کے دست بدست تقسیم کا انتظام
کرتے وقت پاگاہی جاگیرات اور پاگاہی فوج کو تو علیٰ حالہٖ مستثنےٰ رکھا اور باقیماندہ (جاگیرات
تنخواہی) سے جن جاگیرات کی نوعیت تنخواہ ذات سے ملتی جلتی پائی گئی اُنکو بھی بحال رکھا۔
اور خالص وہ جاگیرات جو تنخواہ فوج سے متعلق تھین۔ اس طرح پر بتدریج شریک خالصہ ہوئین
کہ بعض کے عوض تو رقوم نقدی کے وظائف مقرر کیئے گئے اور بعض کی بحالی حین حیاتی
ہوئی اور بعض کی گذاشت واقعات زمانہ کے سبب سے خود بخود ہوگئی۔ الغرض جو کچھ ہوا
وہ نہایت دھیمی روش سے اور کامل تحقیقات کے بعد اس طرح پر کہ پرورش کا اصول اس
مین بھی غالب رہا۔

مکاسہ جاگیر اور چوتھ جاگیر اور جوڑی جاگیر کی تعریف

نظم و نسق ۱۳۰۳ فصلی مین مکاسہ کی تعریف صرف اس قدر
لکھی ہے کہ مکاسہ وہ اراضیات ہین جنکی بابت پیشوا کے
زمانہ مین آمدنی کا ایک حصہ سرکار مین وصول کیا جاتا تھا۔ (الخ)۔

زبان فارسی مین مُکاس بضم میم اُس رقم اور خراج کا نام ہے جو قاعدہ کے ساتھ مقرر کیجائے
مُکاسہ اسی لفظ مکاس سے بنایا گیا ہے۔ صاحب فرہنگ آصفیہ نے لفظ (چوتھ) پر فرمایا ہے
کہ یہ ایک قسم کا خراج ہے جو مرہٹون نے مقرر کیا تھا جسمین ایک چوتھائی آمدنی کی لیجاتی تھی (تھی)

الغرض شاہان سلف نے بعض جاگیرات کو بطور کامل نہین عطا کیا بلکہ انکے محاصل کا کوئی حصہ خزانۂ شاہی مین داخل کرنے کا حکم دیا۔ پس اگر وہ حصہ چوتھائی تھا تو اُسکا نام (چوتھ) ہوا۔ اور اگر وہ حصہ اس سے کم یا زیادہ یا نصف یا دو ثلث یا تین ثلث یا تین ربع تھا تو اسکو مکاسہ کہنے لگے۔ پس وہ حصہ جو جاگیرات سے سرکار مین لیا جاتا تھا اسی کا نام رقم مکاسہ یا چوتھ ہے۔ بعض حصہ مکاسہ و چوتھ جو از ان سرکار تھا کسی دوسرے شخص کو بطور جاگیر دیا گیا ہے اور اسکا نام مکاسہ جاگیر اور چوتھ جاگیر ہے اور اسی کو جوڑی جاگیر بھی کہنے لگے۔ جوڑی جاگیر کے معنی یہ ہین کہ ایک جائداد یا ایک موضع مین دو جاگیردار ہین۔ جوڑی جاگیر کا لفظ فرامین واسناد شاہی مین نہین دیکھا گیا بلکہ دیہاتی عمال کا رکھا ہوا نام ہے مگر بے معنی نہین ہے۔ ہمنے بعض ایسے اسناد کو دیکھا ہے جنمین مکاسہ جاگیر اور چوتھ جاگیر کی عطا کسی شخص خاص کے نام تھی اور انمین یہ صراحت تھی کہ فلان موضع جاگیر سے جو زید کے نام عطا ہوا ہے اسقدر مکاسہ یا اُسکی چوتھ بکر کے نام بطور جاگیر عطا کی گئی۔ عبارت اسناد سے اس بات کا پتہ اچھی طرح پر نہین چلتا کہ آیا چوتھ۔ اور مکاسہ کا حق جو بطور جاگیر دوسرے کو عطا ہو رہا ہے اس عطا سے پہلے سرکار مین وصول ہوتا تھا۔ یا اب مجدداً قرار پایا ہے۔ ہم نے فرامین کے سیاق عبارت سے جس قدر سمجھا وہ یہ ہے کہ معطیان مقتدر نے ایک شخص کو جاگیر عطا فرمانے کے بعد کسی زمانہ مابعد مین بوجہ خاص (جو سند سے نہین معلوم ہو سکی) مکاسہ اور چوتھ کا قرارداد کیا۔ یعنی اُنکو مقصود تھا کہ اصل جاگیردار کی آمدنی کو اس ذریعہ سے کسی قدر گھٹا دین۔ کہن سال معاشداردن کا صرف ذاتی علم ہے کہ یہ طریقہ پیشوا نے قائم کیا تھا اور عموماً کل جاگیرات پر چوتھ اور مکاسہ کا قرارداد بطور حق مالکانہ کیا تھا۔ اور ضبطی

محض پر یہ طریقہ بہتر سمجھا گیا۔ اسکے بعد شاہان وقت نے بعض جاگیرداروں پر یہ عمل جاری رکھا اور بعض کو چوتھ اور مکاسہ سے مستثنیٰ کیا۔ یا چوتھ اور مکاسہ کو دوسرے کسی کے نام بطور جاگیر عطا فرمایا۔

بعض ایسے جاگیرات بھی ہم نے دیکھے جنکی اراضی تقسیم۔ بنام چوتھ و مکاسہ ہوگئی ہے یعنی اصل جاگیر زید کے قبضہ مین ہے اور اُسکی چوتھ کے لحاظ سے زمین جاگیر کا چوتھا حصہ بکر کے قبضہ مین ہے۔

بعض اسناد و فرامین مین ہمنے (بمعافی چوتھ عطا شدہ) کے الفاظ بھی پڑھے ہین۔

پس اس حد تک معلوم کرنے کے بعد اب ہم اپنے آقائے نعمت کے زمانۂ سلطنت کے عمل حق مالکانہ کا مقابلہ اسکے ساتھ کرتے ہین اور سجدۂ شکر بجا لاتے ہین کہ وہ مکاسہ اور چوتھ کے مقابلہ مین بحق معاشداران بدرجہا ہلکا ہے۔ اسی موقع پر ہم ضروری خیال کرتے ہین کہ حق مالکانہ کی تعداد کو جو یابندۂ جاگیر کے صرف ورثہ پر بحالی کے وقت قائم ہوتا ہے بصراحت بیان کرین۔ وھوہذا

الف	ورثہ متبنیٰ سے	بحساب سہ شکن دہ سالہ	فیصد دو روپیہ
ب	ورثہ قوی تر سے۔	"	فیصد تین روپیہ
ج	ورثہ قوی سے۔	"	فیصد پانچ روپیہ
د	ورثہ درجۂ اوسط سے۔	"	فیصد آٹھ روپیہ
ہ	ورثہ اضعف سے۔	"	فیصد ربع محاصل

جب کہ شاہان سلف بالقابہم خود یابندۂ جاگیر کی حیات مین یا اُسکے بعد وقت بوقت بلا کسی اصول کے جاگیر معطیہ پر مکاسہ اور چوتھ کے قائم کردینے کے عامل رہے ہین تو ہمارے آقائے نعمت کا

یہ طرز عمل کہ ایک باقاعدہ طریقہ پر درجہ وار ایک ادنیٰ رقم کو حق مالکانہ قرار دیا ہے جسکا اقل دو روپیہ
فیصد ہے اور اکثر کی حد چوتھ سے زائد نہین ہے ۔ کسقدر قابل شکر گزاری ہے ۔ سچ یہ ہے کہ جبتک
ہمکو تاریخی واقعات بیدار نہ کرین ہم قدر نعمت سے واقف نہین ہو سکتے ۔ اس سے قطع نظر ۔
وہ جو وقت بے وقت بلا کسی حجت اور وجہ کے ضبطیات کا عمل ہوتا تھا جسکی تصدیق اکثر اسناد
کی اس عبارت سے ہوتی ہے کہ (فلان موضع جاگیر از انتزاع قبضۂ فلان بفلان عطا شد) ۔
اسکو اس زمانہ مین کسی وقت ہمارے کانون نے بھی نہین سنا ۔ تا بچشم دید چہ رسد ۔ اور
حقیقت یہ ہے کہ ایسا عمل اس حکومت مین جسکے رحم و کرم کا پلہ بہت بھاری ہے آجتک ہوا ہی
نہین حتے کہ معتوبین کے جاگیرات بھی آج بحال خود قائم و برقرار ہین ۔ سلمہ اللہ تعالیٰ الی یوم القرار ۔

مقطعہ کی تعریف لفظ مقطعہ کی تعریف مین سنہ ۱۳۰۳ فصلی کے نظم و نسق کا یہ خیال ہے کہ
(یہ ایک سربستہ کی مانند ہے مگر اسمین اراضی کا رقبہ کم ہوتا ہے اور اس سے جو آمدنی ہر سال
وصول ہوتی ہے اُس مین سے ایک معین حصہ بطور پن لیا جاتا ہے) یہ تعریف مسٹر اسے ۔ جے
ڈنلاپ سی ۔ آئی ۔ ای معتمد مال سلطنت آصفیہ نے کی ہے جسکو مدار المہام وقت نے قبول کیا ۔

لیکن ہم اپنی عادت کے مطابق اسکی تعریف لغوی تحقیق کے ساتھ اصطلاحی مقصد کو
ساتھ لئے ہوئے کرین گے ۔ المقطعۃ مصدر میمی ہے جسکے معنی کاٹنے کے ہین اور معنی مفعولی
مین اسکا استعمال ہے ۔ جیسے خلق بمعنی مخلوق ۔ پس مقطعہ کے لغوی معنی کاٹے ہوئے کے
ہین ۔ اور کاٹی ہوئی وہ اراضی ہے جو مقبوضات شاہی سے جدا کیگئی ۔
اگر القطع کے مصدر سے مقطعہ کو ظرف لین یعنی جاے علٰحدگی و جدائی و برش تو ایک اور لطف

اُس عملی واقعہ سے پیدا ہوتا ہے جسکو ہمنے قریب قریب کل اسناد شاہی مین جو مقطعات سے متعلق ہیں دیکھا ہے یعنی لزوماً ہر ایک مقطعہ کی نسبت یہ حکم تہا کہ (در سوار فلان موضع یا قصبہ عطا شدہ) ہم حیران تھے کہ سوار موضع یا قصبہ کے لکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ صرف لفظ موضع یا قصبہ کیون نہین لکھا گیا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ سوار زبان سنسکرت مین سرحد کو کہتے ہین۔ ہمارا استعجاب ایک شخص نے دفع کیا یعنی ایک کہن سال زمیندار نے مولف سے ذکر کیا کہ شاہان سلف مقطعات کی معاش کو ہمیشہ سوار یعنی سرحد مواضع قصبات مین عطا کرتے تھے اور مولف کے زمانۂ ملازمت حال مین ایک حدتک اسکی تصدیق بھی ہوی۔ معطیین کا غالباً مقصود یہ ہوتا تھا کہ اس معاش اور اُسکے قابض کے ذریعہ سے سرحد کی بیّن علامت قائم رہے اور سرحد مستحکم ہو۔ اسقدر واقعات کے معلوم ہونے کے بعد یہ بات سمجھ مین آگئی کہ مقطعہ کا نام جاے قطع کے معنون مین غیر موزون یا بے محل نہین ہے اسلئے کہ معطیین نے اس معاش اراضی کو جاے قطع۔ یعنی سرحد موضع یا قصبہ قرار دیا ہے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

الغرض مقطعہ ایک ایسی عطیہ ارضی کا نام ہے جو شاہان سلف سے بتقرر پن عطا ہوا ہے۔ پن اُس رقم معینہ کو کہتے ہین جو سال بسال صاحب مقطعہ سے نقد وصول کی جاتی ہے۔ یہ گویا خزانۂ شاہی کا حق انتفاعی ہے۔ اسکا تقرر کسی اصول یا محاصل مقطعہ کی فیصدی مقدار پر نہین ہے بلکہ سربستہ اور اٹکل پر ہے بعض مقطعات پر جنکا محاصل اصلی الـــ ہے عـــا پن مقرر ہے اور بعض پر ما اور بعض پر صما۔ لیکن اسکے متعلق بعض بڈھے زمینداروں نے ہم سے کہا کہ وقت عطا جو محاصل ہوتا تہا اُسکا بیسوان حصہ پن قرار پاتا تہا۔ ہمنے اکثر اسناد سے اسکی تصدیق

کرنی چاہی لیکن ہم کامیاب نہ ہوسے۔ تصدیق نہوسنے کی غالبًا یہ وجہ ہوگی کہ سندین کوئی فیصدی نرخ پن کا نہ تھا اور اکثر اسناد مقطوعہ کے جنکے دیکھنے کا اتفاق ہمکو ہوا انتقال قبضہ کی سندین تھین اور ابتدائی سندین بہت کم ملین۔ چونکہ زمینی محاصل ہر زمانہ مین گھٹتا بڑہتا رہتا ہے لہذا اسقدار محاصل مندرجہ سند کے ساتہ رقم پن مین جو غالبًا وقت عطا کا ابتدائی قرارداد ہوگا اصول متذکرۂ بالا کے مطابق کوئی مطابقت نہ تھی۔ نیز کسی سند شاہی مین ہمنے لفظ پن کو مستعمل نہین دیکھا بلکہ عمومًا یہی عبارت دیکھی کہ فلان موضع یا مزرعہ یا زمین محاصلی ( ) بالمقطوعہ اسقدر رقم پر فلان شخص کو عطا ہوی اور کچہ عجب نہین کہ اسی بالمقطوعہ قرارداد کی وجہ سے اس معاش کا نام عامہ خلائق کی زبان پر مقطوعہ قرار پاگیا ہو۔ اور بدین وجہ کہ بالمقطوعہ کی کتابت اکثر اس شکل مین درج سند تھی یعنی (بمقطوعہ) توکیا عجب ہے کہ کم سواد اہل دیہہ نے اسکو پن مقطوعہ پڑ ہا ہو۔ اور اُس رقم کو جو اس مقطوعہ سے لیجا رہی ہے پن سے موسوم کردیا ہو۔ لغوی تحقیق مین پُن زبان سنسکرت کا لفظ ہے بمعنی توجہ۔ عنایت و مہربانی۔ کچہ بعید نہین ہے کہ یہ لفظ انہین معنون مین مستعمل ہوا ہو۔ یعنی شاہی عنایت و مہربانی ہے جو بمقابلۂ جمع کامل اسقدر کم رقم خزانۂ شاہی مین لیجاتی ہے۔ اور یہہ رقم گویا عنایات شاہی کی علامت ہے۔ پُن کو غلط العوام کا فتح کے ساتہ پَن کردینا کوئی بڑی بات نہین ہے۔ الحاصل زمینداروں کے معطیہ اسناد مین تو پن کے الفاظ موجود ہین۔ لیکن شاہی فرامین و اسناد مین لفظ پن ہماری نظر سے نہین گزرا۔

مقطوعہ کے متعدد اقسام ہین۔ (الف) سنوستھان۔ (ب) موضع مقطوعہ۔ (ج) مزرعہ مقطوعہ۔

(د) زمین مقطعہ ۔ (ہ) گھرگانون اور پالم پٹ ۔ (و) اُملی ۔

(الف) سنوسٹھان ۔ زبان سنسکرت کا لفظ ہے ۔ راجہ کے رہنے کی جگہہ ۔ یہ آجکل سمستان سے مشہور ہے ۔ اور یہی نام دفاتر سرکاری مین لکھا جاتا ہے ۔ سمستان اُس عطیہ شاہی کو کہتے ہین جسمین ملک کا ایک حصہ جو متعدد مواضع اور قصبات پر شامل ہو ۔ بالمقطعہ طور پر ایک رقم معینہ کے قرار داد سے کسی کو عطا کیا گیا ہو ۔ وہ رقم بالمقطعہ گویا پن ہے جسکو بلحاظ اعزاز سمستان پیشکش کہتے ہین اور پیشکش کے معنی زبان فارسی مین نذرانہ کے ہین بدینوجہ کہ راجہ سمستان ایک مقطعہ دار کے مقابلہ مین معزز سمجھے جاتے ہین اُن سے پن کی رقم پیشکش کے نام سے لیجاتی ہے ۔ مقطعہ کو سمستان کہنا اور لفظ پن کو پیشکش سے بدلنا صرف ایک اعزازی علامت ہے اور بس نفس حقیقت مین کچھ فرق نہین ہے ۔ نظم و نسق ریاست بابتہ ۱۲۰۳ف مین پیشکش کی نسبت صرف یہ لکھا ہے کہ یہ وہ رقم ہے جو بڑے بڑے زمینداروں سے لیجاتی ہے اسمین خرابی ہنگام کے باعث کوئی معافی نہین دیجاتی ۔ اس قسم کی اراضی کا انتظام زمیندار خود کرتا ہے ۔ (الخ) مولف کی تحقیق یہ ہے کہ شاہان سلف نے ملک کے ایک حصہ کو صرف رقم پیشکش پر جو بمقابلہ جمع کامل بہت کم ہے ۔ راجاؤن کے سپرد محض اپنی فوجی قوت کے لیے کیا تھا ۔ اور یہ لوگ کثیر التعداد فوج کے ساتھ ہمیشہ تیار رہتے تھے اور چڑھائی کی ضرورتون پر جان نثاری کا ثبوت دیتے تھے ۔ ہمنے متعدد راجایان سمستان سے ملاقات کی اور اُنکے اسناد و فرامین شاہی کو دیکھنا چاہا لیکن ہمکو کسی طرح کامیابی نہین ہوئی ۔ اور جب ہم کو اپنی ممبری کی سماعت اپیل کا عہدہ ملا تو ہمنے اس حیثیت سے بھی اسکی کوشش کی ۔

بدین وجہ کہ ہمارے آقاے نعمت سنے اکثر معزز معاشداروں کو اعزازاً دریافت تحقیقات مطلبانہ
سے مستثنیٰ فرما دیا ہے لہذا ہمکو ہمارے مقصد مین ناکامی رہی۔
ایک موقع پر ہمنے راجہ متوفی سمستان گدوال سے جنکے فرزند اسوقت جانشین ہین ملاقات کی اور
اس معاش سمستان کی حقیقت کو معلوم کرنا چاہا۔ وہ بڑے بردبار اور لائق شخص تھے۔ انھون نے
کہا کہ سب کچھ ہمارے بادشاہ کی ملک ہے۔ ہم جب تک ادائی رقم پیشکش مین قاصر نہین ہین۔
ہماری مقبوضہ ہے اور بس۔ اب رہی پرانی تاریخ وہ اسی قدر ہے کہ ہمارے اجداد نے بزور شمشیر
باغیون کے قبضہ سے اسکو چھڑایا اور جب اپنے بادشاہ وقت کو اسکی اطلاع دی تو اسنے
ایک نذرانۂ معینہ یعنی پیشکش کی رقم کو قبول کرکے انہین کے نام اسکو بحال و برقرار رکھا۔
لیکن ہماری نمک پروردگی ہمکو اسکی بھی اجازت نہین دیتی کہ ہم اپنے اجداد کے ان نمایان خدمات
کو تفاخر کے طور پر اپنے مالک کے روبرو عرض کرین ہم اور ہمارے مقبوضات سب اسیکا مال
ہین۔ آپ ہی نے یہ بھی فرمایا کہ یہ مقبوضات آجتک ہمارے قبضہ مین بحال و برقرار رہنے
کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم اپنے فرمانروا کی حلقہ بگوشی اور اطاعت مین وفادارانہ قائم ہین
اور تا دم زیست اسی پر جان نثار رہین گے۔ اور اپنے جانشینونکو صرف یہی وصیت کرینگے۔ (انتہی)
پھر ہمنے اسناد دکھلانے کی خواہش کی تو وہ مسکراتے ہوے فرمانے لگے کہ سمستان
مین ہین اور ہم صرف انکی پوجا کرتے ہین۔ اور بس۔
ان معاش ہاے سمستان کا قابض یعنی راجہ جب رحلت کرتا ہے تو اسکے جانشین سے ہمارے
سرکار دولت مدار چند سالہ رقم کا نذرانہ قبول فرماکر بحالی معاش کا حکم دیتی ہے اور نذرانہ کی تعداد

ہر ایک سمستان کی منزلت کے لحاظ سے جدا جدا ہے۔
جس طرح جاگیرات فوجی مین پاگاہ کی منزلت کل اقسام متعلقہ سے فائق ہے اسی طرح مقطعات کی قسم مین سمستان کی منزلت اعلے درجہ کی ہے۔
(ب) قسم ب موضع مقطعہ ہے یعنی سالم موضع یا قصبہ کی اراضی بالمقطعہ طریقہ پر معینہ پن سے عطا ہوی ہے۔ اسی طرح (ج) مزرعہ مقطعہ ہے۔ مزرعہ کا درجہ موضع اور دیہہ سے کم ہے اور قطعۂ اراضی سے فائق۔ بعض مزرعات مین خفیف سی آبادی بھی ہے جس طرح موضع پر ایک بالمقطعہ رقم پن مقرر ہے اسی طرح مزرعہ مقطعہ پر بھی ایک معینہ پن کا قرارداد ہے۔ علی ہذا (د) زمین مقطعہ ہے جو ایک قطعہ یا چند قطعات زمین پر شامل ہے اور سالانہ پن کی رقم منجانب معاشدار داخل خزانۂ شاہی ہوتی ہے۔ ہمارے ولی نعمت نے عموماً مقطعات کو باستثنا سمستان وثیقہ سند سے مستثنے فرمایا ہے یعنی اگر کسی مقطعہ دار کی حقیت اسکے مقطعہ پر سنہ ۱۲۶۲ فصلی کے ماقبل ۳۰ سال سے قائم ہو۔ اور دفتر دیہی سے اسکی تصدیق اور شہادت لسانی سے اسکا ثبوت بہم پہونچے تو بلا وجود سند بھی مقطعہ بحال رکھا جاتا ہے۔ صرف زمینداروں کے لئے جنکی تعریف آیندہ تعریفات مین کی جائیگی۔ وجود سند مشروط ہے۔ جس مقطعہ دار کی حقیت اس آسان اصول کے ساتھ بھی ثابت نہو تو اسکی رقم پن پر اضافہ کیا جاتا ہے اور ضبطی کا نام نہین لیا جاتا۔ اور جب بالکل غاصبانہ قبضہ قرار پاتا ہے تو اس حالت مین بھی قبضہ بحال رکھا جاتا ہے البتہ مقطعہ داری کی حیثیت کاشتکاری سے بدل دیجاتی ہے۔
عامہ مقطعات کی بحالی کے لئے علی قدر مراتب حکام سررشتہ عطیات کو اختیارات خاص حاصل

ہین اور ہستانون کیلئے قائم مقامی وارث کا حکم بارگاہ اقدس اعلی کی منظوری سے ہوتا ہے۔

(ھ) گھر گانون اور پالم پٹ۔ یہ درحقیقت کوئی جداگانہ قسم نہین ہے بلکہ اقسام ب و ج و د مین جسکا تعلق زمینداروں سے ہوتا ہے اُسکو اس نام سے موسوم کرتے ہین یعنی جو موضع مقطعہ کسی زمیندار کو عطا ہوا ہے اسکو گھر گانون کہتے ہین یعنی وہ ہمارا گانون ہے جسمین ہم رہتے ہین اور جسمین ہمارا گھر ہے۔ اور اسی طرح جو مزرعہ مقطعہ یا زمین مقطعہ زمینداری معاش مین داخل ہے اسکو پالم پٹ کہتے ہین۔ کنڑی زبان مین پالم کے معنی گتہ اور بالمقطعہ کے ہین اور پٹ۔ پٹہ کا مخفف۔ پالم پٹ سے وہ مزرعہ یا زمین مراد ہے جسکے محاصل بالمقطعہ کا پٹہ دیا گیا۔ پالم پٹ اور مزرعہ مقطعہ یا زمین مقطعہ مین کوئی فرق نہین ہے۔ صرف زبان کا اختلاف ہے اور زمینداری سے تخصیص۔

(و) اُملی۔ وہ موضع مقطعہ ہے جو زمینداران اضلاع کرناٹک کو عطا ہوا ہے۔ زمیندار۔ ملکی اصطلاح مین دیسمکھ اور دیسپانڈیہ اور سردیسمکھ اور سردیسپانڈیہ کو کہتے ہین جنکو زمانہ سلف مین ملک کی مالگزاری کا انتظام سپرد تھا اور زمانۂ حال مین ضلع بندی کے بعد سے بیکار ہین۔ اور بحیثیت کاشتکاری یا ساہوکاری بسر کرتے ہین۔ انکی جگہ مالی انتظامات کیلئے تعلقداروں اور تحصیلداروں کا تقرر ہوچکا ہے۔ زمانہ سابق مین جو مقطعات انکے قبضہ مین تھے جب انکی حقیقت کی دریافت زمانہ عمل کمشنری مین ہوئی اور انکا قبضہ بلا اسناد پایا گیا تو انگریزی افسرون نے ان مواضع کے دو ثلث محاصل پر حق سرکار قائم کیا اور ایک ثلث محاصل قابضین کو چھوڑ دیا۔ اور یہ لکھا کہ (بطور آمس) یعنی خیراتی طریقہ پر ان مقطعات کا ثلث حصہ مقطعہ دار پر بحال رکھا جاے۔

دیہاتیون نے انہین انگریزی الفاظ سے اس عطیہ کو اُملی کے نام سے موسوم کردیا۔ موئلف کے ایک دوست راگہواچاری شاستری جو کنڑی حصہ ملک کے باشندے ہین اُنکا یہ خیال ہے کہ اُملی کے مرادی معنی کنڑی زبان مین مقطعہ کے ہوسکتے ہین اسلئے کہ اُملی کا لفظی ترجمہ قرار داد اور ٹہرا وئے ہے یہ معاش درحقیقت اسوقت بلا معاوضہ خدمت مثل خیراتی معاش کے ہے۔ سالم موضع پر اُملی دارکا قبضہ رہتا ہے اور تشخیص جمعبندی کے وقت دو ثلث محاصل قابض سے وصول ہوکر داخل خزانۂ شاہی کیا جاتا ہے۔ جب سررشتۂ انعام قائم ہوا اور تحقیقات کی نوبت آئی تو باوجودیکہ زمینداروں کے مقطعات کی بحالی بروے قواعد نافذہ ملک مشروط بہ وجود سند تہی۔ لیکن ہمارے رحمدل آقاے نعمت نے صرف بقاے فیصلۂ حکام ماضیہ کے لحاظ سے اسی عملدرآمد کو جاری رکھا۔ اور ضبطی پر بحالی کو ترجیح دی۔ اور یہ محض رعایت ہی رعایت ہے اسلئے کہ کسی اُملیدار کے پاس شاہی سند نہین ہے۔ اور اُسکی وجہ یہ ہے کہ یہ معاش معطیین غیر مقتدر کی عطا کی ہوئی ہے۔ بلکہ جس حد تک ہمکو اسکی تحقیقات کا موقع ملا معلوم ہوا کہ اکثر اُملیداروں کے پاس کسی معطی غیر مقتدر کی سند بھی نہین ہے۔ چونکہ زمینداروں کا گروہ زمانۂ سلف مین اراضیات سرکاری پر کامل دسترس رکہتا تہا۔ اور مُلک کا سارا انتظام مالگزاری اُنہین کے تفویض تہا۔ لہذا جن زمینات پر انھون نے آبادی کی بنیاد قائم کی اُنکو گھر گانوں سمجہکر اپنے قبضہ مین رکھ لیا اور اسوقت ثلث محاصل کی جو معافی اُنکے ساتہ مرعی ہے۔ وہ درحقیقت اُنکی محنت آبادی کا دائمی صلہ ہے۔ اور اس دائمی رعایت سے اُنکا سارا خاندان پرورش پاتا ہے۔ اور اپنی سرکار کے حق مین دست بدعا ہے۔ گروہ معاشداروں سے ہمنے اُملیداروں ہی کو پایا

جو اس بات کے معترف ہین کہ جو رعایت ہمارے ساتھ ہوئی ہے وہ قابل شکر ہے۔

زمین انعام کی تعریف

لفظ انعام عربی زبان کا لفظ ہے۔ اُردو مین مستعمل۔ بقول صاحب امیر اللغات۔ نعمت دینا۔ عطیہ بخشش۔ کسی بات کا صلہ۔ حضرت میر فرماتے ہین (س) کس کے لئے مین شعر کہون کون ہے ایسا ؛ انعام دے جو گوہر حسرت کے برابر ؛ زبان اُردو مین انعام کرنا بھی کہتے ہین بمعنی انعام دینا۔ بخشنا۔ جناب میر انیس حمد مین فرماتے ہین۔ (رباعی) مان باپ سے بھی سوا ہے شفقت تیری ؛ افزون ہے ترے غضب سے رحمت تیری ؛ جنت انعام کر کے دوزخ مین جلا ؛ وہ رحم ترا ہے یہ عدالت تیری ؛ صاحب آصف اللغات نے بھی انعام کے معنی قریب قریب اسی کے بیان فرمائے ہین۔ فارسی مین لفظ انعام انھین معنون مین مستعمل ہے جو اوپر بیان ہوئے۔ لیکن دکن مین اسکے اصطلاحی معنی اور ہین۔ سنہ ۱۳۰۰ فصلی کی اڈمنسٹریشن رپورٹ مین مسٹر اے جے ڈنلاپ معتمد مالگزاری سرکار نظام نے لکھا ہے کہ انعام وہ اراضی ہے جو وسعت مین ایک موضع سے کم ہو۔ اور جو کسی شخص کی پرورش کیلئے یا کسی خدمت کے ادا کرنے کیلئے یا کسی کار خیرات کیلئے دی گئی ہو۔ اور جس پر محصول یا معاف ہو یا کچھ پن مقرر ہو (انتہی) مولف کہتا ہے کہ اسناد و فرامین شاہی مین تو لفظ انعام عام معنون مین مستعمل ہوا ہے۔ جیسے (فلان موضع بجاگیر بطور انعام عطا شد) مگر صیغہ عطیات مین بلاشک انعام ایک خاص معاش ارضی کا بھی نام ہے جسکی تعریف اس موقع پر جو کہ مقصود ہے۔ وہ صرف قطعات اراضی سے مخصوص نہین ہے بلکہ موضع انعام۔ قطعہ انعام زمین انعام۔ ان تینون اقسام پر انعام شامل ہے۔ اور انعام کی عطا مین کبھی پن کا

قرارداد نہین ہوا یعنی اسکی عطا مثل منقطعہ کے بالمقطعہ قرارداد پر کبھی نہین ہوئی - پس ہماری
تحقیق کا مقابلہ مسٹر ڈنلاب کی تعریف کے ساتھ کرنے سے دو امر مین اختلاف پیدا ہوتا ہے وہ
فرماتے ہین کہ انعام وسعت مین ایک موضع سے کم ہو - ہمارا دعوےٰ ہے کہ موضع انعام کی عطا
بھی پائی گئی ہے - اُنکا ارشاد ہے کہ محصول معاف ہو یا کچھ پن مقرر ہو - ہمارا جواب ہے کہ
اُسپر پن نہو - پہلے اختلاف کی نسبت ہم اپنے دعوی کے ثبوت مین موضع اگرہار کو پیش
کرتے ہین - اگرہار کے لفظ کی تعریف کا یہ محل نہین ہے آیندہ ہم اُسکے مقام پر اس لفظ کے
معنی بیان کرینگے لیکن یہ امر مسلم ہے کہ موضع اگرہار جاگیر نہین ہے اگرچہ قواعد سررشتہ عطیات
نے تحقیقات وفیصلہ حقیت معاش کے ضمن مین بحالی موضع اگرہار کے لئے جاگیر کی مماثلت
قائم کی ہے لیکن کبھی موضع اگرہار کی سند مین جاگیر کے الفاظ مستعمل نہین ہوے - اور
نہ اسکی منزلت جاگیری معاش کے برابر ہے بلکہ ہمیشہ اسکو موضع انعامی ہی سے تعبیر کیا گیا
ہے اور ہماری یہ حجت وجود موضع انعام کے لئے کافی ہے اور سچ یہ ہے کہ مسٹر اے جے
ڈنلاب کی نظر سے موضع اگرہار گزرا ہی نہین اسکی دلیل یہ ہے کہ اگرہار کی تعریف مین
وہ فرماتے ہین کہ (اگرہار وہ زمینات ہین جو صرف برہمنون کے قبضہ مین ہین اور جو
دیول وغیرہ کی مدد کے لئے دی گئی ہین - اسکا پن دوامی طور پر مقرر ہے) اس تعریف
سے معلوم ہوا کہ نہ انھون نے موضع اگرہار کو ملاحظہ فرمایا اور نہ اراضی اگرہار بلا پن کے
دیکھنے کا اُنکو اتفاق ہوا - درحالیکہ ہماری سلطنت آصفیہ مین صدہا معاشین موضع اگرہار
کی بھی ہین اور اراضی اگرہار بلا پن بھی موجود ہین - حاصل یہ ہے کہ لفظ اگرہار ایک اعتبار کے

لفظ ہے ۔ یا عتبار وجہ عطا اُس کا نام اگر ہار ہوا ہے ۔ جسکی حقیقت تعریف اگر ہار کے ضمن مین ہدیۂ ناظرین ہوگی ۔

اب رہا دوسرا اختلاف اسکے متعلق ہم البینۃ علی المدعی پر سکوت کرتے ہین اسلئے ہمارا تردیدی بیان صرف اسی قدر ہے کہ کوئی ایسی زمین انعام ہمکو دکھلاو جسپر وقت عطا پن کا قرارداد ہوا ہو ۔ انعام کی ہزارہا سندین ہماری نظر سے گزری ہین ۔ ہزارہا قطعات انعام اور بہت سے مواضع و مزرعات انعام کی مقامی سیر ہمنے کی ہے کسی انعام پر رقم پن کا ٹھہراو ہمنے نہین پایا ۔

پس انعام ایک معافی عطا ہے جو بلا کسی بالمقطعہ قرارداد کے دی گئی ہے ۔ وہ موضع اور مزرعہ اور قطعات اراضی پر شامل ہے ۔

انعام کے کُل اقسام سے اُس انعام کو فضیلت ہے جسکی سند مین الفاظ آل تمغا ہون اراضی انعام کی بعض سندون مین بھی ہمنے آل تمغا کے الفاظ دیکھے ہین ۔ اور جاگیر آل تمغا کی تعریف مین ہمنے اسکا ذکر ضمناً کیا ہے ۔

اسکے سوا باقی عطیات انعامی ازروے سند یا تو دوامی ہین یا کئی پشت کیلئے یا معطی لہ کی حیات تک ۔ اور ان مدارج کی صراحت سند عطا مین لزوماً ہوا کرتی ہے ۔ بعض اسناد انعامی ایسے بھی دیکھے گئے جنمین مدارج متذکرۂ بالا کے متعلق کسی امر کی صراحت نہ تھی ۔

دیہاتیون نے بعض انعامات کو کروڑی انعام یا جوڑی انعام سے موسوم کیا ہے ۔ یہ الفاظ سندی نہین ہین بلکہ اہل دیہہ کے امتیازی الفاظ ہین ۔ ان الفاظ کو ہمنے دیکھکر دیسپانڈیون

اور راجاؤن کے لکھدیے ہوسے وثائق مین تو البتہ پایا ہے لیکن شاہی فرامین واسناد مین ان الفاظ کا کہین پتہ نہین ہے ۔

کرُوڑے انعام وہ انعام ہے جو آجکل بعض زمینداروں کے قبضہ مین پایا جاتا ہے تاریخ سلف سے اسکا پتہ چلتا ہے کہ شاہان سلف نے انتظام ملک کیلئے یہ قاعدہ مقرر کر رکھا تھا کہ ہر ایک منتظم کو اسقدر محاصل کا ملک یا جا بداد بغرض احکام تفویض کرتے تھے جسکی آمدنی کروڑ ٹکہ کی ہو۔ اور اُس منتظم کا نام (کروری) تھا۔ صاحب ماثر الامرا نے بھی اس طریق انتظام کا تذکرہ فرمایا ہے ۔ پس جو زمینی معاش از قسم انعام کسی کروری کو معاوضۂ خدمت کے متعلق دی گئی ہو ممکن ہے کہ اسی کا نام کرُوڑے انعام ہو۔ یا خود کرُوڑون نے اپنی خود کاشت اراضی کا نام کرُوڑے انعام رکھ لیا ہو۔ آجکل یہ قسم زمینداروں ہی کے قبضہ مین پائی گئی ہے۔ اور کسی کے پاس شاہی اسناد یا فرامین اسکے متعلق نہین پائے گئے ۔

اب رہا جوڑی انعام ۔ یہ نام بالکل زمانۂ حال کا رکھا ہوا ہے یعنی ضلع بندی کے بعد سے جب کہ تحقیقات انعام ہین ۔ بعض انعامات کی حقیقت ثابت نہ ہونے کی وجہ سے سرکار نے اُن پر محاصل کا کوئی حصہ بطور حق مالکانہ مقرر کرکے بحال کیا۔ یا کسی اراضی انعام مین ازروے پیمایش زمین زائد برآمد ہوی اور اُس رقبۂ زائدہ پر لگان کا قرارداد ہوا تو زمینداران دیہہ نے ایسے انعام کا نام جوڑی انعام رکھا ۔ یعنی یہ وہ انعام ہے جس پر معافی کے ساتھ حق سرکار کا بھی جوڑ لگا ہوا ہے ۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ مسٹر ڈنلاپ نے اسی جوڑ کو پن خیال فرمایا ہے اور اسی کے لحاظ سے اپنی تعریف عام ہین وہ الفاظ لکھے ہین جنکا ذکر گزر چکا ہے ۔ ہماری

رائے مین حقیقت اصلی کے معلوم ہو جانے کے بعد اُسی نام سے اُسکی تعبیر کرنا چاہیئے جو واضع نے اُسکے لیئے تجویز کیا۔ مماثلت کے لحاظ سے دوسرا نام نہ رکھنا چاہیئے۔

ہم نے دیکھا ہے کہ بعض سرکاری عمال کسی ایسی جاگیر کو جسپر قانون عطیات کی رُو سے حق مالکانہ کا تقرر ہوا ہے یا سابق الایام سے رقم چوتھ یا مکاسہ مقرر ہے اُسکو مقطعہ کہنے لگے اور اُسکی بحالی مین مقطعہ کے احکام سے کام لینے لگے۔ ہماری رائے مین یہ اُنکی غلطی ہے۔ ہر ایک قسم معاش کیلیئے تعریفات مخصوص سے کام لینا چاہیئے اور انہین تعریفات کے لحاظ سے اُنکی بحالی کے احکام کو اُنکے ساتھ منطبق کرنا چاہیئے اگر ایسا نہ کیا جائیگا اور مابہ الامتیاز فرق پر غور نہ ہوگا تو پھر کوئی فرق اعزازی قائم نہ رہیگا۔

ہمنے یہ بھی دیکھا کہ بعض معطی لہم خود اپنی جاگیر کو جس پر ایک رقم خاص بطور حقوق تملیکی سرکار مقرر تھی مقطعہ نام رکھکر بحالی کی کوشش کرتے رہے۔ انھون نے دانستہ اعزاز جاگیرداری سے دست بردار ہوکر مقطعہ داری کو پسند کیا اسمین بھید یہ تھا کہ جاگیر بغیر وجود وثیقہ سند یا فرمان بحال نہین کیجاتی اور مقطعہ کی بحالی صرف ۶۰ سالہ قبضہ ما قبل ۱۲۶۳ فصلی کے ثابت ہو جانے پر ہو جاتی ہے اور بدینوجہ کہ قابض جاگیر کے پاس سند نہین ہے۔ اس نے ضبطی کا نتیجہ معلوم کرکے یہ مناسب خیال کیا کہ اس معاش کو مقطعہ سے تعبیر کرنا ہی اولے ہے۔ جسکی بحالی بدون سند و فرمان بھی متوقع ہے۔ ہمارا یہ قطعی خیال ہے کہ ہماری یہ تالیف سرکاری حلقہ مین اسقدر مدد تو ضرور دیگی کہ خود سرکار کے روبرو اسکے ذریعہ سے ہر ایک معاش کا فوراً مہیا رہیگا۔ اور ایک قسم کی معاش کو دوسری قسم مین داخل کرنیکا قابو چالاک لوگون کو

مشکل سے ملے گا۔

المختصر معاش انعامی - باعتبار معافی بجاگیر کے بعد دوسرے درجہ مین ہے اسکی بحالی کے متعلق ہمارے رحمدل فرمانروا نے وجود سند کو لازمی نہین قرار دیا بلکہ یہ حکم فرمایا ہے کہ جس معاش انعامی کی سند ہے اُسکی بحالی احکام سند کے لحاظ سے ہوا کرے اور جسکی سند نہین ہے اسکی بحالی کے لئے ماقبل ۲ سند صرف چالیس سال کا قبضہ ثابت ہو جانا بالکل کافی ہے۔ خواہ اُس معاش کی بنیاد عطا پر قائم ہوی ہو۔ یا غاصبانہ قبضہ پر۔ خواہ معطی مقتدر کی عطا ہو یا غیر مقتدر کی۔ باستثنار موضع انعامی جس کے لئے البتہ سند مشروط ہے اسلئے کہ اسکی مماثلت جاگیر کے ساتھ ہے (اگرچہ وہ فی نفسہ جاگیر نہین ہے)۔

جن انعامات مین وقت بحالی بروے پیمایش۔ زمین زائد برآمد ہوتی ہے انمین فیصدی بیس بیگہ بطور معافی چھوڑ دیے جاتے ہین۔

جن انعامات کا رقبہ بروے سند گز الہی مین لکھا ہے انکی پیمایش مین ایک بیگہ گز الہی کا ایک ایکڑ کے مساوی سمجھا جاتا ہے اور یہ طرز عمل سراسر انعام دار کے حق مین فائدہ بخش ہے۔ اسلئے کہ ایک بیگہ ۳۰۰۰ مکسر گز کا ہے اور ایک ایکڑ ۴۸۴۰ مکسر گز کا ہوتا ہے اور یہ رعایت دانستہ اسلئے منظور ہوی کہ اکثر انعام دار گز الہی کو رسمی گز سے بڑا خیال کرتے تھے درحالیکہ ہماری تحقیق مین وہ گز رسمی سے چھوٹا ہے ہمنے اپنے بعض فیصلون مین اسکی بحث کی ہے اور جن معاشدارون نے اپنے دعوی کی تصدیق مین دلایل پیش کئے اُنپر بھی رحمدل بادشاہ نے غور فرمایا ہے اور آخر پر محض پرورشانہ اصول پر ایک بیگہ الہی کو

ایکڑ کا مساوی قرار دیا گیا۔

جن انعامات کی ضبطی بوجہ عدم ثبوت حقیت قبضہ قرار پاتی ہے تو انکی اراضی کو قابض ہی کے قبضہ مین بلکی یک درجہ دوبارہ چھوڑ دیا جاتا ہے یہ صرف رحم اور کرم ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اگر معاشدار تاریخی واقعات سے واقف ہوکر اپنے آقاے نعمت کے برتاؤ کا مقابلہ فرمانروایان سلف سے کرین تو پکار اٹھین کہ ہمارے والی نعمت کی ذات ستودہ صفات ہر اعتبار سے بحق معاشداران آیۂ رحمت ہے۔ جزاہ اللہ خیر الجزاء۔

سیری کی تعریف صاحب غیاث اللغات فرماتے ہین کہ سیری بفتح سین۔ نام دیہہ ہے مولف بہار عجم نے لفظ سیر کو بکسر اول وسکون یاے مجہول وراے مہملہ مستغنی و بے نیاز اور کثیر کے معنون مین بیان فرمایا ہے۔ پس سیری کے معنی بے نیازی اور استغنا اور کثرت کے ہین۔ صاحب فرہنگ آصفیہ کا قول ہے کہ سیر بکسر اول وسکون یاے معروف وہ زمین جو مالک یا موروثی اسامی کے زیر کاشت ہو۔ اور وہ اراضی جو زمیندار کے نام ہو۔ یہ زبان ہندی کا لفظ ہے۔ مولف خیال کرتا ہے کہ سیری جو دکن مین بیاے مجہول مشہور ہے یا تو فارسی لفظ ہے جسکا ذکر اوپر ہوا یا ہندی لفظ سیر پر یا زیادہ کرکے سیری کہا گیا۔ دکن مین سیری اُس زمین انعامی کا نام ہے جو زمیندارون کو اُنکے خود کاشت کے لئے عطا ہوی ہے۔ اور مشہور بات ہے کہ موضع اور دیہہ کی تمام زمینات مین۔ سیری اعلےٰ ترین زمین ہوتی ہے۔ کثیر المحاصل۔ سیر حاصل۔ اسکی پیداوار بہ نسبت اور زمینات کے زیادہ حاصل ہوتی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ شاہان سلف نے زمینداران دکن کو بمعاوضۂ انتظام مالگزاری

ملک۔ سیری کی معاشین عطا کی ہین لیکن آجتک عطاے سیری کے متعلق کوئی شاہی سند یا فرمان شاہی ہماری نظر سے نہین گزرا۔ سرسالارجنگ اعظم مختارالملک مغفور وزیر روشن ضمیر ریاست حیدرآباد نے اپنے زمانۂ وزارت مین سیری کی حقیقت دریافت کرنے کیلئے بہت کچھ فکر کی۔ اور آپکی متعدد تحریرات دفتری سے جنکا مشاہدہ خود ہمنے کیا ہے۔ آپ کا تجسسانہ خیال ہمکو معلوم ہوا۔ لیکن بجز اسکے کامیابی نہین ہوی کہ سیری زمینداران دکن کی ایک مقبوضہ زمین پائی گئی۔ جسکے نسبت زمینداروں کا قول ہے کہ عطاے شاہان سلف ہے اور وزیر مغفور کا یہ حکم ہے کہ بغیر وجود سند ریاست اسکی بحالی درست نہین ہے۔ وزیر ممدوح الشان کی تحقیقات ہی سے یہ معلوم ہوا کہ ہر ایک موضع مین فی موضع دو بیگہ سیری کا دستور تھا لیکن زمانہ تحقیقات معاش مین ہمنے دیکھا کہ بعض مواضع مین صدہا بیگون پر سیری کے نام سے زمینداروں کا قبضہ تھا۔ سررشتۂ عطیات کی تحقیقات مین اسکی حقیقت خوب کھلی اور اکثر سیریات کی نسبت تاحیات قابض رعایتانہ بحالی کا حکم ہوا اور بطور عام از روے قانون عطیات یہ قرار پایا کہ سیری کی بحالی مشروط بسند رہے۔

سیری کی نوعیت باعتبار معافی۔ مثل زمین انعام کے ہے اور اسکی عطا زمینداروں سے مخصوص۔ سیریات کی ضبطی کے وقت نقدی رسوم بحال رکھی جاتی ہے۔ اور رسوم کی بحالی کیلئے سند کی شرط نہین رکھی گئی ہے۔

بعض اسناد زمینداری مین مع اور معاشون کے سیری کے الفاظ تو پائے جاتے ہین لیکن اسکی عطا بطور معافی کے ہونا نہین پایا جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ سیری کی تحقیقات مین نہایت باریک بینی

اور نکتہ سنجی سے کام لیا جاتا ہے اور باوجود ان تمام واقعات کے اسی عہد میمنت مہد کا صدقہ ہے
کہ صدہا سیری کی معاشین زمینداروں کے نام بر سبیل مراعات بحال اور برقرار ہین۔

ساورم کی تعریف ساوَرمُو تلنگی زبان کا لفظ ہے اور اسی سے دکن مین چاور کا لفظ بنا
لیا گیا۔ صاحب (المقادیر) فرماتے ہین کہ یہ حیدرآباد کا ایک سطحی پیمانہ ۱۲۰ بیگہ کا ہے جسکے ۴۳۲۰۰
گز مربع ہوتے ہین۔ لغات اردو اس لفظ سے ساکت ہین۔ ہمارا خیال تہا کہ چاور سے تلنگوں نے
ساوَرمُو بنا لیا۔ لیکن تحقیق سے اسکا عکس ثابت ہوا۔

بہر حال ساورم ایک قسم عطاے ارضی ہے جو زمینداروں کے قبضہ مین پائی جاتی ہے۔ اسکی
نوعیت درحقیقت زمین انعام کی سی ہے لیکن صرف اس تخصیص کیوجہ سے اسکا خاص نام ہوا کہ یہ
زمینداروں کی مخصوص معاش ہے۔

اس معاش کی عطا کی نسبت ہمکو اسناد و فرامین شاہان سلف سے کوئی خبر نہین ملی اسلئے
کہ کسی سند مین چاور یا ساورم کے نام سے کسی خاص معاش کی عطا نہین پائی گئی۔ اگرچہ بعض
اسناد مین لفظ چاور جریب مخصوص کے معنون مین مستعمل ہوا ہے لیکن وہ بطور قسم معاش نہین ہے۔
بعض بڈہے زمینداروں نے ہم سے کہا کہ یہ درحقیقت سیری ہی کی قسم ہے بدین وجہ کہ
گزشتہ زمانہ مین دیہاتی پیمایش اکثر اس جریب سے ہوتی تھی۔ معاش سیری کو بعض لوگ
ساورم کہنے لگے۔ ہم کو کسی اور ذریعۂ کاغذی سے اس بیان کی تصدیق نہین ہوئی۔
اور اسکے برخلاف دیہاتی وثائق اور دفتری داخلون مین معاش ساورم کا پتہ جابجا ملتا ہے
اور کہین ہمنے سیری کو ساورم الفاظ مین نہین دیکہا اور نہ ساورم کی نسبت وہ خوبیان سُنی گئین جنکا بیان سیری کی تعریف

مین گزرچکا ہے۔

حاصل یہ ہے کہ یہ معاش از قسم زمین انعام اور غیر مقتدرین کی عطا ہے۔ جسکی بحالی کو قانون عطیات نے قواعد اراضی انعام سے متعلق کیا ہے اور زمینداروں کے نام اسکی بحالی اُسی وقت ہوتی ہے جب کہ سند کا وجود ہو۔ بعض معاش ہاے سادرم جو زمینداروں کے نام بلا وجود سند بھی بحال و برقرار ہین وہ انھین خاص رعایتون کا نتیجہ ہے جو ہمارے آقاے نعمت کیجانب سے گروہ معاشداروں پر مبذول ہین۔

ہڈولہ کی تعریف ہڈولہ ایک ایسی معاش ارضی کا نام ہے جو خاص کر ڈھیڑون اور چمارون کو غیر مقتدر معطین کیجانب سے باغراض صفائی عطا ہوی ہے۔ مقامی تحقیقات سے اسکی وجہ تسمیہ کی کیفیت صرف اسی قدر معلوم ہوی کہ کچرا۔ کوڑہ اور مُردہ جانورون کی ہڈیان آبادی مواضع سے ہٹا کر موضع کو صاف و پاک رکھنے کیلیئے زمینداران سلف نے زمین انعام کو اس نام سے عطا کیا تھا۔

اسکی عطا اکثر مقامات پر بہایت کم مقدار مین پائی گئی اور ہماری رحمدل سرکار نے بہ تحت قواعد معاش انعامی اسکو اکثر مقامات پر بحال و برقرار رکھا۔

زمانۂ سلف مین کاشتکارون اور زمیندارون کی جہالت نے اپنے مُردہ جانورون کی ہڈیون اور گھر کے کوڑے کرکٹ کو اس قابل خیال کیا تھا کہ اُسکو موضع سے باہر نکال پھینکین۔ اور ذلیل خدمتیان دیہی کو خاص اس کام کے لئے معاشین عطا کر رکھی تھین اور یہ بات ضرب المثل تھی کہ انعام ہڈولہ کی پیداوار مین دیوڑو یعنی خالق نے ایسی برکت دی ہے کہ اُسکی سیر حاصلی

سیری کے برابر ہے لیکن جب کاشتکارون اور زمینداروں کے معلومات نے ترقی کی۔ اور کوڑے
کرکٹ اور مُردہ جانورون کی ہڈیون کی قدر ہونے لگی اور باغراض کھات اُنکو جمع اور محفوظ
کرنے کا طریقہ جاری ہوا تو زمینات ہڈولہ کی سیرحاصلی کی برکت زمانۂ سلف کی قسمت مین لکھی گئی
ابھی ابھی ہماری سرکار نے ہڈیون کے لئے ایک مستاجری مقرر فرمائی تھی اور اُسکا گتہ دار
تمام مواضع کی ہڈیون کو جمع کرکے بیرونی کارخانون مین انکو بھیجدیا کرتا تھا لیکن خبردار رعایا
نے اسکی مزاحمت کی اور رعایا پرور ولی نعمت نے فوراً مستاجری کو منسوخ کیا۔ اور رعایا کو آزادی
دی کہ اگر وہ ان چیزون کی قدر و قیمت سے آگاہ ہوچلے ہین تو خود اس سے متمتع ہون۔ اب
ہر ایک رعیت اپنے مُردہ جانورون اور اپنے گھر کے کوڑے کرکٹ کی قدر کرتی ہے، ہڈولہ دارون
کا صرف یہ کام رہ گیا ہے کہ مُردہ جانورون کو اُٹھا لیجاتے ہین۔ اور انکا گوشت اپنی غذا مین
استعمال کرتے ہین اور اُنکی کھال مالک جانور کو پہونچادیتے ہین اور ہڈیان اُسی کے کھیت
مین پھینک آتے ہین۔ اور عامہ کاشتکارون پر اس سربستہ راز کا افشا ہوچکا ہے کہ زمین ہڈولہ
کی سرسبزی کی اصلی وجہ صرف شرط خدمتہ تھی یعنی جب تک اُنکو مُردہ جانورون کی ہڈیان اور
گانون کا کوڑا کرکٹ ملتا تھا اُنکی انعامی زمین کے لئے اعلیٰ قسم کی کھات جمع ہوجاتی تھی۔ اب
ہڈولہ کی زمینین اسقدر زرخیز نہین ہین جیسی کہ زمانۂ سلف مین تھین اور جاہل ہڈولہ دارون کا
خیال ہے کہ بزرگون کے زمانہ مین جو برکت تھی وہ اب باقی نہین رہی۔ یہ نہین جانتے کہ اُنکی
انعامی زمین کو وہ کھات اب نصیب نہین ہوتی جو گزشتہ زمانہ مین بے دریغ ملتی تھی۔ اسلئے کہ اُس
کھات کے مالک اسکی قدر و قیمت سے اب خبردار ہوچکے ہین۔

ہمکو اس موقع پر ایک پُرانے زمیندار کی کہانی یاد آئی جو بعض مواضع مین برکت زمانۂ ماضیہ کی مثال کے طور پر ضرب المثل ہے۔ وہ کہتے ہین کہ ایک پُرانا زمیندار نواب ناصرالدولہ (غفرانمنزل) کے زمانۂ سلطنت مین یہ وصیت کر مرا کہ اُسکی لاش اُسکے کھیت مین جلائی جاے جس سے اُس کو محبت ہے۔ وہ نہین چاہتا کہ مرنے کے بعد بھی اپنے کھیت سے جدا ہو۔ اسکے اہل خاندان نے اس وصیت کی تعمیل مین تامّل کیا۔ وہ اس عمل کو ایک قسم کی بدشگونی خیال کرتے تھے جب اسکی خبر نائب موضع کو پہونچی جو ایک دیرینہ اور تجربہ کار پنڈت تھا تو اُسنے افراد خاندان کو کچھ تو نصیحت اور کچھ اپنی وجاہت کے دباؤ سے مجبور کیا کہ متوفی کی وصیت کے مطابق عمل کرین۔ اور وصیت کی تعمیل ہوی۔ لیکن اتفاق سے اسی سال اس گھر مین ایک اور موت واقع ہوی اور تاریک خیالون نے اسکو اسی بدشگونی کا اثر سمجھا جسکا انکو ڈر تھا۔ سرپرست خاندان نے پنڈت جی سے استصواب کیا کہ اب آپ کیا فرماتے ہین۔ اُنھون نے کہا کہ اُسی مورث اعلیٰ کی وصیت پر عمل کرنا چاہیئے۔ اسلیے کہ اُسکی روح تنہائی کیوجہ سے پریشان ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہ دوسری لاش بھی کھیت ہی مین جلائی گئی۔ تا آنکہ درو دمبالہ کا وقت آیا اور کھیت کی پیداوار بہ نسبت گزشتہ سال کے المضاعف ہاتھ آئی۔ پھر تو دیسائی پنکہ پاشی کی وصیت کی برکت کی دُہوم ہوی اور اسکی پوجا ہونے لگی۔ اور یہ التزام کر لیا گیا کہ ہر ایک لاش اپنے ہی کھیت مین جلائی جائے۔ تا آنکہ مُردہ جانورون کی ہڈیان بھی کھیت ہی مین دفن ہونے لگین اور اس کھیت کی پیداوار ہر سال روبترقی تھی۔ اور اہل موضع تعجب کے ساتھ اسکا تذکرہ کرتے تھے۔ اسکی دیکھا دیکھی بعض اور کاشتکارون نے بھی اسی پر اپنا عملدرآمد شروع کیا اور پیداوار سے

متمتع ہونے لگے۔ آج وہی جاہل لوگ برکت کا اصلی بھید سمجھ چکے ہین اور ہڈ ولہ خوار ونکو نہ ہڈیان اُٹھانے دیتے ہین اور نہ کچرہ کوڑا۔ بلکہ اسکو اپنے کہیت کیلیئے ایک نہایت مفید اور کارآمد چیز خیال کرتے ہین۔ اور یہ برکت اور خیالات کی روشنی اسی عہد میمنت مہد کا صدقہ ہے جسمین کاشتکارونکو علم فلاحت کیجانب خاص توجہ پیدا ہو چلی ہے۔

بھنٹ مانیہ وغیرہ کی تعریف زبان کنڑی مین مان کے معنی عزت اور وقعت کے ہین۔ اور بھنٹ سپاہی کو کہتے ہین۔ پس جو عطیاتِ انعامی راجہ سُورا پور کیجانب سے سپاہیون کو عطا ہوے ہین اُنکا نام بھنٹ مانیہ ہے اور اسی طرح جو زمینین فقیرون کو بطور خیرات اسی راجہ نے عطا کی ہین وہ بھٹ مانیہ سے موسوم ہین اسلیئے کہ زبان کنڑی مین بھٹ کے معنی فقیر کے ہین۔ یہی کیفیت اور انعامات کی ہے جو اسی راجہ کے معطیہ ہین۔ جیسے

رگت مانیہ۔ خون بہا کا انعام۔ رگت زبان کنڑی مین خون کو کہتے ہین۔ یہ انعام اُن لوگون کو عطا ہوا ہے جنکے مورث راجہ کے خدمات پر مارے گئے۔

کدُری مانیہ۔ کدُری زبان کنڑی مین گھوڑے کو کہتے ہین۔ مشہور یہ ہے کہ کدُری مانیہ کی معاش اس شخص کو عطا ہوی جس نے راجہ کو عمدہ گھوڑا نذر دیا۔

نائی مانیہ۔ نائی کنڑی مین کُتے کو کہتے ہین۔ یہ اُس شخص کا انعام ہے جسنے راجہ صاحب کیلیئے اعلیٰ قسم کے بنجاری کتے پیش کیئے تھے جنکے نسبت مختلف واقعات مشہور ہین۔ کہا جاتا ہے کہ ایسے معاشدار ہمیشہ راجہ صاحب کے کتون کے محافظ بھی رہتے تھے اور انکی نگہداشت انھین کے تفویض تھی اور وہ شکاری کُتے بھی اپنے صفات مین لاثانی تھے۔

ہڑی مانیہ - کنڑی مین ہڑی قلعہ کو کہتے ہین - یہ انعام اُن معمارون کا ہے جنھون نے ہستان کی ضرورت پر قلعون کی تعمیر کی - چونکہ لوٹ مار کا زمانہ تھا اور جا بجا قلعون اور گڑھیون کی تعمیر کی ضرورت ہوتی تھی لہذا جس کسی نے کسی قابل مقام پر ہستان کے اغراض سے قلعہ یا گڑہی بنائی اُسکو اسکے صلہ مین ہڑی مانیہ کے نام سے معاش ارضی عطا ہوی -

رنڈی مانیہ - یہ وہ عطا ہے جو عہدہ داران فوج کی بیواؤن کو اُن کی مدد معاش کے لئے راجہ نے عطا فرمائی -

الغرض یہ کُل معاشین عطیات سلطانی سے نہین ہین بلکہ راجایان ماتحت کی عطا کی ہوی ہین - اور اس عطا کا اعلی اصول وہی تھا جسکو ہمنے آغاز کتاب مین بیان کیا ہے یعنی خزانہ سے روپیہ صرف کرنے کے بدلے بدرجہا یہ طریقہ بہتر سمجھا جاتا تھا کہ زمینی معاش دیجاے تاکہ ملک بھی سرسبز ہو - اور معطی لہ بھی کامیاب رہے -

ملک کرناٹک کے اُن کُل انعامات سے جنکا ذکر ہمنے اوپر کیا ہے صرف بھنٹ مانیہ کے متعلق بعض قواعد عطا کا داخلہ بھی ہمکو دفاتر ہستان سے ملا اور بضمن تحقیقات ہمنی بحیثیت اپنے عہدہ کے اسکی تحقیق کی - معلوم ہوا کہ اراضی بھنٹ مانیہ بحساب فی پیادہ ایک گڑو اور فی سوار جسکو سلحدار کہتے تھے دو گڑو عطا ہوتی تھی -

(گڑو سے ۲۰ بیگھے مراد ہین یعنی یہ اوسط قرار پایا تھا کہ ۲۰ بیگھے اراضی مین ایک گڑو غلہ پیدا ہو گا -) کبھی کبھی حسب حیثیت سپاہی و سلحدار اس مقدار عطا مین کمی اور بیشی بھی واقع ہوتی تھی اور بعض اوقات اس اراضی پر کچھ حق سرکار بھی لیا جاتا تھا جو نسبلو تہ اور پرپٹی سے

موسوم ہوتا تھا اور جب محاصل اراضی انعامی کی مقدار۔ اوسط تنخواہ سے زیادہ پائی جاتی تھی تو مقدار زائدہ خزانۂ سمستان مین باز یافت کر لی جاتی تھی۔ رفتہ رفتہ یہ قاعدہ اس قدر عام ہوا کہ جس کسی کو جس جہت یا جس واسطے سے اراضی دیجاتی تھی وہ اسی نام سے موسوم ہوتی تھی۔ سنہ ۱۲۴۷ ہجری مین ان کُل معاشون پر ایک رقم بنام چھٹاون مقرر کی گئی جو بطور حق سرکار تھی۔ جسکا نرخ فی بیگہ بحساب ۲ر تھا بعض ایسے انعامات پر انکے محاصل کے لحاظ سے اسکے خلاف بھی عمل ہوا ہے لیکن سنہ ۱۲۷۹ ہجری مین جب عمل کمشنری ہوا تو ان انعامات کیلئے پشت ٹھہراو کا عمل قرار پایا یعنی آئندہ زمانہ کے لئے یہ انتظام قرار پایا کہ پابندہ کی دوسری پشت مین (الف) فی ایکڑ زمین ریگڑ پر ۶ر۔ اور (ب) فی ایکڑ زمین مسب پر ۳ر مقرر ہوئے۔ اور تیسری پشت کیلئے (الف) کیلئے ۸ر۔ اور (ب) کیلئے ۴ر۔ اور چوتھی پشت پر رقم کامل۔

جب انتظام کمشنری باقی نہ رہا اور ملک کا انتظامی تعلق ہماری سرکار دولت مدار سے ہوا تو ہماری رحمدل سرکار نے سنہ ۱۲۸۱ ہجری مین توسیع مراعات کے ساتھ از سر نو انتظام کیا۔ یعنی

(الف)	حاضر حال سے فی بیگہ۔ زمین قسم باغات پر		۱۲ر
	” ” ” ”	زمین قسم ریگڑ پر	۴ر
	” ” ” ”	زمین قسم مسب پر	۲ر
(ب)	دوسری پشت مین۔ فی بیگہ باغات پر		۸ر
	” ” ”	ریگڑ پر	۸ر
	” ” ”	مسب پر	۴ر

(ج) تیسری پشت مین فی بیگہ زمین باغات پر عہ آر
〃 〃 〃 زمین ریگڑ پر ۱۲ار
〃 〃 〃 زمین مسبا پر آ/ر

(د) چوتھی پشت مین 〃 دبارہ کامل -

تعلقہ شورا پور اور شاہ پور اور اندولہ مین اس قسم کے صدہا معاشدار آجتک موجود ہین - اور باوجودیکہ پختہ پیمایش اور بندوبست کی وجہ سے تشخیص اراضی ہوکر لگان کا اضافہ بطور عام ہوچکا ہے لیکن ان معاشدارون کیلئے اُسی قرارداد ابتدائی کے مطابق عمل کیا جاتا ہے -

سردرختی کی تعریف یہ زبان فارسی کا مرکب لفظ ہے - بقول صاحبان لغت فارسی - انچہ از سر درختان حاصل شود مثل میوہ و ثمرہ - مُلّا فوقی یزدی گوید (ع) خواجہ می تیزم برلش حاصل ملکت کہ ہست ٭ خصم جان سر درختی تند باد صرصری ٭ دکن کے حسابات آمدنی مین یہ اصطلاحی لفظ قدیم الایام سے مستعمل ہے جسکے معنی حاصلات ثمرہ درختان کے ہین - اگرچہ حسابات مالگزاری سلطنت آصفیہ مین آبکاری کو سردرختی سے جدا اور ایک خاص مد کے ذیل مین رکھا گیا ہے لیکن ہمارے اس خاص مقصد کیلئے جو ہمکو اس قسم عطا کی تعریف مین ملحوظ ہے باعتبار معنی لغوی آبکاری کو بھی سردرختی مین شامل سمجھنا چاہئے - بعض اشخاص کو جو معاش عطا ہوی ہے وہ سردرختی پر شامل ہے یعنی اور اقسام معاش کے ساتہ سردرختی بھی عطا ہوی ہے - اور بعض عطیات مین سردرختی پر حق سرکار قائم رکھا گیا ہے - اور جن اسناد مین ابہام ہے یعنی زمین کے ساتہ عطائے سردرختی کی صراحت نہین ہے اُسکا تصفیہ کیفیت قبضہ کے تحقیقات کے بعد کیا جاتا ہے - اور

عام طور پر سر درختی کو تابع زمین قرار دیا جاتا ہے بدینوجہ کہ اقسام سر درختی مین آبکاری کثیر الحاصل ہے اسکی نسبت بعض اسنادمین یہ صراحت بھی پائی گئی ہے کہ عطاے شاہی آبکاری پر بھی شامل ہے۔

جو عطا صرف سر درختی سے متعلق ہے اسمین چندان دقت واقع نہین ہوتی لیکن جن اسناد مین اراضی کی عطا بصراحت بیان ہوی ہے اور سر درختی سے سکوت ہوا ہے۔ انکی نسبت البتہ مختلف اشکال پیش آتے ہین۔

حاصل یہ ہے کہ معاش سر درختی سے وہ آمدنی مراد ہے جو معطی لہ کو صرف حاصلات درختان سے حاصل ہو۔ بلاشک ایسی معاشین بھی پائی گئی ہین اور اُنکی بحالی مین نہایت سیر چشمی سے کام لیا گیا ہے یعنی بارہ سال کے ثبوت قبضہ پر ہماری رحمدل سرکار نے اُنکی بحالی کا حکم دیا ہے۔

جن اراضی انعامی یا دیگر اقسام عطیات کے ساتھ سر درختی کی معافی کو سرکار نے تسلیم کرلیا ہے اُن مین سے جب کبھی کسی عام انتظام مانا پولی (یکجائی انتظام آمدنی) کے لئے سر درختی کے کسی جزو یا کُل کو سرکاری قبضہ مین لینے کی ضرورت واقع ہوتی ہے تو ایسے موقع پر معاشدار کو کافی معاوضہ دیا جاتا ہے اور معاوضہ۔ خواہ سالانہ نقدی رقم کے ذریعہ سے دیا جاتا ہے یا سر درختی کے ہم محاصل زمین معاشدار کو عطا کیجاتی ہے۔ یہ اسی عہد مبارک کی برکت ہے کہ خود اپنی مِلک اور اپنی دی ہوی جایداد کو بلاکسی معاوضہ کے اپنی ضرورت کے لئے واپس لے لینا پسند نہین کیا جاتا۔

(۲) عطیات منقولہ یعنی نقدی

سالانہ کی تعریف | عطایاے نقدی سے سالانہ اُس عطیۂ سلطانی کا نام ہے جسکا تقرر بحساب سال ہوا ہے یعنی ختم سال فصلی پر اسکی معینہ رقم معطی لہ کو خزانۂ شاہی سے عطا ہوتی ہے خواہ خزانۂ عامرۂ دارالسلطنت سے یا خزائن اضلاع یا تعلقات سے۔ خزائن کی تفریق صرف پابندۂ معاش کی سہولت اور خواہش کے لحاظ سے ہوتی ہے یعنی اضلاع و تعلقات کے رہنے والے اپنی معاش کو اپنے مقام مسکونہ ہی پر ملنا پسند کرتے ہین، لہذا مقامی خزانہ کے نام اُسکی ادائی کا حکم دیدیا جاتا ہے۔

زمانۂ سلف مین ہر ایک نقدی معاش آمدنی تعلقات و اضلاع ہی کے نام سے عطا ہوتی تھی اور معطی لہ اسکو خزانۂ مذکور سے حاصل کرنے کا پابند تھا۔ اب صرف اُن معاشون کی نسبت جو مشروط بخدمت مقامی ہین مقامی تخصیص باقی ہے باقی ماندہ غیر مشروط عطایاے نقدی کے لئے ہمارے آقاے نعمت نے محض سہولت و آرام معطی لہم کے لحاظ سے یہ حکم دے رکھا ہے کہ وہ جہان چاہین رہین اور جس خزانہ سے چاہین اپنے وثیقۂ حاضری وصول کے ذریعہ سے اسکو حاصل کرلین۔

زمانۂ سلف مین ختم سال پر ایصال معاش کیلئے معاشدار کو دارالسلطنت مین حاضر ہوکر احکام ادائی۔ عمال و منتظمین اضلاع و تعلقات کے نام حاصل کرنا پڑتا تھا۔ اور اب ہمارے آقاے نعمت نے ہر ایک معاش کا رجسٹر مرتب کرانے کے بعد ایک ایسا مستقل وثیقہ۔ معاشدار کے حوالے فرمادیا ہے کہ وہ اسکے ذریعہ سے اپنے مقام ہی پر اپنی معاش کو اسکے وقت مقررہ پر حاصل کرلیتا ہے اگر کوئی ایسی معاش وقت پر نہین حاصل کیجاتی اور لقایا کے درجہ مین آجاتی ہے تو

اسکی ادائی کے لئے حکام مقامی کو علی قدر مراتب اختیارات بھی عطا فرمائے ہین۔

معاش سالانہ مشروط بخدمت بھی ہے اور غیر مشروط الخدمتہ بھی۔ اس معاش کی اجرائی مشروط بسند ہے اور جن سالانہ دارون کو باوجود نہ ہونے سند کے سالانہ مل رہا ہے وہ ہمارے آقائے نعمت کے رحم وکرم اور دریا دلی کا نتیجہ ہے۔

وظیفہ کی تعریف | عطاے وظیفہ وہ نقدی ماہوار ہے جسکی ادائی معاشدار کو اسکے وقت مقررہ پر ماہ بماہ ہوتی ہے۔ جسقدر سہولتین۔ سالانہ دار کو عطا ہوی ہین جنکا بیان بضمن تعریف سالانہ گزرا انھین تمام سہولتون سے وظیفہ خوار بھی متمتع ہوتے ہین۔ وظائف قدیم کی بحالی جو قدیم الآیام سے جاری ہین بروے قانون عطیات مشروط بسند ہے اور بعض وہ وظیفہ یاب جنکے پاس سند نہونے پر بھی اُنکا وظیفہ بحال رکھا گیا ہے وہ صرف والی ریاست کا رحم وکرم ہے۔ وظیفہ مشروط بخدمت بھی ہے اور غیر مشروط الخدمتہ بھی۔

یومیہ کی تعریف | یومیہ کی معاش کا حساب روزانہ تقرر پر ہے یعنی روزانہ ایک روپیہ یا دو روپیہ یا پانچ روپیہ وغیرہ۔ اور یہی اسکی وجہ تسمیہ ہے۔ اسکی اجرائی اور بحالی بھی مشروط بسند ہے۔ بعض یومیہ دار بلاشک ایسے بھی ہین جنکے پاس سند شاہان سلف نہین ہے لیکن تحقیقات انعامی کے بعد اُنکے ساتھ رعایت کا برتاؤ ہوا ہے۔

یومیہ دار بھی انھین تمام سہولتون سے متمتع ہین۔ جو اس عہد ہمایون کی بدولت سالانہ دارون کو حاصل ہین۔

یومیہ کا تقرری حساب اگرچہ روزینہ پر ہے لیکن اسکی ادائی یا تو سال مین ایکدفعہ یکشت ہوتی ہے

یا کسی اقساط پر۔ بعض سندین ایسی بھی دیکھی گئین جنمین روزانہ یافت کا نرخ مندرج ہے۔ لیکن مجموعی یافت اُس نرخ کے لحاظ سے کم ہے۔ اور یہ عمل زمانہ سلف سے چلا آتا ہے اسکی وجہ بجز اسکے اور کچھ نہین معلوم ہوتی کہ سلطین معاش نے کسی زمانہ مابعد مین مجموعی یافت کا کوئی حصّہ گھٹا دیا۔ اگرچہ معطی کو ایسا اختیار ہر وقت حاصل ہے لیکن اس مبارک زمانہ مین ایسا طرز عمل بالکل متروک ہے۔ بلکہ یا بندہ معاش اس بارے سے مطمئن رہتا ہے کہ بلحاظ احکام تحتہٗ دریافت عطیات اُس زمانہ تک جب تک کہ اس معاش کے جاری رہنے کا حکم ہے کوئی حصّہ کسی اختیاری بنیاد پر ہرگز کم نہوگا۔ اور وثوق عمل ایسا ہے جیسا کہ قادر مطلق کو بالکل اختیار ہے کہ دن کو رات کردے مگر اُسکی عادت ایسی نہین ہے۔

عطیۂ یومیہ مشروط بخدمت بھی ہے اور غیر مشروط الخدمتہ بھی۔

معمول کی تعریف | عطیہ معمول اُس نقدی معاش کا نام ہے جو نہ سالانہ پر اُسکا تقرر ہے اور نہ ماہانہ پر اور نہ یومیہ ہے۔ بلکہ سال بھر مین کسی ایک وقت یا کئی وقت اسکے مقررہ اوقات پر عطا ہوتی ہے۔ مثلاً ایک معاشدار کے لئے معمول عیدین بھی مقرر ہے اور معمول عشرہ شریف بھی۔ علی ہذا ایک ہندو معاشدار کو معمول دسہرہ بھی ملتا ہے اور معمول جاترا بھی۔

معمول کی عطا مشروط بخدمت بھی ہے اور غیر مشروط الخدمتہ بھی۔

عطیہ معمول کیلئے وہی تمام سہولتین صاحب معاش کو حاصل ہین جو کہ سالانہ دار کے ذیل مین بیان ہوچکی ہین۔

خلعتانہ کی تعریف | خلعتانہ ایک نقدی عطیہ ہے جسکی رقم بنام خلعت عطا ہوتی ہے۔

جیسے خلعت عیدین۔ پیش اماموں اور خطبار کو عید الفطر اور عید الضحیٰ مین دیجاتی ہے بعض اسناد مین اسی معاش کو بہار خلعت کے نام سے بھی موسوم کیا گیا ہے اور یہی معاش قضاۃ کے نام سے بھی پائی گئی ہے۔ اور یہ بہت قدیم معاش ہے۔ اسکی نسبت زندہ تاریخ سے یہ بات دریافت ہوی ہے کہ جب بادشاہان وقت کو اُنکے زمانہ سفر یا حضر مین کسی مقام پر عید منانیکا موقع ملتا تھا تو وہ نماز عید کیلئے مقامی جامع مسجد یا مسجد مین ضرور تشریف لیجاتے تھے۔ اور نماز کے بعد قاضی اور خطیب اور پیش نماز کو خاص خلعت عطا فرماتے تھے۔ اور اس خلعت کا طریقہ اسی یادگار مین اُنکے نام ہر سال جاری رہتا تھا اور بروے سند شاہی اسکا وثیقہ انکو عطا فرمایا جاتا تھا۔ ایک عالمگیری سند دوازدہ ہجری مین ہمنے ان واقعات کی اصلیت بھی پائی ہے۔ اور اُس تاریخی واقعہ کی تصدیق ہوی جسکا ذکر ہم سے قصبۂ نظام آباد کے ایک قاضی صاحب نے کیا تھا۔ اس معاش کے پانے والون کو بھی وہی تمام سہولتین نصیب ہین جنکا تذکرہ ہم معاش سالانہ پر کر آئے ہین اور یہ معاش غیر مشروط الخدمتہ ہے۔

چاورات کی تعریف لفظ چاور سے معزز ناظرین ضرور واقف ہین جسکا ذکر بضمن معاش سا اورم ہم کر آئے ہین۔ اسی لفظ کی جمع بقاعدہ عربی چاورات بنائی گئی ہے۔ اور چاورات اُس خاص معاش کا نام رکھہ دیا گیا ہے جو مُلک کرناٹک مین بعہد انتظام کمشنری اون نادار زمیندارون کو بعوض زمینات انعامی و سیرہات عطا ہوی ہے جنکو بے استطاعتی اور غربت کی وجہ سے کھیتی باڑی کرنے کی مقدرت نہ تھی یعنی کمشنران وقت نے اُن زمینات کے محاصل کا اندازہ کیا اور بشرح مختلف کہین ایک روپیہ کی زمین کی عوض ۱۴ار اور کہین

۱۴ر اور ۸ ر بحسب موقع نقدی معاوضہ بنام چاورات مقرر کرکے زمینات کو شریک خالصہ کرلیا۔ بدین وجہ کہ فی چاور زمین کے لئے بحساب مذکور ایک معینہ رقم کا قرارداد ہوا۔ اس رقم کو عطیہ چاورات کہنے لگے۔

اس معاش کے پانے والون کو بھی وہی تمام سہولتین نصیب ہین جو بضمن عطاے سالانہ بیان ہوئین۔ اور یہ معاشین عموماً غیر مشروط الخدمتہ ہین۔

دسبند کی تعریف | دسبند دکن کا ایک اصطلاحی لفظ ہے اور مرکب ہے دس۔ اور بند سے۔ دس سے دس روپیہ مراد ہین اور بند سے بند آب۔ دسبند وہ رقم ہے جو پانی کی قیمت پر بحساب فیصدی دس روپیہ اُن معاشداروں کو دیجاتی ہے جنہون نے اپنے ذاتی صرفہ سے تالاب کی تعمیر کی ہے۔ بعض نے اسکا صحیح لفظ دسبن کہا ہے۔ دس سے دس روپیہ اور بن یعنی کہیت۔ یعنی وہ رقم جو بحساب فیصدی دس روپیہ کہیت کے پانی کے لئے دیجاتی ہے۔ اسنادِ سلف مین دسبند کا لفظ مستعمل ہوا ہے۔ عطیۂ دسبند شاہان سلف نے اُن زمینداروں کو نقد رقم کے ذریعہ عطا فرمایا تھا جنکے ذاتی صرفہ سے تالاب تیار ہوا۔ جسکے پانی سے سرکاری زمینات خشکی مین تری کی کاشت ہونے لگی۔

بعض فرامین ایسے بھی ہماری نظر سے گزرے کہ اسی دسبند کی رقم کو رعایا سے وصول کرلینے کا حق مالک تالاب کو دیا جاتا تہا۔ اور وہ اپنی اس رقم کو رعایائے کاشتکار سے جدا وصول کرلیتا تھا اور سرکار اپنا زرلگان مزارعین مذکور سے جدا لیتی تھی۔ اسی عہد سمیت عہد نے پیمایش پختہ و تشخیص اراضی کے بعد رعایا کو صرف زرلگان سرکاری کا ذمہ دار بنایا۔ اور مطالبہ

دسبند سے سبکدوش کیا اور تالاب کے بانیون کو دسبند کی معاش اپنے خزانۂ شاہی سے
عطا کرنے کا حکم دیا۔ اور یہ حکم۔ تحقیقات حقیت مالک تالاب کے بعد جاری ہوا۔ اسی معاش
کو اہل دیہہ میراث داری کی معاش کہتے ہین۔ یعنی بدینوجہ کہ ایک زر صرف شدہ کا معاوضہ
ہے۔ اسکو میراث خیال کرتے ہین جسکی بحالی دوام پر انکو بھروسا ہے۔
اس رقم کا قرارداد بطور مستقل ہو چکا ہے اور یابندہ کو وہ تمام سہولتین حاصل ہین جنکا ذکر
ہم نے عطیۂ سالانہ پر کیا ہے۔
بعض مقامی تحقیقات سے معلوم ہوا کہ جس زمانہ مین میراث دار اپنا حق براہ راست رعایا
سے وصول کرتے تھے اسکو پیداوار زمین یعنی غلّہ کے ذریعہ سے لیتے تھے اور یہ غلّہ۔ غلۂ دسبند
سے موسوم تہا۔ بیچاری رعایا اس طرز عمل سے بہت ستائی جاتی تھی۔ اگر میراث دارون کے
من مانی حساب پر غلّہ نہ دیا جاتا تہا تو وہ شاداب کہیت کا پانی بند کر دیتے تھے اور زراعت
کے تلف ہونے کا خطرہ رعایا کو اُنکی خواہش کی تعمیل پر مجبور کرتا تہا۔ اسی روشن زمانہ کا
صدقہ ہے کہ رعایا کی جان اس عذاب سے چہوٹی اور میراث دارون نے بھی اپنے حقوق قدیمہ کا
معاوضہ شاہی خزانہ سے پایا۔

ایمہ داری کی تعریف | ایک نقدی معاش ایمہ داری کے نام سے عطا ہوی ہے جو مولف
کی راے مین عطیۂ معمول کی ایک قسم ہے۔ ایمہ داری درحقیقت تعزیہ داری ہے۔ رعایاے شیعی
کو عشرہ شریف کے مصارف یعنی عَلَم استاد کرنے اور عاشورہ خانون کے انتظام اور سبیل
وغیرہ کیلئے جو معاشین شاہان سلف سے عطا ہوی ہین انھین کا نام عطیۂ ایمہ داری ہے۔

ایمہ۔ عربی زبان مین امام کی جمع ہے۔ اُردو مین بھی لفظ ایمہ پیشوایان دین کے لئے مستعمل ہے۔ (دیکھو امیر اللغات)۔

رسوم کی تعریف رسوم بقول صاحب فرہنگ آصفیہ۔ اسم مونث۔ زبان عربی کا لفظ ہے رسم کی جمع۔ اُردو مین بمعنی نقوش۔ نشان۔ تنخواہ۔ مشاہرہ۔ آئین۔ قوانین۔ فیس۔ اجورہ محنتانہ مستعمل ہے۔ صاحب غیاث نے بحوالہ سراج اللغات لکھا ہے کہ زبان فارسی مین بھی یہ لفظ مجازاً وظیفہ۔ اور مشاہرہ کے معنون مین استعمال کیا جاتا ہے۔ صاحب بہار عجم نے اس شعر سے سند لی ہے۔ (شیخ شیراز ۵) شنیدم کہ شاپوردم درکشید ۞ چو خسرو برسمش قلم درکشید

حاصل یہ ہے کہ صیغہ عطیات مین اُس نقدی رقم کو رسوم کہتے ہین جو خدمتیان ملک کو بعوض اُنکی خدمات کے فیصدی محاصل ملک کے حساب پر دیجاتی تھی۔ جس کو رسوم فیصدی کہتے تھے۔ اور جن مقامات پر رسوم کا حساب فیصدی محاصل پر نہ تھا۔ وہان اسی رسوم کا نام رسوم بالمقطوع یا رسوم سربستہ تہا۔ رسوم کی دو قسمین ہین (الف) رسوم زمینداری۔ (ب) رسوم نیواری۔ رسوم زمینداری وہ رسوم ہے جو زمینداروں کو بمعاوضہ انتظام مالگزاری ملک ادا ہوتی تھی۔ اور رسوم نیواری وہ معاوضہ خدمت ہے جو قوم نیوار کو حفاظت جان و مال رعایا یعنی فرائض پولیس کے ادا کرنے کیلئے عطا ہوتا تہا۔

رسوم زمینداری کی تقسیم کا داخلہ اسناد سے ملتا ہے یعنی مجموعی رقم زراعت پر فیصدی ساڑھے سات روپئے آٹھ آنے اسکا نرخ تھا جنمین سے پانچروپیہ دیسمکہ کو دئے جاتے تھے اور دو روپیہ آٹھ آنے دیسپانڈیہ کو۔ ان دونون خدمتیون کے فرائض کی تعریف اسی فصل مین اُسکے

مقام پر آیندہ بیان کیجاے گی۔ اس موقع پر صرف اسقدر بیان کر دینا کافی خیال کیا جاتا ہے کہ یہ صیغہ مالگزاری کے افسر تھے، جیسے اسوقت تعلقہ داران اضلاع ہین۔

ہم نے رسوم کی بنیادی کیفیت کی جسقدر تحقیقات کی اس سے معلوم ہوا کہ رسوم زمینداری۔ اور ہنیواری دونون کا حساب درحقیقت فیصدی محاصل ملک ہی پر ہوتا تہا۔ جب خدمات مال و پولیس کا انتظام ضلعبندی کے بعد دوسرے طرز پر ہوا اور افسران مال اور پولیس بیش بہا تنخواہون کے ساتہ مقرر کئے گئے اور زمیندارون اور ہنیوارون کے لئے شرط خدمت باقی نرہی تو بعض اضلاع مین فیصدی کا عمل اسلئے مسدود ہوا کہ سلطنت سے اُن خدمتیان سابق کو اپنی موجودہ یافت پر قناعت کرنے کا حکم ہوا۔ اور درحقیقت یہ بھی اُنکے حق مین بہت بڑی رعایت تھی۔ جب محاصل ملک روز بروز ترقی پذیر ہوا اور رسوم کی مقدار وہی قائم رہی جو اُسوقت تھی تو اس کا نام رسوم بالمقطعہ رکھدیا گیا۔ لیکن بعض بعض اضلاع مین جہان زمیندارون کے خدمات مائۂ ماضیہ باعتبار آبادی ملک و تیاری ذرائع آبپاشی زیادہ قابل قدر قرار پائین وہان آجتک حساب فیصدی ہی کا عمل باقی رکھا گیا ہے۔ ہمارا یہ خیال ہے کہ سرسالار جنگ مختار الملک اعظم مدار المہام ریاست کی یہ دانشمندی تھی کہ جس حصۂ ملک مین افتادہ زمینات کی کثرت تھی وہان آپ نے رسوم زمیندارون کے فیصدی نرخ کو باوجود باقی نہ رہنے شرط خدمت کے اسلئے قائم رکھا کہ وہ اپنی ذاتی وجاہت اور تردد سے آبادی ملک مین سعی کرین اور درحقیقت اُنکی کوشش اس اُمید پر ہوتی رہی کہ اگر ملک کا محاصل ترقی پذیر ہوگا۔ تو اُنکے رسوم کی سالانہ مقدار بھی ترقی کرے گی۔ موئلف کو اپنی اس راے پر وثوق ہے کہ زمیندارون کا گروہ آج بھی اُن

مقامات پر نہایت غنیمت ہے جہان ہزارہا ایکڑ قابل الزراعت اراضیات افتادہ ہین۔ انکی دلچسپی فن فلاحت کے ساتہ انکا تردد انکا تجربہ قابل قدر ہے۔

نیواروں کا گروہ شرط خدمت کے باقی نہ رہنے کے بعد بحق ملک مفید ثابت نہ ہوا بلکہ اس خیال سے کہ فرائض کی ذمہ داری اُنکے ذمہ باقی نہین ہے۔ وہ لوٹ مار مین شریک نظر آئے اور اکثر وارداتون مین سزایاب ہوے۔ لہذا لائق وزیر نے رفتہ رفتہ اُنکی قوت کو توڑا۔ اور بتدریج اُنکے رسوم کو بند کرنے لگا۔ آج اس گروہ مین بہت کم افراد باقی ہین جو رسوم نیواری پاتے ہین۔ عطیہ رسوم کے متعلق صدہا اسناد ہم نے دیکھے اور بہت سے زمیندار ایسے ہین جنکے پاس اسناد نہین ہین۔ لیکن دفتری حسابات کے داخلے سے اُنکی اس معاش کی تصدیق برابر ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے آقاے نعمت نے قانون عطیات مین رسوم کی بحالی کو مشروط بہ وجود سند نہین رکہا ہے اور زمینداروں کے گروہ پر اُسکی توجہ خاص مبذول ہے کہ باوجود شرط خدمت باقی نہ رہنے کے اُن کو اُنکی اکثر معاشون سے کامیاب رکہا ہے۔

(۳) عطیات۔ معافی محصول یعنی نقدی کی قسم (ب)

معافی محصول کرور گیری کرور گیری اُس محصول کا نام ہے جو درآمد و برآمد مال کے وقت بطور عام فیصدی قیمت پر پانچ روپیہ کے حساب سے اور بعض اجناس پر باختلاف نرخ وصول کیا جاتا ہے اسکو اصطلاح ملک مین محصول صد و پنج بھی کہتے ہین جسکے مرادی معنی پنج برصد سمجھے جاتے ہین۔ یہ محصول بہت قدیم محصول ہے جسکا پتہ کہین کہین تاریخ سے بھی ملتا ہے عہد سلف

مین عافیت محمود خان نام ایک امیر تھے جنکے تفویض قریب قریب اسی قسم کے چند محصولات کا وصول تھا اور انھون نے (عافیت محمود باد) کے نام سے ایک مُہر بنا رکھی تھی جو وصول محصول کے بعد پارچہ پر شنجرف سے چسپان کیجاتی تھی اس مُہر اور اس طریقۂ عمل کا وجود ابتک باقی ہے اور پارچہ کے مسلے پہی مُہر تصفیۂ محصول کرورگیری کی علامت سمجھی جاتی ہے۔ بعض اہل تاریخ نے لکھا ہے کہ کرورون کی بنیاد شہنشاہ اکبر کے زمانہ سے پائی جاتی ہے۔ یعنی ایک کرور تنکہ کی محاصل جائداد انتظاماً ایک ایک ساہو یا امیر کے تفویض ہوتی تھی۔ اور اُس سے ختم سال پر حساب لیا جاتا تہا۔ ممکن ہے کہ اسی بنیاد پر اس محصول کا نام بھی کرورہ گیری ہوا ہو۔ مگر ہمارے ولی نعمت کے اقبال سے کرورگیری کا نام اُسکے حقیقی اور لفظی معنون مین صحیح قرار پاچکا ہے یعنی ملک کی آبادی اور تجارت کے فروغ کیوجہ سے اسکی آمدنی کی سالانہ مقدار قریب قریب کرور روپیہ کے پہونچ چکی ہے پس اسکو کرورگیری کہنا بالکل صحیح ہے۔ زبان عربی مین کُرور کے معنی آمد و شد کے ہین بدینوجہ کہ یہ محصول درآمد و برآمد کا ہے ممکن ہے کہ یہ بہی وجہ تسمیہ ہو۔ الحاصل بعض افراد کو اُنکے اعزاز کے لحاظ سے محصول کرورگیری کی ادائی سے معاف کیا گیا ہے۔ اور یہ درحقیقت ایک عطیۂ معافی محصول ہے۔

معافی کاہدانہ کاہدانہ کو غنیم کاہدانہ بہی کہتے ہین۔ مصنف خزانۂ عامرہ نے غنیم کو قوم بھونسلہ سے منسوب کیا ہے اور بہونسلہ کے نسبی سلسلہ کو راجہاے اودیپور تک پہونچایا ہے۔ راجاے اودیپور تمام راجپوتانہ کے سرتاج سمجہے جاتے ہین۔ جنکا لقب رانا ہے الحاصل اولاد رانا سے ایک نے اپنے بھائیون کی ناموافقت کی وجہ سے کشور دکن کا قصد کیا تھا جو غنیم کا مورث اعلے تھا۔ بھونسلہ پہلا شخص تہا جو ابراہیم عادل شاہ کی ملازمت مین پرگنہ پونہ وغیرہ کا زمیندار قرار

پایا تہا جسکے فرزند شیوا نے عادل شاہ کے مرض الموت مین تمردی کی اور خود مختارانہ قبض و تصرف اور لوٹ مار سے مشہور ہوا جسکو لوگ غنیم کہنے لگے۔ عربی زبان مین غنیم کے معنی لوٹنے والے اور غارتگر کے ہین۔ حضرت خلد مکان بادشاہ ہند نے اُسکی تمردی کو مختلف مقابلو نمین توڑا اور بالآخر بعفو جرائم اُسکے فرزند سنبہا کو منصب پنجہزاری سے سرفرازی بخشی لیکن تھوڑے ہی عرصہ مین وہ بادشاہی تعلق سے کنارہ کش ہو کر روپوش ہوا اور نواح دکن مین ہنگامہ پردازی کا عادی رہا۔ نواب آصف جاہ (غفرمآب) کے ساتہ بھی اسنے بہت کچہ شوخیان کین لیکن ہمیشہ اسکی سرکوبی ہوتی رہی۔ غنیم کی عادت تھی کہ چھوٹے درجہ کے زمینداروں اور جاگیرداروں سے اپنے سواروں کی سربراہی کے لئے رمنوں کی گھانس اور کھیتوں سی جینوں کا ایک حصہ لیا کرتا تہا اور اسوقت تک آمدنی ملک کی ایک مد غنیم کا ہدانہ کے نام سے خزانہ شاہی مین اُسکی یادگار ہے۔

ہمارے ولی نعمت کے عہد میمنت مہد نے غنیم کا ہدانہ کے محصول کو متعدد افراد کے لئے معاف کیا ہے۔ نواب سرسالارجنگ وزیراعظم دکن کی اکثر تحریرین ہمنے دیکہی اور پڑھی ہین جنمین غنیم کا ہدانہ کے الفاظ پر وہ دلچسپ فقرے اور عبرت خیز جملے لکہتے تہے اور بالآخر اسکو معاف کردیتے تھے۔ یہ بھی ایک قسم عطیۂ معافی محصولات کی ہے۔

معافی وضعات بالائی بعض معاشداروں کی معاش سے کسرات بالائی کی وضعات کا دستور تھا۔ بعض وہ حصہ وضع ہوتا تہا جو کہ تین پائی سے کم ہوتا تہا اور بعض سے آنون کی کسرات۔ مثلاً دو آنے سے کم مرادی وضع کرلی جاتی تھی۔ اور اس مد کی ایک معتدبہ آمدنی

داخل خزانۂ شاہی ہوا کرتی تھی۔ اسی عہد میمنت مہد مین اس وضعات کا عمل موقوف ہوا۔ نیز
بعض رقمین تحریر کے نام سے کاٹ لیجاتی تھین اور اُسی نام سے مدات آمدنی مین جمع کر لیجاتی
تھین۔ اس عمل کی موقوفی نے بھی اسی عہد مبارک مین معاشداروں کو نفع پہونچایا۔

(۴) نقدی کی قسم (ج) یعنی وہ عطایا جنکا بار رعایا پر تھا

چودہرات چودہرات۔ بقول صاحب فرہنگ آصفیہ زبان ہندی کا لفظ ہے۔ اسم مؤنث۔
چودہری کا حق یا فیس اور لفظ چودہری۔ اسم مذکر۔ ہم پیشہ لوگون کا سرگروہ۔ ہمنے اپنے عہد
شباب مین متعدد پیشہ ورون اور قومون کا ایک ایک چودہری دیکھا ہے۔ مثلاً بہوئیون کا
چودہری۔ حجامون کا چودہری۔ سُنارون کا چودہری۔ تنبولیون کا چودہری۔ ان چودہریون
نے افراد قوم اور پیشہ ورون پر اپنا اپنا حق مقرر کر رکھا تھا۔ اُنکے خانگی معاملات پر پنچایتین ہوا
کرتی تھین اور جرمانے کئے جاتے تھے۔ اور اُنکی پیشہ وری کی آمدنی کا حساب لیا جاتا تھا۔ اور
اسپر فیصدی حق یعنی چودہرات کی رقم محسوب ہوتی تھی۔ ایک عرصہ تک ہم اس چودہرات کو
ایک ناجائز عمل یا اُنکے اہل قوم کا خانگی دستور سمجھتے رہے۔ اتفاقاً صیغۂ عطیات سے ایک
مقدمہ تنبولیون کے چودہری کا ہمارے اجلاس پر پیش ہوا اور اُسکی تحقیقات ہونے لگی تو
اسوقت ہمکو معلوم ہوا کہ چودہری اور چودہرات بے بنیاد نہین ہے۔ اور اس خاص مقدمہ
کی تحقیقات مین یہ دلچسپ واقعہ ظاہر ہوا کہ تنبولیون کی چودہرات زمانۂ سلطنت مین صرف
اس شرط خدمت پر معطی لہ کو عطا ہوی تھی کہ وہ روزانہ محلات مبارک کے لئے پان کا بیڑا
داخل کیا کرے۔ جب اس مقدمہ کی مکمل روئداد سرکار کے ملاحظہ مین پیش ہوی تو مدار المہام قبل

نواب سر آسمانجاہ مغفور نے حکم فرمایا کہ ہمارے ولی نعمت کی متبرک حکومت کا زمانہ کسی ایسے
بار کا خواہان نہیں ہے اور محض اس شرط خدمت کے لحاظ سے پیشہ ورون کی گردن پر
چودہری صاحب اور اُنکی چودہرات کا بار نہیں قائم رکھا جاسکتا - لہذا چودہرات موقوف
کی جائے - اور چودہری صاحب کو اُنکی شرط خدمت کا معاوضہ نقدی خزانہ شاہی سے دیا جائے -

اسی ایک جشن ‌ید مقدمہ کو تمام چودہریون کی تاریخی مثال سمجھنا چاہیے - الغرض آج
اسی عہد مبارک کی بدولت کسی چودہری کا دباؤ رعایائے حیدرآباد پر نہیں ہے اور نہ کسی
چودہرات کے وصول کرلینے کا وہ مجاز ہے نہ کسی پچھلی سند پر وہ ایسا عمل کرسکتا ہے -

سلطنت نے سررشتۂ عطیات کے ذریعہ سے ان کی حقیتون کو جانچ کرا کے انکا تصفیہ کرڈالا -
اور رعایائے ملک کو انکے شکنجہ سے کامل نجات دے دی - اور جن چودہریون کی حقیت ثابت
ہوئی اُنکے ساتھ خزانۂ شاہی نے سلوک کیا -

رسوم سیٹی گری سیٹی - زبان ہندی کا لفظ ہے - سیٹہ یعنی تاجر و سوداگر و بیوپاری -
بقول صاحب فرہنگ آصفیہ - ایک عزت کا خطاب جو بنئے بقال کے حق مین بولا جاتا ہے -
دکن مین دُکاندار اور بیوپاری کو سیٹی کہتے ہین اور ساہوکار کو سیٹہ - پس رسوم سیٹی گری
وہ حق تہا جو ایک موضع مین کسی ایسے شخص کو دیا جاتا تہا جس سے بازارون کا انتظام متعلق
ہوتا تھا وہ اپنے وثیقہ کے مطابق ہر ایک دُکان سے اپنی رسوم وصول کرلیتا تہا - گویا
وہی اسکی معاش تھی - اسی عہد میمنت مہد نے سیٹیون کے سر سے اس بلا کو ٹالا ہے - اور ایسے
حقدارون کی کامل تحقیقات کرکے اُنکا تصفیہ کیا - آیندہ سے ہمارے ملک کی تجارت سے یہ

دیمک یک لخت رفع ہو چکی ہے ۔ جن حق دارون نے اپنی حقیت کو سندی وثیقہ سے ثابت کیا انکو خزانۂ شاہی سے مدد دی لیکن مٹھائی گر کی دُکان پر فاتحہ خیر کو کبھی جائز نہین رکھا ۔

حق کُل آچاری آچاری وہ لوگ ہین جن سے ہندو مذہب کے رسوم مذہبی متعلق ہین ۔ انکو اہل اسلام کے قاضیون اور مفتیون کا قائم مقام سمجھنا چاہیے ۔ سنسکرت مین خاندان اور قوم کو کُل کہتے ہین ۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ آچاریون کے خاندان کے لئے یا خاندانی آچاری کیلئے ایک ایسا حق عطا ہوا تھا ۔ کہ وہ بزرخ معینہ رعایائے ہنود سے اُنکی شادی اور غمی کے موقع پر یا تہوارون مین وصول کرلین ۔ جسکا نام حق کُل آچاری تہا ۔ مہاراجہ چندو لعل بہادر کی ایک مُہری سند ہمنے دیکھی ہے جو لنگسگور کے ایک شاستری کے نام تھی ۔ جسکا پروتا اس سے کام لینا چاہتا تہا ۔ ہمارے محترم مُلّا محمد عبد القیوم مغفور ڈپٹی کمشنر صیغۂ انعام کی مہربانی سے ہمکو اُس سند کے درشن کا اعزاز ملا ۔

آچاری صاحب کے جانشین نے اس سند کی بنیاد پر بہت کچھ ہاتھ پاؤن لگائے مگر روشن زمانہ کی برکت نے اسکا فیصلہ صرف انہین الفاظ مین کرادیا کہ رعایا خود اپنی رضامندی سے اپنے ایک مذہبی پیشوا کے ساتہ جو چاہے سلوک کرے لیکن حکومت وقت اسکے لئے رعایا کو مجبور نہین کرسکتی ۔ ہمکو خوب یاد ہے کہ ایک ایسے ہی شاستری صاحب کو جو سنسکرت کے عالم تھے ۔ جنکے پاس حق کُل آچاری کی سند تھی نواب سرآسمانجاہ مرحوم نے انکے تقدس اور قابلیت کے لحاظ سے وظیفہ مقرر فرما کر رعایا کو اس بار سے سبکدوش فرمایا ۔

تحریر ۔ تحریر بھی ایک معینہ رقم تھی جو عطیات سرکاری پر وصول کیجاتی تھی ۔ اور اس وصول کا

حق بذریعہ وثائق - افراد خاص کو عطا ہوا تھا - بعض تحریرات کو تحریر یک آنی کہتے تھے جو ایک روپیہ پر آنہ کے حساب سے لیجاتی تھی - اور دوسری تحریر کا نام تحریر پاؤتی تہا - اسی روشن زمانہ نے اس قسم کے وصولات کو بھی ناجائز قرار دیکر مٹا دیا - اب صرف دفاتر مال و دیوانی کی تحریرات باقی ہین جو دفترداری ریاست کے حقوق کے نام سے مشہور ہین -

سر جوال کی تعریف جوال زبان فارسی مین اناج کے بورے کو کہتے ہین - سر جوال - یعنی فی جوال - جیسے سر لصد یعنی فی صد - یہ ایک نقدی محصول تہا جو بورون کی تعداد پر دکانداروں سے وصول کیا جاتا تہا اور اسکے وصول کا حق قضاۃ اور شاستریون کو عطا ہوا تھا - یہ ایک قسم کی تہ بازاری تہی - جسکا اثر نرخ غلہ پر پڑتا تھا - ہماری رحمدل سرکار نے حق سر جوال سے تاجرون کو سبکدوش فرمایا - اور حق دارون کی تحقیقات کے بعد انکو اپنے شاہی خزانہ سے ایک نقدی معاش مقرر فرما دی جو اسی نام سے موسوم ہے -

سر دیہی کی تعریف معاش سر دیہی کی صرف ایک سند ہمنے دیکھی ہے - جو کسی قاضی صاحب کو عطا ہوئی تھی - جسکی رو سے انکو سالم پھگنے یعنی متعدد مواضع پر یہ حق دیا گیا تھا کہ ہر دیہہ یعنی ہر ایک موضع سے پچاس روپیہ سالانہ وصول کرلین - قاضی صاحب نے فرمایا کہ اب تو ہم اپنی معاش سر دیہی کو خزانۂ شاہی سے یکمشت نقد پاتے ہین - لیکن صاحب سند یعنی ہمارے مورث کو ہر ایک موضع کا دورہ کرنا پڑتا تہا اور رعایا کے مناقشات کا فیصلہ کرتے ہوے تمام رعایا سے مواضع سے سر دیہی کی رقم جمع کرنی پڑتی تھی - بعض افراد اسی رقم کی تکمیل کے لئے رومال دیدیتے تھے اور بعض پگڑی اور بعض غلہ اور بعض پیسے اور کوڑیان

غرض اس طریقہ سے وہ اپنی سر دیہی کی تکمیل فرمالیتے تھے اور اندازہ مقررہ سے مع شئے زائد انکو مل رہتا تہا جس گھر سے کچہ نہ ملا خواہ اسکو معاف فرما دیتے تھے یا اس پر احکام تعزیری جاری کردیتے تھے۔ اور قاضی جی کی دہاک اس موضع پر زمانہ حال کے مجسٹریٹ سے کچہ کم نہ تھی۔

خداوند کریم اس والی دولت کو جزائے خیر دسے جس نے سارا بار اپنے شاہی خزانہ پر اٹھا لیا۔ اور رعایا کی گردنون کو اس بوجھ سے ہلکا کیا۔

میراث داری کی تعریف ناظرین کتاب نے میراث داری کی حقیقت کو تعریف معاش دسبند کے ضمن مین غالباً ملاحظہ فرمایا ہوگا جسکو ہم تفصیل کے ساتہ بیان کر آئے ہین حاصل یہ ہے کہ آج کسی کاشتکار پر معاش میراث داری یا غلہ دسبند کی ادائی کا بار باقی نہین ہے۔ خزانہ شاہی خود اسکی ادائی کا ذمہ دار ہے۔

مہرانہ کی تعریف مہرانہ اس حق کا نام تہا جو قضاۃ کو موضع بموضع اور دیہہ بدیہہ عطا فرمایا گیا تہا یعنی جب وہ کسی دستاویز پر اپنی مہر بطور تصدیق ثبت فرماتے تھے تو مہرانہ کے نام سے ایک رقم معین معاقدین معاملہ سے وصول کرلیتے تھے۔ آج باوجودیکہ تصدیق دستاویزات کا تعلق سررشتہ رجسٹری سے ہے اور قاضی صاحب کو تصدیق کی تکلیف نہین فرمانی پڑتی۔ مگر مہرانہ کے نام سے ایک معاش انکو شاہی خزانہ سے مل رہی ہے جو اسی حق قدیم کا معاوضہ ہے۔ ہم خیال کرتے ہین کہ ہمارے رحمدل فرمانروا کا حسن سلوک اپنی آپ مثال ہے۔

پٹیات کی تعریف ان آٹھ معاشون کے سوا جنکا بار تمام تر رعایا کی گردن پر تہا۔ جن کو ہمنے اسی باب مین مسلسل بیان کیا ہے اور بہت سے حقوق ایسے عطا ہوئے تھے جنکا اثر تمام تر

رعایا سے ملک پر پڑتا تہا جیسے مردہ پٹی۔ رنڈی پٹی وکیچن پٹی۔ شادی پٹی۔ ختنہ پٹی۔ سرپٹی۔
پہسکی پٹی۔ وغیرہ وغیرہ۔

جس گھر مین کوئی موت ہوئی تھی ایک خاص گروہ جو مردہ پٹی کے وصول کا حقدار تھا آدھمکتا
تہا۔ اگرچہ یہ عمل ایصال ثواب بروح مرحوم ہی کے لئے سمجہا جاتا تہا مگر ہر شخص خیال کرسکتا
ہے کہ مصیبت کیوقت ایک ٹکس کی ادائی ستم رسیدہ دل پر کیسی کچہ گران گزرتی ہوگی۔ اسیطرح
رنڈیون اور فاحشہ عورتون سے رقم معینہ وصول کرلینے کا حق کسی خاص فرقہ کو عطا ہوا تھا۔ علے
ہذا القیاس شادی اور ختنہ پٹی تھی۔ یہ حقوق اکثر بہاٹون اور گویون کو عطا ہوئے تھے۔ سرپٹی
کا حق جوشیون کو حاصل تہا۔ جسکے گھر بچہ پیدا ہوا ہو وہ اسکے لئے ایک غلط سلط زائچہ لکہہ دیتے
تھے اور اپنے حق مقررہ کو لئے بغیر ٹلتے نہ تھے۔ اور انکا دہاوا بعینہ ایسا ہی ہوتا تہا جیسا کہ بلدہ
مین ہیجڑون کی چڑہائی۔ یہی کیفیت پہسکی خوارون کی تھی وہ ہفتہ وار ہاٹ یا بازارون
مین دُکان دُکان مٹھی کے نام سے مٹھی بھر اجناس وصول کرتے پہرتے تھے۔

بظاہر حال اگرچہ یہ سب باتین معمولی معلوم ہوتی تھین اور سمجہا یہ جاتا تہا کہ رعایا خود اپنی خوشی
سے انکا حق انکو ادا کرتی ہے۔ لیکن بدینوجہ کہ یا بندون کے پاس حکام سلف کی سندین
موجود ہوتی تہین۔ دیہی منتظم انکی تعمیل کراتے تھے۔ انکی وجہ سے رعایا کا دم ناک مین تہا۔
ہمارے والی نعمت کے عہد مبارک کی برکت ہے کہ ان تمام ابواب کو ابواب ناجائز کے نام سے
یک لخت مٹا دیا گیا۔ اور صریحی قانون کی رُو سے کوئی ایسا حق کسی خاص شخص کے ہاتہ باقی
نہین رکھا گیا جسکی رُو سے وہ اسکے وصول کرنے پر رعایا کو مجبور کرسکے۔ اگر ہمکو اپنے زمانہ سلاطین سے

ہیں متعدد سفرون کا اتفاق نہ ہوتا اور ہر ایک چیز کی تاریخی حقیقت سے ہم آگاہ ہو کر ہدیۂ ناظرین نہ کرتے تو اُن برکات کی قدر و منزلت جو آجکل عامہ رعایا کو حاصل ہیں، نہ موجودہ نسلون کو معلوم ہوتی اور نہ آنے والی نسلون کے لئے تاریخی ذخیرہ مہیا رہتا۔

(ب) عطیات مشروط الخدمتہ اور غیر مشروط کی تعریف

(۱) عطیات مشروط الخدمت

مشروط الخدمتہ معابد کی تعریف عطیات مشروط سے بعض معاشین مشروط بخدمت معابد ہیں جیسے مسجد کی معاش مسلمانون کے لئے جنمین موذنی۔ پیش امامی۔ خطابت۔ تیل چراغی۔ جاروب کشی۔ قرآن خوانی یعنی تراویح اور افطاری۔ کی معاشین داخل ہیں۔ ان الفاظ سے ہر ایک لفظ کی تعریف کو ہمنے اسلئے ترک کر دیا ہے کہ عام و خاص ان الفاظ کے معنی سے بخوبی واقف ہیں۔ اور انکے حقیقی معنی سے خود اُنکی تعریفات کا پتہ چلتا ہے۔

ہندوؤں کے لئے دیول کی معاشین ہیں جنمین پوجا۔ اُچھاو۔ رتھہ کشی۔ داخل ہے۔

پوجا۔ زبان ہندی کا لفظ ہے۔ اسم مونث۔ بقول صاحب فرہنگ آصفیہ عبادت۔ پرستش۔ ارچن۔ نذر و نیاز۔ یہ درحقیقت تسلیم عبودیت کا ایک اشارہ ہے۔ اور اظہار خلوص و بندگی کا ایک اعلیٰ ذریعہ۔ عام لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ایک مصنوعی مورت کو پوجا جاتا ہے۔ لیکن درحقیقت یہ نہین ہے مصنوعی بُت دراصل ایک علامت اور نشان ہے اس بات کے لئے کہ انسان کا دل اور اسکی توجہ اپنے خالق حقیقی کیجانب رجوع ہو۔ ہر قوم و مذہب کے جہلا۔ اور عام لوگ چونکہ حقیقت سے ناآشنا اور بے خبر رہتے ہین لہذا اس مذہب کے پیشواؤن نے اُنکے

پریشان خیالات کو جمع کرکے ایک جانب متوجہ کرنے کیلئے اس مورت کو ایک ذریعہ اور اُس حقیقی مقصد کا ایک مجازی مظہر قرار دیا ہے جسطرح اہل اسلام خانہ کعبہ کا سجدہ کرتے ہین اور حجر الاسود کو چومتے ہین۔ اور اپنا دلی تعلق خالق بے نیاز کیجانب قائم رکھتے ہین اسی طرح مذہب ہنود کا مقصد پوجا سے حاصل ہوتا ہے۔ اس قوم کے شاستریون اور اہل تصوف سے ہمکو کئی بار اس خاص باب مین گفتگو کرنے کا اتفاق ہوا۔ اُنکے اصول و عقیقت یہی ہین جو بیان ہوئے۔

ہمارے بے تعصب فرمانروانے جو معاشین اپنی ہندو رعایا کے معابد کیلئے دے رکھی ہین وہ اسکی حکومت اعلیٰ کی شان اور خلوص نیت کی دلیل ہے۔ ان عطایا مین اسکا اعلیٰ مقصد یہ رہا ہے کہ اس ذریعہ سے مخلوق کی پرورش ہو۔ اور اس بہانہ سے وہ اپنی معیشت سے بےفکر ہو جائین اور اپنے مذہبی رسوم ادا کرین تاکہ اُنکی وفاداری مستحکم ہو۔ اور یہ مانی ہوی بات ہے کہ جس شخص کو اسکی مذہبی پابندی نہین ہے اُسکی راستی اور وفاداری پر کوئی بھروسہ نہین ہو سکتا۔

اسی طرح اُچھاؤ کی معاش ہے۔ اچھاو کی معاش بعض معابد کی معاش مین شامل بھی ہے اور بعض معاشین خاصکر اچھاو کے نام سے جداگانہ بھی عطا ہوی ہین۔ اس لفظ کی تعریف ہم معاش مشروطی کی قسم دوم مین بیان کرینگے۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

اسی طرح معاش رتھ کشی ہے۔ رتھ کی نسبت صاحب فرہنگ آصفیہ کا قول ہے کہ یہ زبان ہندی کا لفظ ہے۔ اُردو مین مذکر و مونث بولا جاتا ہے۔ یہ ایک قسم کی دیسی گاڑی کا نام ہے جسکے اوپر برجی سی بنی ہوتی ہے اور دیوتاؤن کی گاڑی ہے۔ ہماری تحقیق یہ ہے کہ یہ ایک منقولہ دیول ہے یعنی جس ترکیب اور صورت اور شان سے دیول تعمیر کیا جاتا ہے اسی

طرح اسی حلیہ کے ساتھ یہ گاڑی بنائی جاتی ہے۔ دوسرے اس گاڑی اور دیول مین کوئی فرق
محسوس نہین ہوتا جسطرح دیول۔ دیو یعنی دیوتا (خدا) کے مظہر کا مقام ہے اسی طرح یہ گاڑی اسی
کی سواری کا ذریعہ ہے۔ جاترا وُن اور تہوارون مین دیو کو اس گاڑی مین سوار کرتے ہین اور
اور پوجاری بھی اُسکی ہر جانب اپنے اپنے رتبہ کے مطابق اسمین بیٹھ جاتے ہین اور پھر اس
سنگین گاڑی کو مذہبی عوام الناس اس خیال سے کھینچتے ہین اور سڑکون پر چلاتے ہین کہ اس
طرز عمل سے اپنے معبود کی خدمت گزاری اور اطاعت کا ثبوت ہو۔ اور خود اُنکی ذات کو بھی اس
خدمت کا شرف حاصل ہو جسطرح ہم کسی تقریب خاص مین اپنے مالک مجازی اور آقائے نعمت
کی بگھی سے گھوڑے جدا کرکے خود اُس گاڑی کو اپنے ہاتھون سے کھینچکر منزل مقصود پر لیجاتے
ہین اور اسمین بلاشک اپنی عزت اور اُسکی بندگی کا اعتراف خیال کرتے ہین بعینہ اسی قسم
کا ایک مقصد رتھ کشی مین بھی ملحوظ ہے جو ہزار ہا سال سے چلا آتا ہے۔
جسطرح ہمارے مذہبی تبرک یعنی جُبّہ مقدس یا آثار شریف کو ہم سر پر لے چلتے ہین یا فرض کرو
کہ اس خیال سے کہ صرف ایک شخص کو اسکی عزت نہ ملے بلکہ اکثر افراد اس سعادت سے مشرف
ہون ہم اسکو کسی گاڑی پر رکھکر اسکو اپنے ہاتھون سے چلا دین۔ یا جیسا کہ مولا علی یا
خاتون جنت کا عَلم یعنی نشان مقدس منسوب بہ نشان بزرگان دین ایک ہاتھی پر سوار کیا
جاتا ہے اور ہزار ہا اہل اسلام اسکی جُھول تھامے ہوے یا اسکے جلو او ر اردلی مین محض حصول
ثواب کی غرض سے چلتے ہین یا کسی تعزیے کو عشرہ شریفہ مین مردون پر اُٹھاے ہوے چکر لگاتے
ہین۔ اُسی قسم کا ایک عمل رتھ کشی کا مذہب ہنود مین ہے۔

پس جس ولی نعمت کو ظل الہی کا خطاب ہے جسکو خداوند کریم نے مختلف مذاہب وملل کا حاکم بنایا ہے اسکا اپنی ہندو رعایا کی دلجوئی اور مذہبی عزت کیلئے ایسی معاشون کا عطا کرکھنا ہماری رائے میں لوازم و شان حکومت عام ہین داخل ہے اور اسکی بےنفسی اور بےتعصبی کی اعلی حجت اور دلیل ہے۔

مشروط بہ فاتحہ خوانی جو معاشین مشروط بشرط خدمت فاتحہ خوانی ہین وہ بھی ہندو اور مسلمان دونون کو عطا ہوئی ہین جیسے معاش عرس درگاہ۔ معاش دوازدہم شریف۔ دیازدہم شریف وعشرہ شریف۔ ومعاش عود وگل (مسلمانون کیلئے)۔ اور معاش جاترا۔ نی ویدہ۔ اُجھاد پوتی تھی۔ اگر بار (ہنود کے لئے)

معاش عرس درگاہ۔ سے خاص وعام واقف ہین کہ بزرگان دین کے مزارون پر اُن کے وصال کی تاریخ ہین عرس کیا جاتا ہے یا اُنکے صرف نام سے کسی مقام کو مخصوص کرکے اسکا عرس ہوتا ہے جیسے دکن ہین کوہ مولا علی کرم اللہ وجہہ کا عرس۔

اسی طرح دوازدہم شریف ماہ ربیع الاول ہے یعنی ہمارے پیمبر برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحلت اور وصال مبارک کے دن ہم مولود خوانی کا جلسہ کرتے ہین یا یازدہم شریف ماہ ربیع الثانی ہین ہم اپنے پیران پیر غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی فاتحہ خوانی کرتے ہین۔ یا عشرہ شریف ماہ محرم الحرام ہین اپنے پیمبر برحق علیہ السلام کے لخت جگر حسین علیہ السلام کی شہادت کی یادگار ہین مجالس عزا قائم کرتے ہین۔ تعزیے اُٹھاتے ہین اور اسکے ڈہانچ کو اپنے سرون پر اُٹھا کر سڑکون پر گشت لگاتے ہین اور پھر اسکو دفن کرتے ہین۔ اور سبیل پلاتے ہین۔

اور علی ہذا مزارات مقدسہ پر عود و گل چڑہاتے ہین یعنی عود جلاتے ہین اور پھولون کی چادرین مقدس قبرون پر اُڑہاتے ہین۔

انہین تمام مذہبی مراسم کے لیئے شاہان سلف نے کثیر المحاصل معاشین جاری کر رکھی ہین جن مین نقدیات بھی ہین اور جاگیرین اور انعامات بھی۔ اور ہر ایک معاش اسی نام سے موسوم ہے جن نامون کا ذکر ہمنے اوپر کیا۔ ہمارا والی ریاست معتقد فرمانروا۔ ان تمام معاشون کو نہ صرف جاری رکھا ہے بلکہ اُنکے شروط خدمت کی کامل نگرانی کا انتظام بھی فرمایا ہے۔ اور یہ نگرانی صرف اسی عہد مبارک کی بیداری کا نتیجہ ہے۔

اسی طرح اسکی ریاست ابد قرار سے دیگر مذاہب کیلئے بھی ایسی ہی معاشین نہایت سیرچشمی کے ساتہ عطا ہوی ہین۔ جیسے

جاترا کی معاش۔ جاترا زبان ہندی کا لفظ ہے۔ اسم مونث۔ سنسکرت مین اسکے معنی تیرتھ کو جانے۔ زیارت کا سفر کرنے۔ کے ہین۔ اور یہ ویسا ہی ہے جیسے مسلمانون مین حج بیت اللہ شریف اور زیارات خاص کے سفر ہین۔ ہمارا جانعالم فرمانروا سے محترم جہان اپنے قافلۂ حجاج کو سرکاری خرچ سے روانہ کرتا ہے وہان اپنی ہندو رعایا کو جاتراؤنکے مصارف کے لیئے معاشین بھی عطا کر رکھی ہین۔ مقامی عرسون کے مقابلہ مین مقامی جاتراؤن کے لیئے بھی بعض معاشین مقرر ہین۔ اوران مقامی میلون سے جو ہمارے حدود اراضی ملک مین قائم ہوتے ہین ملکی مصالح اور تجارتی مقصد کو بہت کچہ فائدہ پہونچتا ہے۔ صناعی۔ کاریگری۔ کی قدر ہوتی ہے جہان لاکہون نفوس کا مجمع ہوتا ہے وہان مقامی حکّام کو اپنے انتظامی مقاصد مین بڑی بڑی

کامیابیان ہوتی ہین۔ ہمنے اپنی ملازمت کے زمانہ مین ان مجمعون سے بڑے بڑے انتظامی مقاصد حاصل کئے ہین۔ اور دُور و دراز مقامات کے علما اور شاستریون اور پنڈتون سے ہمکو ملاقات اور تبدیل خیالات کا موقع ہاتھہ آیا ہے۔

ایک شاستری صاحب نے ہم سے کہا کہ جا بمعنی جانا۔ اور ترا بمعنی عاجزی ہے۔ یہ دونون زبان سنسکرت کے الفاظ ہین۔ جاترا سے وہ مجمع خاص مراد ہے جو کسی مہادیو کی دیول یا مہابیر کی پرستش گاہ پر روز معینہ مین جمع ہوتا ہے۔ ہم نہایت عاجزی کے ساتہ جاتے ہین۔ اور شریک ہوتے ہین۔ مذہب ہنود کا ہر ایک شخص اپنے گھر سے نہایت عاجزی و خلوص کے ساتہ نکلتا ہے۔ اور اپنے بال بچّون کے ساتہ اُس میدان یا مقام معینہ مین پہونچتا ہے۔ جہان اُتچاو ہوتا ہے۔ یعنی غربا کو کھانا کھلایا جاتا ہے۔ رتھہ کشی کی رسم ادا کیجاتی ہے۔ کتھا۔ گاتے ہین۔ جیسے مسلمان مولود پڑہتے ہین۔ کتھا مین کچہ نہین ہوتا سوا اسکے کہ تاریخی واقعات مذہبی۔ اور بزرگان قوم کے کارنامے۔ معبود کی تعریف اور تصوفی مضامین بیان ہوتے ہین۔ (الخ)۔

الغرض معاش مشروط بخدمت جاترا کی حقیقت صرف یہی ہے۔ جسکو ہمنے اجمالی طور پر بیان کیا۔

بعض جاتراؤن مین کسی خاص چشمہ مین نہانے کی پابندی قائم ہے۔ اور ہمکو جسقدر ایسے چشمون کے دیکھنے کا اتفاق ہوا معلوم ہوا کہ اُنکے پانی مین گندک یا اور کسی قسم کی دہاتون کا اثر تھا۔ جسکا حمّام مختلف امراض کیلئے نافع تسلیم کیا گیا ہے۔ اور جسطرح ہم اہل اسلام آب زمزم کے منقولی فضائل اور منافع کے قائل اور معتقد ہین اسیطرح ہنود ان چشمون کی نسبت

خاص عقیدہ رکھتے ہین ۔

خلاصہ یہ ہے کہ حکومت وقت کا ایسے کامون مین اپنی عزیز رعایا کی امداد کا خیال ہر طبقہ ۔ اور ہر ملت و مذہب کے لحاظ سے رکھنا قابل تعریف ہے ۔ اور عالیشان مصالح پر مبنی ۔ اور خدا کا شکر ہے کہ ہمارا والی ریاست اس بارہ مین اپنے مماثل روسا کیلئے ضرب المثل ہے یعنی ہم نے بارہا اخبارات مین یہ مضامین پڑہے ہین کہ فلان ریاست مین جسکا والی قوم ہنود سے ہے مسلمانون کے ساتھ اس درجہ مین مساوی برتاو نہین ہوتا جسطرح حیدرآباد کا محبوب رئیس اپنی ہندو رعایا کے ساتھ انکے رنج و راحت کا شریک اور انکی قدر و منزلت اور امداد اور مذہبی معاملات مین بے تعصب اور بے نفس ہے ۔ (ع) اللہ اسے رکھے ہمدرد رعایا ہے ۔

نی وید کی معاش ۔ اسی طرح عطایا بشرط بخدمت سے (نی وید) کی عطا ہے جو مذہب ہنود سے مخصوص ہے ۔ یہ الفاظ بھی زبان سنسکرت کے ہین ۔ نی وید کے معنی غربا اور مساکین کو روٹی دینے اور کھانا کھلانے کے ہین اور نی وید نیاز اور فاتحہ کے مماثل ہے جو معاشین اس نام سے عطا ہوی ہین یعنی بشرط نی وید دی گئی ہین ۔ انمین یہی ہوتا ہے کہ مخصوص اور متبرک تہوارون مین ہزار ہا برہمنون کو صاحب معاش کیجانب سے دعوت دیجاتی ہے اور روٹی تقسیم ہوتی ہے ۔ غلہ خشک دیا جاتا ہے ۔ پورن پوریان ۔ کچوریان ۔ سب کچھ اسکی بدولت انکو نصیب ہوتی ہین ۔ ہمنے (نی وید) کا اصلی لطف ہمناباد کی جاترا مین مانک پربھو کے پاس دیکھا جنکے جانشین حال ایک روشن خیال اور ذی علم بزرگ ہین نہایت خوش سلیقگی کے ساتھ اس تقریب کو سر انجام دیتے ہین ۔ ایک دن صرف روٹی کی تقسیم اور دوسرے دن غلہ نمبرا

کرتے ہین پھر تیسرے دن نقدی خیرات تقسیم ہوتی ہے۔ چوتھے روز دستر خوانی دعوت ہوتی ہے۔ سب سے آخر یعنی پانچوین دن کپڑے کی خیرات کا نمبر آتا ہے۔ دور دست مقامات سے غربا سفر کرکے شریک ہوتے ہین۔ اور اپنے سفر خرچ کے علاوہ۔ مہاراج کے سلوک سے بہت کچھ لیجاتے ہین جس اعلی پیمانہ پر اُنکا سلوک ہے اسکے لحاظ سے عام جاہل لوگ یہی خیال کرتے ہین کہ وہ کیمیا گر ہین۔ مگر اُنھون نے خود ہم سے کہا کہ یہ سب صدقہ اسی ریاست ابدقرار کا ہے۔ صرف میری سعی اور سلیقہ سے اسکی رونق ہے اور بس۔

کہان ہین وہ دعوے داران ہمدردی کیا وہ میسور یا بڑودہ یا کاشمیر یا راجپوتانہ کے کسی مقام پر ایسی کوئی مثال دکھلا سکتے ہین کہ مسلمانون کے مذہبی کامون مین ایسی سرچشمی کا برتاو ہوتا ہو جیسے ہماری پیاری ریاست مین ہنود کیلئے۔ جاننے والے خوب جانتے ہین کہ ہماری ریاست ابدقرار مین ہندو مسلمانون کے شیر و شکر رہنے کا اصلی راز صرف یہی نہ اوسیہ جس سے بیرونی لوگ کبھی واقف نہین ہوسکتے۔ اور اس راز کی کنجی صرف والی ریاست کی ذات خاص اور اُسکے اعلی خیالات ہین جسکو خداوند کریم ابدالآباد قائم رکھے اور یہی دعا ہمارے ملک کے کل اقوام اور مذاہب کی ہے۔ آمین۔

اُچھاؤ۔ اب ہم معزز ناظرین کو سالش مشروط بحضرت اُچھاؤ کی سیر کراتے ہین اور اس تاریخی کتاب مین اپنی واقعہ نگاری کی یادگار چھوڑ جاتے ہین۔ اُچھاو۔ زبان سنسکرت کا لفظ ہے۔ اسکا لفظی ترجمہ میلہ جسمین بی وید بھی شامل ہے اور کتھا بھی اور پوجا بھی ہوتی ہے۔ جسطرح مرشدان و پیشروان اسلام کا عرس کیا جاتا ہے اسی طرح مہاجیران اور دیوالان

کا اُچھاؤ۔ رام نومی وغیرہ ایام تہوار مین قائم کیا جاتا ہے۔ اور خاص خاص معاشین اس نام
سے مشروط ہین۔ اسمین بہت بڑی تعریف اس دعوت عام کی ہے جو بلا لحاظ قوم و مذہب
کرتے ہین۔ جو کوئی غریب وارد ہوتا ہے وہ محظوظ جاتا ہے۔ ہمنے رام نومی مین ایک اُچھاؤ
کا لطف سداسیو پیٹھ کے ایک مٹھ مین اُٹھایا ہے جہان ہمکو بحیثیت تعلقہ داری جانے کا اتفاق
ہوا تھا۔ قوم لنگایت کے اکثر افراد اسکے منتظم تھے۔ انکی بےنفسی اور بےتعصبی کی تعریف ہم جسقدر
کرین وہ کم ہے۔ یہی ایک مجمع تھا جسکو ہمنے اپنی عمر مین دیکھا۔ جہان ہر قوم و مذہب کے غربا
دوش بدوش دعوت مین شریک تھے۔ یہ عجیب سُہانا مجمع تھا۔ ایک خاص بازار بھی ہماری کوشش
سے قائم ہوا تھا۔ شب مین روشنی کا انتظام ہوا۔ کھیل تماشے ہوے۔ بھاگوت کا ناچ بھی ہوتا
رہا۔ کتھے کا مجمع بھی بطور مجلس وعظ ایک جانب جما ہوا تھا۔ غرض جس جس شخص کو جس جس حصہ
سے دلچسپی تھی وہ اسمین شریک تھا۔ اور تمام مجمع کی مہمانی منتظمین کے ذمے تھی۔ جو کمال سادگی
سے اسکو سرانجام دیتے تھے۔ فرق البھڑ کی کا نام و نشان نہ تھا۔ صرف روٹی اور پکی ہوئی دال سے
مدارات کیجاتی تھی۔ ختم میلہ پر ہمنے مصارف کا اندازہ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ پانچہزار روپیہ سے
کم نہ تھا۔ اور جب اسکے مداخل کے ذرائع ہمنے دریافت کئے تو ہمارے دوست (پٹھہ دیوڑو) نے
(یہ اس تقریب کے اعلی منتظم تھے) کمال شکر گزاری سے کہا کہ اسکے لئے متعدد اضلاع مین زمینات
انعامی مقرر ہین جنکا غلہ اور محاصل جمع ہوتا رہتا ہے اور نذر و نیاز کا روپیہ بھی جو ہمارے
سفرون مین جمع ہوتا ہے اسی مین شریک کیا جاتا ہے غرض جسقدر برکت اور روشنی نظر آتی ہے
"اسی چراغ کی ہے جو دارالسلطنت مین روشن ہے جسکے لئے ہم نندا دیپ کی پوجا کرتے ہین۔"

نند ادیب کی پوجا سے اُنھون نے کنایہ اور استعارہ کا مضمون بیان کیا تہا جسکی حقیقت اسی باب مین ہدیۂ ناظرین ہو گی اُنکا اشارہ رئیس ریاست کی نسبت تہا جسکو چراغ سے تعبیر فرمایا۔

پونی تتھی کی معاش - زبان سنسکرت مین پونی کے معنی ثواب کے ہین۔ اور تتھی کا ترجمہ تاریخ - یہ پونی تتھی سے تاریخ ثواب یا ایصال ثواب مراد ہے - یہ تقریب گویا عرس کی تقریب ہے یعنی بزرگان مذہب کے یوم الموت مین پونی تتھی کیجاتی ہے - اور اسکے لئے بھی اس ریاست ابد قرار سے معاشین عطا ہوی ہین - گویا یہ اصول والی ریاست کا زبان حال ہے کہ جہان اسکی مسلمان رعایا بزرگان دین کا عرس کرتی ہے وہان اسکی ہندو رعایا بھی اپنے مہابیرون کی پونی تتھی سے محروم نہ رہے -

اگر ہار کی معاش - اس معاش کا اجمالی تذکرہ غالبًا ہمنے فصل اوّل مین کسی موقع پر کیا ہے اور معزز ناظرین سے وعدہ کر آئے ہین کہ اسکی حقیقت کو اسکے مقام پر بیان کرینگے۔ الحمد للہ وہ مقام آگیا جسطرح ہماری اسلامی درگاہون کے لئے عود و گل کی معاشین مقرر ہین اسیطرح بزرگان ہنود کے سمادون کے لئے اگر ہار کی معاش مقرر ہے جسکو ہماری سرکار نے عطا کر رکھا ہے اگر - اور ہار - دونون ہندی زبان کے الفاظ ہین جو سنسکرت سے لئے گئے ہین (اگر) وہی چیز ہے جسکو اُردو مین بلا تشدید کاف فارسی (اگر) کہتے ہین - ایک خوشبودار درخت کا نام جسکی لکڑی جلانے سے صندل کی سی خوشبو دیتی ہے اور یہ دکن کے پہاڑون مین اکثر ہوتا ہے عربی مین بقول صاحب فرہنگ آصفیہ اسی کو عود کہتے ہین -

ہار - بقول صاحب فرہنگ مذکور زبان ہندی مین - اسم مذکر - پھولون یا موتیون کا مالا - اکبر بادشاہ

اور نیز محمد شاہ بادشاہ نے اسکا نام پہل ہال رکھا تھا کیونکہ اُنھون نے ہار کے لفظ کو بلحاظ معنی شکست شگون بد خیال کیا تھا۔ مگر اس نام نے رواج نہ پایا۔ (الخ) حاصل یہ ہے کہ جو معاشین ہنود کو اس غرض سے دی گئی ہین۔ کہ اُنکے محاصل سے دیو لون اور سمادون مین اگر جلایا جاے اور پہول کے ہار چڑہاے جائین۔ اُنکا نام معاش اگر ہار ہے۔ تلنگون نے بطور علامت عَلَم لفظ (مو) اسپر بڑہا کر اسی کو (اگر ہار مو) کہا ہے۔ اور یہ عطیہ بالکل مقابل ہے معاش عود وگل کا جو مسلمانون کیلئے عطا ہوی ہے۔ جو معاش سالم موضع کی حیثیت سے عطا ہوی ہے۔ اسکو موضع اگر ہار کہتے ہین اور قطعات اراضی کے لئے انعام اگر ہار۔ اسے۔ جے ڈنلاپ سی آئی ئی معتمد مالگزاری نے اڈمنسٹریشن رپورٹ ۱۳۰۳ فصلی مین اگر ہار کی تعریف اسطرح پر بیان کی ہے کہ یہ وہ زمینات ہین جو صرف برہمنون کے قبضہ مین ہین اور جو دیول وغیرہ کی مدد کے لئے دی گئی ہین اُنکا پن دوامی طور پر مقرر ہے (انتہی) ہم اس تعریف سے اختلاف کرتے ہین اسلئے کہ معاش اگر ہار صرف زمینات سے مخصوص نہین ہے بلکہ مواضع اگر ہار بہی ہین جو بعض اعتبارات سے مماثل جاگیر سمجہے جاتے ہین اور بہت سے اگر ہارون پر پن کا تقرر نہین ہے بعض اگر ہارات پر خال خال حقوق انتفاعی سرکار کا قرار داد صرف اسوجہ سے ہوا ہے کہ اُن کی حقیت کامل طور پر ثابت نہین ہوی اور ضبطی محض پر ایک ہلکی سی رقم کے تقرر کو ترجیح دیگئی۔ جو کسی طرح پن کی تعریف مین داخل نہین ہوسکتی ہے۔ البتہ اسکو بعض اعتبارات سے مماثل پن کہہ سکتے ہین۔

معاش مشروط بہ عبادات کی تعریف	عطیات مشروط الخدمت سی بعض عطایا مشروط الخدمت

عبادات بھی پائے گئے ہین جنھین سے مسلمانون کے لئے معاش ختم خوانی۔ معاش اعتکاف۔ اور معاش چلہ۔ اور ہنود کے لئے۔ معاش اگنی ہوتر۔ نندادیپ۔ اور اسار ہی ہے۔

ختم خوانی کی معاش ختم خواجگان سے متعلق ہے جو رئیس کی سلامتی کے لئے مخصوص مقامات پر روزانہ پڑہا جاتا تھا۔ اور اعتکاف ماہ رمضان کے آخر عشرہ مین مساجد مین کیا جاتا ہے۔ اور چلہ کشی ایک ریاضت ہے جو چالیس دن تک ترک حیوانات کے ذریعہ سے کیجاتی ہے۔ صاحب فرہنگ آصفیہ نے ختم کے معنی فاتحہ قل اور نذر و نیاز کے لکھے ہین اور حقیقت یہ ہے کہ قل ہو خواہ اور کوئی اجازتی دعا۔ اسکو چند اشخاص روزانہ۔ تعداد معین مین پڑھتے ہین۔ توران مین لفظ خواجہ۔ سادات کا لقب ہے اور ہندوستان مین وہ شخص جسکی مان سیدانی اور باپ شیخ ہو۔ ممکن ہے کہ اسکے پڑہنے والون کے لئے سادات سے ہونا شرط ہو۔ یا خواجگان چشت کا اجازتی عمل ہو۔ بہرحال اسکا شمار عبادات اور عملیات رحمانی مین ہے جو حل مشکلات کے لئے پُرتاثیر سمجھے جاتے ہین۔

اسی طرح اعتکاف کی نسبت صاحب امیر اللغات کا قول ہے کہ عبادات کے لئے مسجد مین گوشہ نشین ہونے کو اعتکاف کہتے ہین۔ بیشتر ماہ رمضان مین معتکف ہو کر مشغول بعبادت رہتے ہین۔ اور حوائج ضروری کے سوا باہر نہین نکلتے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ اعتکاف مسجد مین بیٹھنا سنت موکدہ ہے۔ بشرطیکہ بیٹھنے والا مسلمان اور عاقل رہے۔ اور اعتکاف کی نیت شرط ہے۔ اگر نذر کا اعتکاف ہے تو فرض اعتکاف کی نیت کرنا چاہئے۔ نماز کے ارکان مین جسقدر آرام لیتے ہین اس سے زیادہ مسجد مین ٹھہرنا چاہئے۔ صرف مسجد سے

گزرنا کافی نہین ہے۔ اگر کوئی شخص اعتکاف کی نیت کرنے کے بعد ایک لحظہ بھی مسجد مین بیٹھا تو اسکی نیت پوری ہو چکی لیکن ایک سالم دن کے لئے مسجد مین بیٹھنا مستحب ہے۔ اگر اعتکاف کی نیت کے وقت مدتِ اعتکاف کی بھی نیت کر لیجائے تو اس عرصہ مین قضاءِ حاجت کے لئے باہر نکلنا جائز ہے۔ اسکے سوا اگر کسی اور ضرورت کیلئے مسجد سے باہر نکلنا پڑا تو پھر مسجد مین داخل ہونے کے وقت تازہ نیت کرنا چاہئے۔ (الخ) دینیات یعنی فقہ کی کتابون مین اعتکاف کے تفصیلی احکام موجود ہین ۔

چلّہ کشی ۔ کی نسبت صاحب فرہنگ آصفیہ فرماتے ہین کہ چل مخفف چہل سے یہ لفظ بنا ہے چلّا بمعنی چالیس دن کا عرصہ ۔ چالیس دن کی گوشہ نشینی اور وظیفہ خوانی ۔ جو حصول مطلب کے لئے کی جاتی ہے۔ (انتہی) ۔

غرض یہ ایک روحانی عمل ہے اور اجازت سے کیا جاتا ہے۔ بعض چلّون مین ترکِ حیوانات کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور روزانہ شب مین غسل کرکے قواعد معینہ کے مطابق بعض عملیات پڑھے جاتے ہین ۔

اسی طرح عبادات ہنود سے ایک بہت مقدس عبادت اگنی ہوتر کی ہے جسکے متعلق شاستریون کا قول ہے کہ یہ ۔ مرکب ہے الفاظ اگنی اور ہوتر سے ۔ اگنی بمعنی آتش ۔ اور ہوتر ۔ دوہوتر کا مخفف ۔ دوہوتر کے معنی زن و شوہر کے ہین ۔ اگنی ہوتر وہ عمل ہے جو زن و شوہر دونون ملکر آگ روشن کرتے ہین جسکو وہ دائمًا روشن رکھتے ہین ۔ یہ گویا ایک قسم کا معاہدہ اور قسم ہے دونون کی پاکدامنی اور وفاداری پر اس پوجا کی داستان نہایت دلچسپ ہے ۔ برہمنون کا

یہ عقیدہ ہے کہ اگنی ہوتر کی بنیاد کے لئے زن وشوہر لکڑی کے دو ٹکڑون سے چقماق جھاڑتے
ہین تاآنکہ خود اُن سے آگ پیدا ہو پھر اس آگ کو ہمیشہ روشن رکھنے کے تدابیر کام مین لاتے
ہین۔ اس عبادت کے لئے زن ومرد کا بالغ رہنا شرط ہے۔ اگر ان دونون لکڑیون سے آگ
نہ جھڑی تو دونون عامل کی گناہ گاری کی علامت ہے پھر توبہ کرتے ہین اور آیندہ کے لئے
مناہی سے پرہیز کرتے ہین۔ الغرض ان دونون میان بی بی سے جو کوئی مرجاے اسکی لاش
جلانے کیلئے اسی اگنی ہوتری آتش سے ایندھن سلگایا جاتا ہے۔ بیوہ کو نہ اگنی ہوتر جاری ہے
اور نہ کوئی بیوہ اس پوجا کی بنیاد قائم کرسکتی ہے۔ برخلاف اسکے رنڈوا مرد اگنی ہوتر کی
پوجا جاری رکھ سکتا ہے۔ بشرطیکہ اسکا ارادہ دوسرے عقد کا ہو۔ ماں کے مرنے کے بعد اسکا
بالغ اور کدخدا فرزند اگنی ہوتر کو قائم رکھ سکتا ہے۔

حاصل یہ ہے کہ اگنی ہوتر کی پوجا ایک بہترین عبادت ہے جسکا مجاز شخص مکلف ہے اور
جو معاشین اسی عمل کے لئے دی گئی ہین اُنکا نام معاش اگنی ہوتر ہے۔

نندا دیپ بھی اسی قسم کی ایک پوجا ہے۔ زبان سنسکرت مین نند مخفف ہے انند کا اور
انند کے معنی ہمیشہ اور خوشحال کے ہین۔ اور دیپ مخفف ہے دیپم کا جس سے چراغ مراد ہے
پس نندادیپ کا لفظی ترجمہ (دوامی چراغ) ہے اس پوجا مین شرط ہے کہ روغن زرد کے
ذریعہ سے چراغ ہمیشہ روشن رکھا جاے۔ اور کسی وقت بجھنے نہ پاے۔ جس شخص کے ایصال ثواب
یا سلامتی کے لئے یہ چراغ دیول مین روشن کیا جاتا ہے۔ سمجھا جاتا ہے کہ وہ اس چراغ کے روشن
رہنے تک نہین مرتا۔ اور اسکی بلائین ہمیشہ اسی چراغ مین جلتی رہتی ہین بعض معاشین اس کام

کے لئے ہی عطا ہوی ہین ۔

اساڑہی۔ اساڑہ ایک مہینہ کا نام ہے۔ بقول صاحب امیر اللغات فصلی سنہ کے حساب سے دسوان مہینہ اور سمبت کے حساب سے چوتھا۔ اور برسات کا پہلا مہینا۔ جون اور جولائی کے قریب قریب ہوتا ہے۔ (الخ) اس مہینہ کی پونم یعنی شب ماہ مین بروے عقائد ہنود عبادات کا بہت بڑا ثواب ملتا ہے۔ اور اس عبادت کے لئے۔ سلاطین سلف نے بعض معاشین عطا کر رکھی ہین جو اساڑہی سے موسوم ہین۔

معزز ناظرین نے ہمارے اسقدر بیان سے سمجھہ لیا ہوگا کہ سلطنت آصفیہ اگرچہ مسلمانون کی ریاست ہے لیکن اسکو اپنی ہندو رعایا کا کسقدر خیال اور کیسی پرداخت ہے۔ اہل اسلام کے عبادات کیلئے جسقدر اسکی امداد ہے اسی کے ساتہ مذہب ہنود کے عبادات کا اسکو کس قدر خیال ہے۔ ان اقسام عطیات سے جو خاصکر اس باب مین بیان ہوے ہین ہم نے مسلمانون کی معاش کی تعداد اور مقدار بہ نسبت معاش ہاے ہنود کے بہت کم پائی ختم خوانی اور اعتکاف اور چلہ کشی کی معاشین صرف خال خال ہین۔ برخلاف اسکے اگنی ہوتر۔ نندادیپ اور اساڑہی کی معاشین کثرت سے جاری ہین۔ شہنشاہ اکبر کی دل جوئی کی دہوم تو صرف سوتک کی رسم سے ساری دنیا مین مچ گئی جسمین صرف ڈاڑہیون کی قربانی ہوی جسکو گھر کی کھیتی کہتے ہین یعنی آج ڈاڑہیون کا صفایا ہوا تو پھر کل کچہ دنون مین وہ بڑہ چلین۔ لیکن اس اندربٹہ یعنی اندرونی سلوک کو کون جانتا ہے۔ جو معیشت کا اصل اصول ہے۔ ہمارا تو حتمی دعویٰ ہے کہ ہندوستان کی کل دیسی ریاستون سے ایک ریاست

بھی سلطنت آصفیہ کے ساتہ اس خاص صفت بے تعصبی مین ہمقدم نہ ہوسکے گی۔ یہی وجہ ہے کہ اسکے بے نفس اور رحمدل رئیس پر جسطرح اُسکی مسلمان رعایا فدا ہین اسی طرح اسکی ہندو رعایا بھی جان نثار ہین۔ یہ صفت اس خاندان مین سلف سے چلی آئی ہے اور یہ پرداخت صرف لفظون مین نہین ہے بلکہ اُسکی مادی شہادت سررشتۂ عطیات کی سیر کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ کون اس سے انکار کرسکتا ہے۔ کہ ہمارے ملک کے ہندو۔ مسلمانون کے ساتہ ہمدردی اور دلجوئی نہین کرتے۔ بلکہ اسلامی پیشواؤن کی نذر ونیاز کی تقاریب اور عشرۂ شریف مین عزاداری یہ سب امرائے ہنود کے گھرون مین جاری ہین۔ جاترا دن مین مسلمانان ریاست برابر ہندوون کا ساتہ دیتے ہین جسطرح ہمارا مالک اسلامی تقاریب مین نذرین اور پیشکشین قبول کرکے مسلمانون کو عزت بخشتا ہے اسی طرح اپنی ہندو رعایا کی مذہبی تقاریب مین بھی اُنکی نذرین اور تحفے قبول فرماتا ہے۔

مسلمانون کی مشروطی معاشون کی نگرانی اوائے شرط خدمت کی نسبت صدرالصدور ریاست سے متعلق ہے۔ تو ہنود کی مشروطی عطایا کی نگرانی راجہ شیوراج دہرم ونت بہادر کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔

کسی نووارد سجادہ نشین درگاہ کی مہمانی مین کوتاہی نہین ہوتی تو ساتہ ہی کسی سیّاح مہاتما اور مہابیر کی خدمت اور امداد سے بھی کنارہ کشی نہین کیجاتی۔

ریاست کے خطاب یافتہ امرا اور جاگیردار جب کسی شاہی دربار مین جمع ہوتے ہین تو ہندو مسلمان ایسے نظر آتے ہین جیسے کھچڑی مین دال اور چاول۔ اور اُنکے باہمی تعلقات ایسے

سے ملے جلے ہوتے ہین جیسے دودھ مین شکر۔

مہاراجہ چندو لعل اور راجہ نانک بخش وغیرہ کی حکومت کی وجہ سے تو شاہان آصفیہ کے گزشتہ کارنامون مین بے تعصبی کی یادگار قائم ہی ہے لیکن ہمارے والی ریاست کے عہد فرمانفرمائی مین کیا مہاراجہ بہادر یمین السلطنۃ کی وزارت اعظم کی مثال ہمارے دعوی کے لئے مادّی شہادت کا حکم نہین رکھتی۔ سچ یہ ہے کہ جب تک تاریخی اوراق ہر ایک امر مین سلف کا مقابلہ سلف کے ساتھ اور عہود موجودہ کا مقابلہ باہم نہ کر دکھلائین اُسوقت تک نعمت حقیقی کی منزلت عامہ خلائق کی نگاہون مین جو دوردست مقامات پر رہنے والے ہین ہرگز نہین ہوسکتی

حیدرآباد کے چار صوبون مین ایک کا گورنر مسلمان ہے تو دوسرے کا گورنر ہندو۔ اور باقی دو کے گورنر بھی غیر مسلمان سے ہین۔ اسی طرح معتمد مال کرسچین ہے تو معتمد عدالت مسلمان اور معتمد پولیٹیکل پارسی۔ تعلقہ داران اضلاع مین ہندو اور مسلمان دونون تعلقہ داراں دوش بدوش ہین۔ ہائی کورٹ کے نظمار مین ہندو اور مسلمان دونون کا جوڑ لگا ہوا ہے۔ نظمار صوبہ کی بھی یہی کیفیت ہے۔ ججان و مددگاران عدالت اور مجسٹریٹون مین یہی نسبت ہے۔ دو معین المہام مسلمان ہین تو ایک کرسچین اور اُنپر وزیر اعظم ہندو۔

معزز ناظرین ہم کو معاف فرمائین کہ اصلی سڑک سے ہم کسی اور طرف نکل چلے۔ اس کتاب کے باقیماندہ حصہ مین ہمکو اور بہت کچھ کہنا ہے۔ لہذا اب ہم اس باب کو دعاے ترقی عمر و اقبال والی دولت پر ختم کرتے ہین۔

معاش مشروط بہ لنگر و خانقاہ کی تعریف　چوتھی قسم عطاے مشروط بخدمت کی لنگرخانہ کی

عطا ہے جس سے وہ عطا مقصود ہے جو ہمیشہ روزمرّہ فقرا کو کھانا کھلانے کیلئے دی گئی ہے۔
لنگر بقول صاحب فرہنگ آصفیہ زبان فارسی کا لفظ ہے۔ اسم مذکر۔ بمعنی سدابرت۔ محتاج خانہ خیرات خانہ۔ خانقاہ۔ صاحب غیاث اللغات فرماتے ہین کہ لنگر طعامے است کہ بفقرا و مساکین دہند و جائے کہ طعام بفقرا دادہ شود۔ و بقول صاحب بہار عجم جائے کہ ہر روز ازآنجا طعام بمردم برسد ازین است کہ خانقاہ را نیز لنگر گویند۔ چنانکہ خانقاہ شیخ جام و لنگر شاہ قاسم انوار درخراسان شہرت دارد۔ (الخ)۔ اس قسم کی معاشون کی بابت جسقدر اسناد ہماری نظر سے گزرے ہین اُن سب مین عطیہ خانقاہی کے الفاظ تھے اور شرط خدمت مین اس بات کی صراحت تھی کہ فقرا و مساکین اور صادر و وارد کو روٹی دینے کے لئے یہ معاش عطا ہوی ہے۔ بعض اسناد مین خانقاہ و سبیل کے الفاظ بھی پائے گئے جسکے معنی روٹی دینا اور پانی پلانے کے ہین۔ اس قسم عطیات سے مسلمانون کے نام بہت کم معاشین عطا ہوی ہین اور ہنود کے نام بہت زیادہ۔ خاصکر خدمت مٹھ اور سدابرت کے نام سے اکثر معاشین ہین جو راجہ چندو لعل پیشکار کے زمانہ حکومت مین جاری کرائی گئی ہین۔ عالمگیر کی ایک سند معاش خانقاہی کے متعلق ہمنے دیکھی جسمین کچھ تذکرہ تربیت و تعلیم کا بھی تھا یعنی معلوم ایسا ہوتا تھا کہ وہ معاش اس غرض خاص سے عطا ہوی تھی کہ غربا اور مساکین کو تعلیم و تدریس سے بھی مدد دیجائے۔ اور انکی خوراک کا بھی بندوبست ہو۔ گویا یہ معاش انتظام بورڈنگ کی معاش تھی۔ زمانہ سلف مین خانقاہون مین غریب طالب العلم کثرت سے جمع ہوتے تھے جن کو تعلیم بھی دیجاتی تھی اور روٹی بھی۔

الغرض اس قسم معاش کے متعلق ہمارا یہ خیال ہے کہ جس سند مین معاش خانقاہی کا ذکر ہے۔ وہ بورڈنگ سے مخصوص ہے اور جن معاشون مین مٹھ اور سدابرت کے الفاظ ہین وہ صرف لنگر کی معاشین ہین جو غربا و مساکین وصادر و وارد کی مہمانی کیلئے عطا ہوی ہین۔

ہمارے مہمان نواز ولی نعمت نے خاصکر ان معاشون کی اداے شرط خدمت کی نگرانی کا خاص انتظام فرمایا ہے۔ حکام مقامی شرط خدمت کی نگرانی کرتے ہین۔ یہ عطیہ عظمی اُن خاص مصارف کے سواہے جو اسی عہد میمنت مہد مین صیغۂ تعلیمات کیلئے خزانۂ شاہی سے مقرر ہے۔ جسکا انتظام اعلئے پیمانہ پر جاری ہے۔

اسکے علاوہ اُسکی غربا پرور ذات ستودہ صفات خود اپنے محلسراے شاہی مین لاکہون غربا کو روٹی کہلاتی ہے اور بعض خاص خاص مقامات اور درگاہون مین غربا کی جدا دعوت کیجاتی ہے۔ ہمیشہ دیگین گرم رہتی ہین۔ وہ بنفس نفیس مسکین مہمانون کے دسترخوان پر چکر لگاتا ہے اور علاوہ کھانا کھلانے کے محتاجون کے ساتہ رخصت کے وقت نقدی سلوک بہی کرتا ہے۔ مساجد مین جدا دیگین بہیجی جاتی ہین۔ عرسون مین شاہی مہمانی کا جدا انتظام ہے۔ اور یہ سلوک کچہ مسلمان غربا ہی کے ساتہ مخصوص نہین ہے بلکہ ہزارہا برہمنون کو سیدھا دیا جاتا ہے اور نقدی سے مدارات ہوتی ہے۔ الغرض غرباے ملک کیلئے ہر قسم کی نعمت اسکے خوان یغما پر وقف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر فرد رعیت کی زبان پر اپنے ولی نعمت کا شکریہ جاری رہتا ہے۔

ورشاسن۔ اکثر ہنود کو ایک خاص قسم کی معاش بنام ورشاسن بہی عطا ہوی ہے اور

ہمارا قطعی خیال ہے کہ یہ معاش بھی از قسم معاش خانقاہ و لنگر ہے اسلئے کہ ورشاسن کا لفظ مرکب ہے لفظ (ورشم) اور لفظ (سن) سے۔ ورشم تلنگی زبان مین بمعنی سال اور سن بمعنی غذا۔ پس ورشاسن کا ترجمہ (سال بھر کی غذا) ہے اسکے لفظی معنی معاش سالانہ کے مرادف ہین جسکی تعریف گزر چکی ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ مسلمانون کو جو معاشین سالانہ کے نام سے عطا ہوئی ہین وہی معاشین ہنود کو ورشاسن کے نام سے عطا ہوئین۔ لیکن اس معاش کے پانے والون کا طرز عمل اور شرط خدمت یہ پائی گئی کہ وہ اس معاش سے مسافرین کی روزانہ خبرگیری کرتے ہین۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس قسم عطا کو۔ عطاے سالانہ کے ذیل مین بیان کرنے سے بہتر خیال کیا کہ اسکا تذکرہ معاش لنگر کے ذیل مین کرین۔ معاش ورشاسن کے متعلق کوئی شاہی سند ہماری نظر سے نہین گزری۔ بلکہ صرف راجاؤن کے بعض اسناد ہمنے دیکھے۔ جن مین صرف ایک سند ایسی بھی تھی جسکی نسبت ہمارا خیال ہے کہ وہ پیشوا کی مہری تھی۔ معطیین سند جو کوئی بھی ہون لیکن ہمارا آ[illegible] داسے نعمت آصفیہ سلطانی پر عمل کرنے اور معطی کی عظمت و وقعت قائم رکھنے مین ذرا تامل نہین کرتا۔ ا[illegible] طرز عمل

(۵) رحمت او بہانہ می جوید ﷺ رحمت او بہانہ می جوید ﷺ کا مصداق ہے۔

عطایائے متعلقہ خدمات انتظامی کی تعریف

عطیات مشروطی کی پانچوین قسم متعلق بہ خدمات انتظامی ہے۔ یعنی سلطنت آصفیہ مین اکثر معاشداران مشروط الخدمتہ ایسے بھی ہین جن کو زمانۂ سلف مین انتظامی خدمتین تفویض تھین۔ اور عطایائے شاہی انہین خدمتون کا معاوضہ سمجھا جاتا تھا۔ آج پابندگان معاش کی نسلون مین نہ اُس دل و دماغ کے لوگ باقی [illegible]

جو موجودہ خدمات انتظامی کو سنبھال سکیں۔ اور نہ طرز انتظام ایسا رہا جو اُن لکیر کے فقیروں سے اس زمانہ کا کام چل سکے۔ لہذا ہمارے رحمدل فرمانروا نے اپنے خزانہ شاہی کے صرفہ سے ہر ایک صیغہ کا انتظام لائق اور فائق افراد کے ذریعہ سے مکمل کر دیا۔ اور اُن معاشداروں کی معاشوں کو بھی بحال خود قائم رکھا۔ انصاف اسکا متقاضی تھا کہ شرط خدمت باقی نہ رہنے پر شرط بھی باقی نہ رہے مگر ہمارے آقائے نعمت کے الطاف اور کرم کا یہی تقاضا تھا کہ معاشداروں کے مورثین اعلیٰ کی اعلیٰ خدمات کے لحاظ سے اُنکی نسلوں کو محتاج نہونے دے۔ اُنہیں خدمات متذکرہ بالا سے خدمت تھا۔

قضا و افتا رہے جسکی سندی معاشیں قاضیوں اور مفتیوں کو برابر مل رہی ہیں مگر موجودہ قاضی جی اور مفتی صاحب اس دل و دماغ کے نہیں ہیں جیسے اون کے اسلاف تھے یعنی اُنکے مورثین اعلیٰ نے فصل خصومات کی تمام مقدمتین اور حدود شرعی کا نفاذ اپنی قابلیت کی وجہ سے مدت العمر کیا ہے۔ فی زمانہ ہر ایک صوبہ اور ضلع اور تعلقہ پر نظار اور مددگاران اور منصفین۔ دیوانی اور فوجداری اقتدارات کے ساتھ مقرر ہیں۔ جو احکام شرعی کے سوا قانونی لیاقتوں سے بھی ممتاز ہیں۔ اور ہندو دہرم شاستر سے بھی واقف۔

قاضی جی کو اب صرف عقد خوانی کی خدمت باقی رہ گئی ہے اور با وجود یکہ رسوم نکاح خوانی کی بھلا لگانہ آمدنی علاوہ معاش بالسے قدیم اُنکو ملتی ہے لیکن وہ اپنی موجودہ خدمت کو بھی اچھی طرح پر نہیں ادا کر سکتے۔ شاذ و نادر بعض افراد ایسے ہیں جو صرف نکاح خوانی کے فرائض خوبی کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ اسی طرح قدیم الایام سے۔

فوجی خدمات کے لئے بہت سی معاشین جاری تھین اور انہین موجودہ افراد کے مورثین اعلےٰ نے جان نثاری مین کوئی کسر نہین اٹھا رکھی تھی۔ وہ فنون سپاہ گری مین طاق اور شہرہ آفاق تھے لیکن اسوقت انکی نسلین اس قابل نہ رہین کہ اس زمانہ مین فوجی ذمہ داریون کی متحمل ہون اور قواعد فوجی سے واقف ہوکر کام کرین لہذا ہمارے ولی نعمت نے باقاعدہ ضرورتون کیلئے قواعد دان فوج جرّار کو مقرر کیا اور اُنکی تنخواہون کا بار خزانۂ شاہی سے گوارا فرمایا۔ لیکن اُن قدیم معاشدارون کو بھی اُنکی معاشون سے محروم نہین کیا۔ بلکہ فوج بے قاعدہ کے نام سے ایک خاص صیغہ قائم کرکے اُنکو اس صیغہ سے متعلق فرمایا اور جو شخص جس صلاحیت اور جس حوصلہ کا ہے اُسکے لئے اُسی کے مناسب کام تجویز فرمایا۔ باوجود اسکے صدہا بلکہ ہزارہا افراد برائے نام ایسے ملازم فوج ہین جو گھر بیٹھے اپنی معاش پاتے ہین۔ اور سال مین ایک بار لنگر شاہی کی نوکری مین مُنہ دکھاتے ہین۔

اسی طرح زمانۂ سلف مین طبّی خدمات کے لئے بھی اکثر معاشین مقرر تھین۔ یا بندگان معاش تو مسلم الثبوت طبیب تھے مگر حاضران حال کو صرف جنگل کی جڑی اور بوٹیون کے نام یاد رہ گئے ہین۔ نہ اُنکے خواص سے آگاہ ہین اور نہ اُنکی صورت سے آشنا۔ نہ تشخیص مرض کرسکتے ہین اور نہ دفع مرض کے تدابیر سے واقف۔ ہم نے ضلع میدک کے دورہ مین بعض آبائی ویدون کو دیکھا جنکے نام انعامی زمینات کی آبائی معاش جاری تھی۔ وہ ہم سے اپنے آبا واجداد کے کارنامون کا تو بہت کچھ بیان کرتے رہے کہ فلان زمیندار کے مرض سرطان کا علاج اُنہون نے صرف ایک بوٹی کے ضماد سے کیا اور فلان مرض کے معالجہ مین وہ حاکم تھے

لیکن اپنے نسبت بجز اسکے اور کچھ نہ کہہ سکے کہ اب وید کی قدر و منزلت ڈاکٹرون کی وجہ سے مٹ چکی ہے۔ اس ہیچمدانی اور جہالت کی حالت مین بھی وہ کسی دیہاتی مریض کو تختۂ مشق بنانے کیلئے بدل و جان آمادہ تھے۔ مگر رعایا اُنکی قابلیت سے واقف اور اُنکے علاج سے محترز ہو چکی ہے۔

ہمارے فرمانروا نے ان نیم حکیمون پر اپنی عزیز رعایا کی جانون کو نہ چھوڑا بلکہ ہر ایک تعلقہ اور ضلع مین سند یافتہ اطبّا کو مقرر فرمایا۔ اور ہزار ہا روپیہ کا خرچ اُنکی تنخواہون اور قیمت ادویہ کے لئے منظور کیا اور ابنائے ملک سے بہت سے نونہالون کو یورپ کی تعلیم گاہون مین بھیجکر تعلیم دلوائی اور مناسب مناسب مقامات پر اُنکو متعین کیا اور ساتھ ہی خدمت گزاران سلف کی گمنام یادگارون کو اُنکی معاشون سے محروم نہین کیا۔ بلکہ اُنکے مورثین اعلےٰ کے حُسن خدمات کے صلہ مین آج تک اُنکی معاشین اُنکی اولاد پر بحال خود قائم اور برقرار ہین علےٰ ہٰذا القیاس۔

معاش **مدرسی** کی کیفیت ہے کہ بہت سے افراد اس معاش کے پانے والے جاہل محض ہین اور صرف اپنے بزرگون کے خدمات کے صلہ مین معاشین پا رہے ہین اور سررشتۂ تعلیم ملک کا سارا انتظام از سر نو خزانۂ شاہی کے صرفہ سے کیا گیا ہے۔ اسی طرح

واقعہ نگاری کی معاش بھی افراد سے چند کے نام جاری ہے جسکی ضرورت اس وقت مطلق باقی نہین رہی۔ اس زمانہ کے اعلےٰ واقعہ نگار۔ زمانۂ حال کے اخبارات ہین جنکے ذریعہ سے ہر واقعہ کی اطلاع فرمانروا تک پہونچ جاتی ہے۔ نگرانی اخبارات کا خاص دفتر

قائم ہے جسکے ذریعہ سے ملکی خبرون کا اقتباس وقت بوقت ملاحظۂ اقدس مین پیش ہوتا رہتا ہے لیکن ساتہ ہی واقعہ نگار بھی اپنی روزی پاتے ہین - اور ہاتہ پر ہاتہ دہرے بیٹھے ہین - ایک وہ زمانہ تہا جسمین واقعہ نگارون ہی پر انتظام ملک کا دارومدار تہا - عالمگیر کا پہلا کام دربار مین یہی ہوتا تہا کہ وقائع نگارون کی عرضداشتون کو پڑہکر اُن پر احکام صادر کرتا تہا - اور اکثر وقائع نگار بہی لاثانی افراد تہے - جنپر سلطنت کو ہر قسم کا بہروسہ رہتا تہا - اسی کے ساتہ واقعہ نگارون کی آدہگت بہی خوب ہوا کرتی تہی اور اُنکی مالداری بہی زبان زد عام تہی - بعض خداترس واقعہ نگارون کی سوانح عمری عبرت انگیز ہے جسکے آگے زمانۂ حال کی خفیہ پولیس کوئی حقیقت نہین رکہتی - بدینوجہ کہ اُس زمانہ مین خبرون کے وسائل اور ذرائع اسقدر وسیع نہ تہے جسقدر آجکل کے روشن زمانہ مین ہین یعنی ریل نہ تہی - تار نہ تہا - اخبار نہ تہے - اسلئے اس خاص مقصد کے لئے جو کچہ تہے وہ صرف وقائع نگار یا واقعہ نویس تہے اور بس -

زمانۂ حال مین دارالسلطنت اور اضلاع دونون پر خفیہ پولیس کا انتظام محض اسلئے ہے کہ عزیز رعایا کی کچی حالت سے فرمانروا کو وقت بوقت اطلاع ہوا کرے - ہماری راے مین اس انتظام کی سخت ضرورت تہی - الغرض وقایع نگار ان معاشدار کی تعداد فی زمانناً بہت کم ہے جنکو بلا اداے شرط خدمت معاش ملتی ہے اور دعاگوے ریاست کے طور پر اپنی زندگی بسر کرتے ہین - اسی طرح

جوسی گری کے نام سے بہت سے معاشدار ہین جو قریب قریب ہر ایک موضع مین رہا یا

کے لئے احکام نجوم سے کام لیتے ہین۔ اچھی بُری ساعتون سے اُنکو آگاہ کرتے ہین۔ اس گروہ مین بعض لوگ عامل بھی ہین۔ جنکا دعوے ہے کہ آنے والی آفتون کو کھیتون سے دفع کرسکتے ہین۔ ملک مرہٹواری مین انہین جوسیون پر ایک معاش (گار پگار) کے نام سے جاری ہے۔ اس معاشدار کا فریضہ خدمت صرف یہ ہے کہ جب اولے برسنے لگین تو وہ اُنکو کھیتون سے ٹالدین اور جنگل مین برسادین۔ مرہٹواری کی رعایا اولون کو گار کہتی ہے اور پگار کے معنی مرہٹی مین ذریعہ معیشت اور تنخواہ کے ہین۔ پس گار پگار کی معاش کے معنی اولون کی تنخواہ ہے۔ یعنی دفع ژالہ باری کی معاش۔ رعایا کے عقیدے مین اُنکا عمل موثر ہے اور اُنکے وجود کو کاشتکاران دکن ابر رحمت خیال کرتے ہین۔ اسی طرح

منی واری۔ کی معاش ہے۔ بعض لوگون کا یہ خیال ہے کہ منیواز ایک خاص قوم کا نام ہے لیکن ایک شاستری صاحب نے ہم سے کہا کہ منواری جانباری کا ترجمہ ہے۔ ہندی مین مَن کے معنی دل اور جان اور تن کے ہین۔ واری۔ وارنے کا حاصل بالمصدر۔ منواری کو غلطی سے عام لوگ منیواری کہنے لگے۔ غرض منیواری یا منواری کی معاش اُس خاص جماعت کو عطا ہوی تھی جس سے مواضعات کا کوتوالی انتظام متعلق تہا۔ جو حفظ جان و مال خلائق کی ذمہ دار تھی۔ اور ڈاکوون کے مقابلہ مین جانبازی کرتی تھی۔ اس معاش کے پانیوالے اب صرف خال خال افراد باقی رہگئے ہین۔ جنکا ذکر ہم رسوم منیواری کی تعریف مین بالاجمال کر آئے ہین۔ موجودہ منیوارون مین وہ صفات باقی نہین رہے جو اُنکے مورثین اعلے مین تھے۔ زمانہ سلف مین یہ ایک بے قاعدہ جماعت ہوگی جو بے قاعدگی کے زمانہ مین کامیاب بھی ہوگی

لیکن اب اس زمانہ مین اُنکی جانشین فرائض کو توالی کی ادائی کے لئے اہل نہ تھے۔ حفظ جان و مال خلائق کے لئے پولیس کا جو انتظام ہمارے فرمانروا نے فرمایا ہے وہ نہایت شایستہ انتظام ہے۔ یعنی مواضع اور قصبات مین جابجا تھانے مقرر ہین جنکو دار السلطنت مین نا کے کہتے ہین ہر ایک تھانہ پر جمعدار اور اُسکی ماتحتی مین دفعدار اور اُسکے ذیل مین متعدد کانسٹبل مقرر ہین۔ ہر ایک تعلقہ پر ایک عہدہ دار امین پولیس کے نام سے قائم ہے۔ اسی طرح ہر ایک ضلع پر ایک مہتمم کوتوالی۔ اوران سب کا حاکم ناظم کوتوالی کہلاتا ہے۔ اسی کے قریب قریب دار السلطنت کا انتظام ہے۔ جسکا افسر اعلے کوتوال بلدہ سے نامزد ہے۔ افسوس ہے کہ زمانہ حال کے بعض منی وار خود جرائم پیشہ نظر آتے ہین اور اکثر سنگین دار داتون مین سزایاب ہوتے رہتے ہین یہی وجہ ہے کہ سر سالار جنگ وزیر اعظم نے انکی اکثر معاشون کو مسدود فرما دیا۔ اور اکثر افراد انہین مین سے بمجبوری و مصالح انتظامی کو توالی کی ملازمت مین شریک کر لئے گئے اور بہت کم افراد ایسے ہین جو ملازمت کے قابل نہین ہین اور خانہ نشینی کے ساتھ اپنی آبائی معاش پاتے ہین۔ بعض منیوارون کے نام زمینات انعام بھی بحال اور برقرار ہین۔ بعض کاشتکاری کرتے ہین۔ الغرض موجودہ انتظام اور اسکی خوبی کا شہرہ ملکون پر ہو چکا ہے اور یہ اسی عہد میمنت عہد کا صدقہ ہے کہ حفظ امن کیلئے لاکھون روپیہ کا صرفہ خزانۂ شاہی سے منظور فرمایا گیا ہے۔

اس انتظام کا نام زمانۂ سلف مین انتظام کوتوالی تھا اور اب بھی یہ انتظام اسی نام سے مشہور ہے۔ بعض بعض مواضع پر ایک عہدہ کوتوال کا بھی قائم ہے جسکا حق خدمت یا توزمینی

انعام ہے یا نقدی ماہوار۔ لفظ کوتوال کے نسبت صاحبان لغت فارسی نے لکھا ہے کہ این مفرس لفظ ہندی است بمعنی صاحب قلعہ چہ دراصل کوتوال بود بتائے ثقیل ہندی۔

صاحب فرہنگ آصفیہ فرماتے ہین کہ یہ لفظ فارسی ہے۔ اسم مذکر۔ محافظ قلعہ وشہر۔ شب گرد۔ اس لفظ کی تحقیق مین اختلاف ہے۔ اکثر لوگ تو اس طرف ہین کہ یہ ہندی ہے۔ کوٹ بمعنی قلعہ اور وال بمعنی محافظ سے مرکب۔ یعنی محافظ قلعہ وحصار۔ بعض کی راے ہے کہ دراصل یہ لفظ کوتہ وال ہے۔ یعنی مالک کوتہ۔ کیونکہ کوتہ اُن بندوقون کو کہتے ہین جو سپاہی لوگ اکٹھی کر کے کوتوالی مین رکھہ دیتے ہین۔ غرض اسکے ہندی ہونے مین کلام نہین۔ اور یہین سے یہ لفظ فارس اور خراسان مین پہونچا۔ البتہ اسقدر محل تامل ہے کہ ہندی مین کوتوال مرکب ہوکر کسی ہندی کوش یا پرانی تصنیف مین نہین پایا گیا۔ ہان کوٹ علٰحدہ بولا جاتا ہے اور بکثرت استعمال مین آتا ہے۔ لفظ کوتوال کے اشعار فارسی کتابون مین برابر پائے جاتے ہین چنانچہ درویش دہکی ملا محمد ظہوری وغیرہ کے اشعار ہمارے روبرو ہین اسلئے اسکو مفرس خیال کرنا چاہئے۔

امبی کاری۔ کی معاش۔ یہ معاش اُن خدمتیان دیہی کو عطا ہوی ہے جنکو تقسیم آب تالاب کا کام تفویض ہے۔ زبان سنسکرت مین امب کے معنی پانی کے ہین۔ انہین خدمتیون کو ہمارے ملک کے حصۂ تلنگانہ مین نیرٹری کہتے ہین۔ زبان تلنگی مین نیرٹ بکسر نون وسکون جملہ حروف مابعد کا ترجمہ پانی ہے۔ لیکن مرہٹے اس معاش کو اوٹے گری کی معاش کہتے ہین۔ درحالیکہ اوٹے کے معنی باری کے ہین۔ بدینوجہ کہ ان معاشداروں کے حصہ دار ہر ایک موضع مین اپنا اپنا کام باری باری سے کرتے ہین۔ ممکن ہے کہ اسی وجہ سے اس معاش کو اسی نام

سے موسوم کیا ہو۔
اس قسم کی معاشین تلنگانہ مین اکثر پائی جاتی ہین اور تمام تر شرط خدمت سے مشروط ہین،
اسی طرح۔ ایک معاش
سب نویسی اور سمپرتی کے نام سے جاری ہے۔ سب نویسی کی معاش حصۂ ملک کرناٹک
مین ہے اور سمپرتی کی معاش حصۂ مرہٹواری مین۔ یہ دونون الفاظ مترادف ہین بمعنی
نائب کارکن یا نائب نویسندہ۔ سب انگریزی زبان کا لفظ ہے بمعنی نائب یا ماتحت۔ زمانہ
عمل کمشنری مین (نویسندہ) یعنی کارکن کے نائب کو سب نویس کہنے لگے اسی طرح سمپرتی
زبان سنسکرت مین اچھے لکھنے والے کو کہتے ہین یعنی لائق محرر۔
زمانۂ حال مین سب نویس کو عام لوگ شب نویس کہتے ہین اور بعض دفاتر مین یہی
الفاظ لکھے گئے ہین مگر انکی حقیقت وہی ہے جو اوپر بیان ہوی۔
سب نویس یا سمپرتی کی معاش اکثر زمینات انعام مین پائی گئی ہے۔ اور بعض ملازمین
تحصیلات کے نام اسوقت بھی جاری ہے۔ اگرچہ اسکی نوعیت اور وجہ عطا مشروط بخدمت
ہے لیکن بعض معاشدار بلا وجود خدمت بھی اسکو پاتے ہین۔ اسی طرح۔
میر بخشتری کی معاش بھی بعض گویون کے نام ابتک جاری ہے درحالیکہ وہ کبھی شرط
خدمت کے پابند نہین رہے ہین۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ زمانۂ سلف مین راجاؤن کے دربارون
مین قوالی کی خدمت انکے تفویض تھی۔ اور اسی شرط سے بعض استادان فن موسیقی کو یہ معاش
عطا ہوی تھی۔ اور بعض کی خدمت دیولون سے مخصوص تھی۔ جہان یہ بھجن گایا کرتے تھے

لیکن اسوقت اس معاش کا اجرا پابندگان اصلی کے خاندان مین ہے اور شرط خدمت معدوم
بعض افراد البتہ کسی جاترا یا میلہ مین یا کسی حاکم کے روبرو اپنا کمال دکھلاتے ہین اور شرط
خدمت کی داد دیتے ہین۔

زمینداری کی معاش۔ یہ معاش خدمتیان سررشتہ مالگزاری کو عطا ہوی ہے جن کے
ذمے بہت بڑی ذمہ داریان تھین۔ زمیندار کے عام معنی اگرچہ کسان۔ دہقان کھیتی باڑی
کرنے والے اور قابض اراضی کے ہین۔ لیکن دکن کی انعامی اصطلاح مین زمیندار صرف
دیسمکہ۔ سردیسمکہ۔ دیسپانڈیہ۔ سردیسپانڈیہ کو کہتے ہین۔ زبان ہندی مین دیس کے معنی
ملک۔ ولایت۔ صوبہ۔ ضلع۔ وطن۔ جاے ولادت۔ کے ہین۔ اسی کو سنسکرت مین استھان
کہتے ہین۔ صاحب فرہنگ آصفیہ نے اسکا ذکر کیا ہے۔ مُکھ بمعنی مُنہ۔ چہرہ۔ اور پانڈے۔
پنڈت کی تصغیر بمعنی عالم۔ فاضل۔ استاد معلم۔ پس جو شخص پرگنہ کا حاکم مال ہوتا تھا اُسکو
دیسمکہ کہتے تھے اور اُسکا افسر سردیسمکہ۔ اور اسی کے ساتھ جو شخص حساب کتاب پرگنہ کا ذمہ دار
تھا اسکا دیسپانڈیہ نام تھا۔ اور کئی دیسپانڈیون کا حاکم ایک سردیسپانڈیہ ہوتا تھا۔ اور
دیسمکہ کو دیسائی بھی کہتے تھے۔

زمانۂ حال مین ممالک محروسہ سرکار عالی کی تقسیم چار صوبون پر ہے۔ یعنی (۱) صوبۂ ورنگل (شرقی)
(۲) صوبۂ اورنگ آباد (غربی)۔ (۳) صوبۂ گلشن آباد میدک (شمالی)۔ (۴) صوبۂ گلبرگہ۔
(جنوبی) اسی کے مقابلہ مین زمانۂ سلف کی تقسیم متعدد سرکارون پر تھی۔ جیسے۔ سرکار ورنگل۔
سرکار [illegible] سرکار [illegible] سرکار دولت آباد۔

اِسوقت ہر ایک صوبہ کے ذیل میں متعدد اضلاع ہیں۔ اور ہر ایک ضلع کے تحت متعدد تعلقات اور ہر ایک تعلقہ متعدد مواضع اور قصبات پر شامل ہے۔
اُسوقت ہر ایک سرکار کے ذیل میں متعدد محالات تھے اور ہر ایک محال متعدد پرگنون پر شامل تھا اور ایک پرگنہ کے ذیل میں کئی کئی پٹیان اور ایک پٹی میں متعدد قصبے اور موضعے۔
فی الحال افسر مال صوبہ کا نام صوبہ دار ہے۔ اور سلف میں ایک سرکار اور محال کا منتظم مال سر دیسمکھ اور اُسکا محاسب اور دفتر دار سر دیسپانڈیہ ہوتا تھا۔
جس طرح آج ایک ضلع کا حاکم مال تعلقہ دار سے موسوم ہے اسی طرح زمانہ سلف میں ایک پرگنہ کا منتظم مال دیسمکھ اور حساب وکتاب کا ذمہ دار دیسپانڈیہ تھا۔
اسی طرح آج تعلقہ کا حاکم مال تحصیلدار ہے۔ اور اُس زمانہ کا حاکم پٹیابت۔ سر پٹیل اور اسکے حساب وکتاب کا ذمہ دار سر پٹواری تھا۔
موضع اور قصبہ کے مالی حاکم کو اِسوقت بھی پٹیل کہتے ہین اور اُسوقت بھی اسکا یہی نام تھا اور ذمہ دار حساب وکتاب موضع وقصبہ اب بھی پٹواری ہے اور تب بھی پٹواری تھا۔
انتظام حال مین کثرت کار کی وجہ ہے کہ فی موضع پٹیلون کے دو عہدے قرار پائے ہین (۱) پٹیل مال۔ (۲) پٹیل کوتوالی۔ زمانۂ سابق مین کوتوالی کا کام پٹیلون کے تفویض نہ تھا۔ بلکہ اسکے ذمہ دار تلیوار تھے جن کا بیان معاش تلیواری کے ضمن مین گزرچکا ہے۔
ان مدارج کے معلوم ہونے کے بعد یہ بات بآسانی سمجھہ مین آسکتی ہے کہ دیسمکھ دیسپانڈیون اور سر دیسمکھ سر دیسپانڈیون کی ذمہ داری کسقدر بھاری تھی۔ یہی لوگ انتظام مالگزاری اور

آبادی ملک کے اعلیٰ ذمہ دار تھے۔ اور معاش ہائے جاگیرات۔ گہرگانون۔ پالم پٹ۔ سیر ہایت۔ رسوم وغیرہ سے ممتاز تھے۔ اور موروثی معاشدار کہلاتے تھے۔ انکی بیش بہا معاشین جنکا اندازہ قلعہ داران و صوبہ داران حال کی ماہوارات سے بدرجہا زائد تہا بے معنی نہ تہین بلکہ نہایت معنی خیز تھین یعنی آبادی ملک مین یہ اپنا ذاتی سرمایہ صرف کرتے تھے اور بعض خاص قسم کے کامون مین خاص قسم کی معاشین بھی موجودہ معاش کے علاوہ انکو عطا ہوتی تہین۔ جہان کہین تالابون کی ضرورت سمجھتے تھے وہان لاکھون روپیہ کے صرف سے تالاب بنادیتے تھے۔ جہان قلعہ یا گڑہی کا بنانا ناگزیز ہوتا تہا وہان اسکی تعمیر کردیتے تھے۔ قحط سالی مین رعایا کی پرداخت انہین کا حق تہا۔ وہ کاشتکارون کو دور دراز مقامات سے لاکر آباد کرتے تھے۔ رعایا کو خود اپنی ذات سے تقاوی دیتے تھے۔ ان کوفن فلاحت کے ساتھ کامل دلچسپی تھی۔ حقائق کاشتکاری سے بھی بخوبی واقف تھے۔

جب پابندگان معاش زمینداری مر مٹ چلے اور انکی نسلون مین وہ صفات بتدریج کم ہونے لگے اور انتظامی اصول بھی بدل گئے تو ہمارے آقاے نعمت نے ضلع بندی کے بعد پیمایش اراضی اور تشخیص اراضی کے ذریعہ سے بندوبست فرمایا۔ ہر ایک زمانہ کی ضرورت کے لحاظ سے اُن افسرون کی ضرورت واقع ہوی جو علوم ضروریہ سے واقف ہون۔ سربستہ۔ یا گتہ کا انتظام غیر مرغوب اور غیر مفید ثابت ہوا۔ رعیت واری بندوبست کو کاشتکارون کے حق مین بہ نسبت بالمقطعہ انتظام کے ساتھ مفید سمجھا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ زمیندارون کی اولاد موجودہ ضروریات انتظامی کے لئے نااہل قرار پائی۔ اور خزانۂ شاہی کی نقد ماہوارات پر عہدہ دارون کا تقرر کیا گیا

لیکن انصاف پسند فرمانرواؤں نے زمینداروں کی اولاد پر موروثی معاشین باوجود شرط خدمت باقی نہ رہنے کے بحال و برقرار رکھین بعض زمیندار عطایا سیری پر قابض ہین بعض مقطعات پر۔ اور بعض جاگیرات پر۔ بعض رسوم پر۔ اور بعض کل اقسام مذکور پر۔ غرض جن جن افراد کی حقیت انکے وثائق سے جس جس درجہ مین ثابت ہوتی گئی اُسی قدر معاشین انکے نام بحال ہوتی گئین۔

اس کتاب کے گزشتہ حصہ مین ہمنے زمینداروں کا تذکرہ متعدد مقامات پر کیا ہے اور ہماری قطعی راے ہے کہ اسوقت بھی زمینداران دکن کا گروہ۔ آبادی ملک کیلئے نہایت کارآمد گروہ ہے بشرطیکہ انکے حوصلہ کے مطابق کام لیا جائے۔ اصول کاشتکاری سے یہ لوگ ہمارے حاکمان مال کے مقابلہ مین زیادہ واقف ہین۔ اور انکی تدابیر۔ آخرالذکر حاکمون کی تدابیر سے زیادہ موثر ثابت ہوتی ہین۔ اسوقت وہ اپنی معاشون کے سوا۔ بہت سی سرکاری زمینات کے کاشتکار ہین۔ اور اکثر معاملات مستاجری کے گتہ دار بنتے رہتے ہین۔ بہت سے زمیندار ایسے ہین کہ انکی معاش نقدی کی رقمین انکی خود کاشت اراضی کے رائگان مین مجرا ہوتی ہین۔ ہمارا یہ تجربہ ہے کہ اگر حاکم ضلع اسوقت بھی ان سے آبادی ملک مین مدد لینا چاہے اور انکے ساتھ عمدہ برتاؤ کرے تو یہ بحث انتظام مالگزاری بہت کچھ مفید ثابت ہوسکتے ہین۔

انکے دماغون مین حکومت کا اثر باقی ہے انکی منزلت رعایا کے دلون مین بہت کچھ ہے انکی محبت کاشتکارون کے ساتھ ابھی کسی قدر باقی ہے۔ اگر اس طبقہ کے افراد زیور علوم ضروریہ سے واقف ہوکر کسی ضلع یا تعلقہ کی حکومت پر منجانب سرکار مقرر ہون تو ملک کو انسے بیش بہا فائدہ حاصل ہوسکتا ہے۔

پٹی نرکھوڑہ کے ایک متوفی دیسمکہ نے اپنی پچھلی داستان ہمکو سنائی تھی۔ جو نہایت درد آمیز اور معنی خیز تھی ہمنے اسکو اختصار کے ساتھ منظوم کرلیا اور اسی مقام پر اسکو ہدیہ ناظرین کرتے ہین یہ داستان درحقیقت حکومت سابق کا مرثیہ ہے۔ اسکے اکثر مطالب بے اصل نہین ہے ہماری راے مین اسمین کسی قدر مبالغہ ضرور ہے لیکن ہم اسکو حلیۂ نظم پہناتے وقت یہ مناسب نہ سمجھے کہ دخل درمعقولات کرکے اسکو بے نمک کردین۔ یہ ایک ایسی کہانی ہے جسمین اصلیت کا بہت بڑا حصہ شامل ہے۔ اور جن جزئیات سے ہمکو خفیف سا اختلاف ہے۔ وہ صرف دو چیزین ہین۔ (۱) انکی فریاد کہ ہماری بعض زمینین ہمارے قبضہ مین نہین رہین۔ (۲) حاکمان زمانہ حال سے نوک جھوک۔ امر اوّل کی نسبت ہمارے خیال مین انکی ہوس نے اس شکایت پر انکو مجبور کیا ہے۔ جن اراضیات مقبوضہ پر انکا قبضہ بطور گتہ یا انتظام امانی تھا یا جنکے سندی و ثابق سے وہ اسکو ثابت نہ کرسکے انکی نسبت انکار و تاحصن فضول ہے وہ یہ نہین جانتے کہ آج بھی ان اراضی کے وہ خود کاشتکار ہین اور اسکے سوا انکی متعدد معاشین بلا شرط خدمت انکے نام بحال و برقرار ہین۔ امر دوم کی نسبت ہم ان پر زیادہ حرف نہین رکھتے اسلئے کہ حکومت کھویا ہوا شخص جس نئے حاکم کو راج کرتے ہوے دیکھتا ہے تو فطرت کا تقضا ہے کہ وہ دل مین پیچ و تاب کھاتا ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ ایک بے قانونی زمانہ مین سیاہ و سپید کے مالک اور کل پور کے مزے اڑائے ہوے ہین جوکہ قانونی عمل داری کو کٹھنہ کے پیٹ سے نہین دیکھ سکتے تحصیلداران حال پر انہون نے دل کا بخار نکالا ہے اسلئے کہ وہ ہمیشہ سرکاری نقصان کے مخالف اور حقوق سرکار کی حفاظت کرتے ہین۔ یہ بات نہایت

آسانی کے ساتھ ممکن تھی کہ ہم اس حصہ کو خارج کردیتے لیکن ہمنے دانستہ اسکو قائم رکھا ہے اور اپنے اس ریویو مین اسکی حقیقت کہول دی ہے تاکہ داستان کے مذاق مین ہماری اصلاح کی وجہ سے پہیکاپن پیدا نہ ہو۔

دلیسکھ کی داستان

مٹائی زمانے نے ثروت ہماری
عجب طرح سے آئی شامت ہماری
نہ باقی رہی کچھ حکومت ہماری
بنا کرتی ہے رات دن گت ہماری

اٹھو خواب غفلت سے او سونے والو
خبردار ہو سیے خبر کھونے والو

مٹے[1] پرگنے اور محالات اپنے
نہ باقی ہین ہم مین کمالات اپنے
کہین کیا کہ ابتر ہین حالات اپنے
ہوے منعکس سب خیالات اپنے

نہ گھر مین ہمارے ہین گھر گانون[2] باقی
فقط اُنکے دفتر مین ہین نانون باقی

زمینداروں کی مان پان[3] اب کہان ہے
زمین ہے نئی اور نیا آسمان ہے
نہ حقداریون[4] کا کہین کچھ نشان ہے
جدہر دیکہئے قحط کی داستان ہے

[1] ضلع بندی اور صوبہ داری انتظام کے بعد ظاہر ہے کہ پرگنہ وار اور محال وار انتظام باقی نہین رہا۔ [2] گھر گانون کی تعریف اس کتاب مین بیان ہوچکی ہے۔ [3] مان پان اصطلاح دکن مین عزت کو کہتے ہین۔ [4] حقداریون سے وہی حقوق ناجائز مراد ہین جنکا بیان اس کتاب مین گزرچکا ہے جنکو دکن مین حقداریان کہتے ہین۔ ۱۲

مگر یہ ہمارے مقدر کا بل ہے
پٹیل اور پٹواریون کا عمل ہے

طلایہ[۱] مین چھوڑا خور و خواب ہم نے
بنائے ہزارون ہی تالاب ہم نے
کیا مجرمون کو سزایاب ہم نے
زمین کو کیا جنسے سیراب ہم نے

ہم اک دھاک اپنی جمائے ہوئے تھے
رعایا کو شکمی[۲] بنائے ہوئے تھے

سوارون[۳] مین موقع جہان ہمنے پایا
سرون پر کیا اپنے چھپر[۴] کا سایا
وہین رہ کے جنگل مین منگل منایا
غرض لاکھ دقت سے موضع بسایا

جہان عرق ریزی سے کی آبیاری
وہین جم کے ہونے لگی کاشتکاری

کیے کھیت پر سیت سندی[۵] مقرر
شب و روز تھا منتی وارون[۷] کو چکر
خبر پائی ندکوریون[۶] سے برابر
تلاری[۸] طلایہ پہ جاتے تھے گھر گھر

بلوتہ[۹] دیا ہم نے بیگاریون[۱۰] کو
کیا ہمنے آسان دشواریون کو

---

۱ طلایہ۔ رات کی روند اور گشت مراد ہے۔ ۲ شکمی۔ اصطلاح دکن مین وہ انتظام ہے جو ایک زمیندار متعدد کاشتکارونکو اپنے ماتحت رکھکر کھیتی باڑی کرتا ہو اور سرکار مین خود ذمہ دار رہتا ہے۔ ۳ سوار کی تعریف بضمن تعریف معاش مقطعہ بیان ہوچکی ہے۔ ۴ چھپر اصطلاح دکن مین خس پوش مکان کا نام ہے۔ ۵ سیت سندی۔ ۶ ندکوری۔ ۸ تلاری۔ ۹ بلوتہ۔ ۱۰ بیگاری کی تعریفات بضمن تعریف (معاش خدمتیان دیہی) بیان ہوئی ہین۔ ۷ نیوار کی تعریف بضمن رسوم نیواری گزر چکی ہے۔

اسی شغل مین ہم نے کہوئی جوانی
جوانی کی کچھ قدر ہم نے نہ جانی

تلنگانے کی جابجا خاک چھانی
برستا تھا جب موسلا دہار پانی

حفاظت کو تالاب کی ہم کھڑے تھے
سرون پر ہمارے ہی اولے پڑے تھے

رعایا کی تفہیم کی ہم نے اُسدم
اجیرون کی تعلیم کی ہم نے اُسدم

دڑاڑونکی ترمیم کی ہم نے اُسدم
جواری کی تقسیم کی ہم نے اُسدم

اگر بھیگنا ہمکو کچھ بار ہوتا
تو گنڈی[1] سے تالاب بیکار ہوتا

محبت تھی اپنی رعیت سے ہمکو
مسرت تھی انکی زراعت سے ہمکو

فراغت تھی انکی فراغت سے ہمکو
عداوت تھی انکی فلاکت سے ہمکو

اُنہین کا تموّل تھا ثروت ہماری
اُنہین کی بدولت تھی دولت ہماری

کوئی چلدیا جب کہ نادار ہوکر
اسی دم چلے ہم خبردار ہوکر

تقاوی کے دینے کو تیار ہوکر
گلے پڑ گئے اسکے ہم یار ہوکر

گرو کر دیا اپنی جورو کا مالا
بہر حال ہم ہی نے اسکو سنبھالا

[1] گنڈی سے وہ مقام مراد ہے جہاں سے تالاب کا لگا ٹوٹا ہو۔ یہ کہنی اصطلاح ہے چونکہ دیہکی کی زبان حال ہے لہذا وہی لفظ مستعمل ہوا۔

ہمین سے خزائن کی تھی روبکاری — ہمارے ہی سر تھی وقائع نگاری
ہمین سے بڑھی رونق کاشتکاری — ہمین پر بقایا کی تھی ذمہ داری

پڑاوے[۱] کو ہم ہی نے آخر اٹھایا
کیا ہمنے کہٹ[۲] باقیون کا صفایا

کبھی جانچ کی فکر دل مین سمائی — جریب ایک بافسون کی ہمنے بنائی
کبھین ہمنے ناپا تو توفیر پائی — نہ نکلی کسی کھیت مین کچھ برائی

کبھین مجری پاکے ہم جا اڑے تھے
کبھین ہمکو لینے کے دینے پڑے تھے

کسی سال جب ہوگئی قحط سالی — ہوا پرگنہ اپنا غلہ سے خالی
رعیت کی تھی ہر طرف زار و نالی — خداوند عالم نے عزت بچالی

نصیحت بزرگون کی جب یاد آئی
تو دل کھول کر ہمنے دولت لٹائی

رعایا سے بہتون کو ہمنے سنبھالا — پٹیلون نے اپنا ذخیرہ نکالا
غریبون نے اجرت پہ پیٹ اپنا پالا — رئیس ریاست کا تہا بول بالا

۱؎ پڑاوا - اصطلاح زمینداران دکن مین افتادہ اور غیر مزروعہ اراضی کو کہتے ہین - پڑاوا اٹھانا غیر مزروعہ کو مزروعہ کرنا -

۲؎ کہٹ باقی اُس بقایا سے مالگذاری کا نام ہے جو سالہاے سال سے وصول نہ ہوا ہو - ۱۲

معافی پہ اسنے قناعت نہ کی تھی
مصیبت کے مارونکو روٹی بھی دی تھی

رعایا کو غلّہ دلایا ہمین سنے
تباہی سے اُن کو بچایا ہمین سنے
ضمانت سے ٹوٹا اُٹھایا ہمین سنے
کھلایا انہین اور نہ کھایا ہمین سنے

کسی رات راحت سے سونے نپائے
کسی روز مُنہ اپنا دھونے نپائے

نہ تھی اُس زمانے مین کچھ ریل جاری
برآمد[۲] کی روک ایک مشکل تھی بھاری
درآمد[۱] کی راہین تھین مسدود ساری
شب و روز ہمکو رہی بے قراری

لیٹرون کا سب خوف کھائے ہوئے تھی
ہمین سمجھے کہ ٹانڈا[۳] جمائے ہوئے تھی

نہ تھا کوئی دل جو پریشان نہین تھا
تجارت کو دردِ غریبان نہین تھا
ہمین تھامنا اُسکا آسان نہین تھا
مہیا ضرورت کا سامان نہین تھا

شب و روز بڑہتا رہا غم ہمارا
گرانی سے تھا ناک مین دم ہمارا

دیا ہمنے جب زرِ خسارہ بنا کر
مہاجن بگڑ کر چلے مُنہ بنا کر

[۱] درآمد اصطلاح ملک مین غلّہ وغیرہ کی آمدنی کو کہتے ہین۔ [۲] برآمد۔ غلّہ وغیرہ کی روانگی بیرون ملک۔ [۳] دکن مین ٹانڈا جمانا اس انتظام کو کہا جاتا ہے جو بنجارون کے ذریعہ سے غلّہ کی درآمد کیلئے کیا جائے۔ ۱۲

مگر اُنکے لُٹنے کے آثار پا کر ۔۔۔ کیا ہم نے ہموار سمجھا بُجھا کر

غریبوں کی خاطر دکان ہمنے کھولی
ترازو مین جنس عطا ہم نے تولی

سے چلے ہم تھے ساری رعیّت کو لیکر ۔۔۔ لگایا ہر اک گانون مین ہم نے چکّر
انی کٹ بنائے کئی ندّیون پر ۔۔۔ سُدھاری ہزارون ہی کُنٹون کی چادر

جواری کے بدلے بنے کام سارے
مصیبت کے دن ہمنے آخر گزارے

ہوی اپنی سرحد پہ جسدن چڑہائی ۔۔۔ ہمین نے وہان جان اپنی لڑائی
پُراوا[۵۱] بتانے کی نوبت جب آئی ۔۔۔ تو دی گانون پتر ک[۵۲] کی ہمنے دُہائی

اُدہر ڈول[۵۳] موضع کے پیش نظر تھے
اِدہر سنگ شاسن[۵۴] پہ شمس و قمر تھے

مداخل کی قلّت کو ہم جانچتے تھے ۔۔۔ مخارج کی کثرت کو ہم جانچتے تھے
خزانے کی حالت کو ہم جانچتے تھے ۔۔۔ مقامی ضرورت کو ہم جانچتے تھے

اُسی کام کا ہمنے بیڑا اُٹھایا
کہ جسکے ذریعہ سے کچھ ہاتھ آیا

[۵۱] پُراوا بتانا اصطلاح ملک مین ثبوت دینے کے معنی مین مستعمل ہے۔ [۵۲] گانون پترک وہ حسابی کاغذ ہے جسمین ہر اک گانون کی حدود اور حسابات متعلقہ لکھے ہوتے ہین۔ [۵۳] اسی طرح ڈول بھی ایک کاغذ حسابی کا نام ہے جو موضع کے متعلق ہوتا ہے۔ [۵۴] سنگ شاسن۔ حدود موضع کا سرحدی پتھر ہے جسپر چاند سورج کی مورت کندہ رہتی ہے۔ ۱۲

اگر ہم زمینون مین کھیتی نہ بوتے
تو تم خوانِ نعمت سے محروم ہوتے

اگر ہم تلا یہ مین راحت نہ کھوتے
توراحت سے تم ایک لحظہ نہ سوتے

چہ خوش گفت فرزانۂ نیک بختے
رعیت چو بیخست سلطان درختے

اگر ہم سلامت تو دنیا سلامت
نہ ہون ہم تو آجاے سر پر قیامت

زمیندار ہین مستحقِ رعایت
ہوی کاشتکاری کی جنسے بدایت

جو ذی ہوش ہین ہمکو پہچانتے ہین
زمیندار قدرِ زمین جانتے ہین

زمینداریان مٹ گئین جبکہ ساری
ہمارے لیے رہ گئی کاشتکاری

مسلّط ہوی ہم پہ تحصیل داری
اب آئی ہے اسکی حکومت کی باری

سلیقہ سے جمنے لگی میز و کرسی
زمینداروںکے حق مین ہے کس مپرسی

انھین لطفِ فنِ فلاحت کہان ہے
انھین اپنے دھندونسے مہلت کہان ہے

رعایا سے انکو محبت کہان ہے
لگاتار لکھنے سے فرصت کہان ہے

وہ کھیتون کی حالت سے نا آشنا ہین
طریقِ زراعت سے نا آشنا ہین

کبھی انکو رغبت نہین لاوٹنی سے
کرین جمع بندی کا دورہ خوشی سے

سلہ ۱۱۰۱ [illegible] ۱۲

سلہ [illegible] ۱۳۳۵ھ - ۱۸

ہمیشہ بگڑتے ہین نامِ کمی[1] سے
مخالف ہین دائم برآیندگی[2] سے

وہ کرتے ہین اسطرح سے موشگافی
کہ ہم مین سے کوئی نہ پائے معافی

اگر ہمنے سرکار سے کی شکایت
ملی ہمکو اسکے کرم سے حمایت

مقامی حکومت سے کرلی عداوت
تو پھر صادق آئی پُرانی کہاوت

مگر مجھ سے دعوی سمندر مین رہ کر
کسی اور دریا مین جینا ہے بہہ کر

حقیقت کا اظہار بیجا نہین ہے
بُرا ماننا اسکو اچھا نہین ہے

تلافی کا کھٹکا ہمین کیا نہین ہے
مگر خیرخواہان کو پروا نہین ہے

وہی دوست ہی جو کہے دل دکھا کر
مثل ہے کہ دشمن ڈبوئے ہنسا کر

زمیندار جیتے ہین اُنھین کے دم سے
دعائے دلی ہے زبانِ قلم سے

الہی ترے فضل سے اور کرم سے
ترقی اقبال و جاہ و حشم سے

رعایا کے سر پر رہے وہ سلامت
شجر اسکا پھولے پھلے تا قیامت

[1] کمی ایک مد کا نام ہے جسمین ناقابل وصول رقمین محسوب ہوتی ہین - ۱۲

[2] برآیندگی مطالبۂ مالگزاری کو دوسری قسط پر برآیندہ کرنے کو کہتے ہین - ۱۲

فلک کو ہے جب تک شب و روز چکر شجر پر ہون جب تک کہ خوشونکے جھومر	اُگین جب تلک نخل سطحِ زمین پر رہین جب تلک تخم خوشون کے اندر

رئیسِ ریاست کی ہو آبیاری
زمیندار کرتے رہین کاشتکاری

زمانہ مین ہون فصل وہنگام جب تک سعتن ہون اجناس کے نام جب تک	ممیز رہین پختہ وخام جب تک مویشی سے پڑتا رہے کام جب تک

رہے کاشتکار و نپہ آصف کا سایا
وہ دائم رہے خیر خواہِ رعایا

رہے ملک یارب یہ آباد دائم رعایا کو ملتی رہے داد دائم	وزیرِ ریاست رہے شاد دائم چمکتا رہے حیدرآباد دائم

بہے اسکی نہرونمین دن رات پانی
زمیندار ہون شاغلِ قلبہ رانی

خدمتیان دیہی کی معاش خدمتیان دیہی کی معاشین بھی مشروط بخدمت ہین۔ (۱) پٹیلی وپٹواری گری کی معاش۔ (۲) سیت سندی۔ تلاری۔ ندکوری۔ بیگاری کی معاش۔

پٹیل اور پٹواری کی تعریف بضمن معاش زمینداری ایک حد تک بیان ہو چکی ہے۔ پٹیل زبان ہندی کا لفظ ہے۔ بقول صاحب فرہنگ آصفیہ۔ اسم ندکر۔ گانون کا سردار۔ مقدم۔ اور پٹواری بھی ہندی کا لفظ ہے۔ مملکت آصفیہ کے حصّہ تلنگانہ اور مرہٹواری

ہین اس دفتر وار دیہی کا نام پٹواری ہے۔ جسکے تفویض آمدنی موضع کا تمام حساب و کتاب رہتا ہے اسی کو تلنگانہ مین گلگرنی بہی کہتے ہین اسی طرح پٹیل کو مرہٹواری مین نارگوڑا ۔
ان دونون خدمتیان دیہی کو موضع پر صدارت حاصل ہے اور سارا انتظام موضع کا۔ انہین دونون کے تفویض رہتا ہے۔ ہر ایک موضع یا قصبہ پر دو پٹیلون کا تقرر ہے۔ (۱) مالی پٹیل۔ (۲) کوتوالی پٹیل۔ پٹیل دوم کو پولیس کا انتظام اور نیز فوجداری کے اختیارات خفیفہ عطا ہوے ہین۔ بعض مواضع مین مالی اور کوتوالی دونون خدمات ایک ہی پٹیل کے سپرد ہین۔ زمانۂ سلف مین پٹیل اور پٹواری کو اراضی انعام کی معاش بعوض خدمت عطا ہوی تھی۔ لیکن ہمارے آقائے نعمت نے اُن معاشون کو بہ مقابلۂ ذمہ داری خدمات ناکافی خیال فرمایا۔ اور حکم دیا کہ اُن کے عوض آمدنی موضع پر فیصدی اسکیل نقدی عطا ہو۔ اب جو رقم انکو بطور حق الخدمت ملتی ہے وہ اسکیل کے نام سے موسوم ہے اور اسکا حساب فیصدی آمدنی موضع پر ہوتا ہے انکو کاغذ بہا کے نام سے ایک ہلکا سا صادر۔ مصارف دفتری کے لئے بھی دیا جاتا ہے۔ معاش اسکیل بلاشبہ موروثی معاش ہے اور مشروط بخدمت معاشون مین اسکا شمار ہے۔ جس جس طرح موضع کی آمدنی گھٹتی بڑھتی رہتی ہے اسی طرح اسکی یافت بھی کبھی کم ہوتی ہے کبھی زائد لیکن یہ ملازمین ہمیشہ اسبات کے ساعی رہتے ہین کہ موضع کی آمدنی کم ہونے نہ پائے تاکہ اپنی معاش پر کمی کا اثر نہ پڑے۔ ان معاشدارون کو اصطلاح ملک مین وطندار کہتے ہین۔ زمانۂ سلف مین سرپٹواری اور سرپٹیل کا ایک عہدہ قایم تھا۔ جسکا ذکر ہمنے معاش زمینداری کے ذیل مین کیا ہے۔ اب یہ عہدہ باقی نہین ہے مگر بعض

سرپٹواریون کے نام صرف زمین انعام کی معاش جاری ہے جسکی بنیاد تو مشروطی تھی لیکن اب بلا ادا ے شرط خدمت بحال و برقرار ہے۔

دوسرے درجہ کے خدمتی۔ سیت سندی۔ تلاری۔ مذکوری۔ بیگاری ہین جنکو بلوتہ والوتہ دار بھی کہتے ہین۔ یہ تمام تر پٹیل پٹواری کی ماتحتی مین کام کرتے ہین۔ ان مین سے بعض کی معاش انعامی زمین ہے اور بعض کو نقد معاش ملتی ہے۔

زیچم بلوتہ والوتہ کے معنی تلنگی زبان مین بھیک کے ہین۔ چونکہ ان خدمتیون کو رعایاے کاشتکار سے بمعاوضہ اُس خدمت کے جو یہ رعایا کے کھیتون مین بجالاتے ہین۔ بلوتہ اور الوتہ کا غلہ علاوہ معاش سرکاری ملتا ہے لہذا انکو اہل دیہہ بلوتہ والوتہ دار بھی کہنے لگے۔

سیت سندی۔ خاص خدمتی ہے مالی پٹیل کا۔ زبان مرہٹی مین سیت کے معنی کھیت کے ہین اور سندی بمعنی خدمتی۔ سیت سندی کا لفظی ترجمہ (کھیت کا خدمتی)۔

اسی طرح تلاری۔ پولیس پٹیل کا ماتحت ہے۔ جو روند اور گشت کا کام کرتا ہے۔ یہ بھی ہندی زبان کا لفظ ہے۔ صاحب فرہنگ آصفیہ لفظ (تلاوا) پر فرماتے ہین کہ اسکا صحیح طلایہ ہے۔ اور صاحب بہار عجم کے نزدیک اصل مین طلائع تہا جو عربی طلیعہ کی جمع ہے جسکے معنی فوج محافظ کے ہین۔ مگر فارس والون نے مفرد استعمال کیا ہے۔ جونس ڈکشنری اور منتہی الارب وغیرہ مین طلیعہ کے معنی مقدمۂ لشکر۔ ہراول وغیرہ بھی لکھے ہین (الخ) پس دکن والون نے طلایہ کو تا ے قرشت کے ساتھ تلایہ کرلیا اور اسی تلایہ سے روند اور گشت کرنے والے خدمتی کا نام تلاری رکھ دیا۔

مذکوری خبر رسان ہے اور بیگاری متفرق کام کرنے والا۔ اور ٹپہ رسان بیگاری بہ نسبت اوّل الذکر تینون خدمتیون سے کم درجہ کا خدمتی ہے۔ مصنف فرہنگ آصفیہ فرماتے ہین۔ کہ مذکوری۔ زبان اُردو کا لفظ ہے وہ بلا تنخواہ سپاہی و چپراسی ہے جو مالگزاری اگاہنے پر مقرر ہو۔ اور جمع اگاہ کرنے والا سپاہی جسے طلبانہ سے اجرت دیجاے (انتہی)۔

الغرض دکن مین ان چارون خدمتیون کی تعریف وہی ہے جو اوپر بیان ہوی۔ ملک تلنگانہ مین بعض کو انہین خدمتیون سے کاولکار بھی کہتے ہین۔ یہ تمام خدمتی اراضی انعام کے معاشدار ہین۔ اور جنکو انعامی زمین نہین ہے وہ ؎ روپیہ سال نقد رقم پاتے ہین۔

(۲) عطیات غیر مشروط الخدمت

مدد معاش کی تعریف مصنف فرہنگ آصفیہ نے اسکی تعریف مین فرمایا ہے کہ مدد معاش اسم مونث۔ کہانے پینے کا سہارا۔ پرورش کا وسیلہ۔ وہ جاگیر جو فضلا یا اولیا اللہ وغیرہ کے واسطے وقف کر دیجاے۔ مولف کہتا ہے کہ لائق مصنف نے اسکی تعریف کو لفظ جاگیر کی وجہ سے کسی قدر خاص کر دیا۔ مدد معاش درحقیقت وہ معاش ہے جو امداد معیشت کیلیے عطا کیجاے۔ خواہ فضلا کو عطا ہو یا علما کو یا فقرا وغیرہ کو۔ مشروط بخدمت خاص نہو۔ جاگیر ہو یا مقطعہ یا نقدی رقم وغیرہ۔ معاش خیراتی اور مدد معاش مین کوئی فرق نہین ہے بجز اسکے کہ آخر الذکر کا لفظی اعزاز اوّل الذکر سے بڑھا ہوا ہے۔

بعض محققین کا خیال ہے کہ مدد معاش اُسی شخص کو بطور مدد دیگئی ہے جسکو پہلے سے کوئی ایک معاش مل چکی ہے۔ محقق لاثانی ملا محمد عبد القیوم مرحوم۔ ڈپٹی کمشنر انعام کا بھی یہی خیال تھا۔

مگر مولف کو اس خیال سے اتفاق نہین ہے اور نہ کوئی وجہ اس خیال کی اسناد مددمعاشی سے ہمکو دریافت ہوئی۔

عطیات مددمعاشی کی نسبت پُرانے قانون مین بہت سی قیدین قائم تھین جنکی وجہ سے معاشداروں کے ورثہ کو نقصان پہونچتا تھا لیکن ہمارے والی نعمت نے انکو منسوخ فرمایا اور حکم دیا کہ تمام اقسام عطایاے مددمعاش بلحاظ الفاظ سند ورثہ نسبی پر بحال کیے جائین خواہ وہ ذکور سے ہون یا اناث سے۔ اور اگر سند مین الفاظ دوام نہ ہون اور تاحیات کی صراحت بھی نہو۔ تو ایسی معاشون کی بحالی مثل معاش ہاے بےسندی کے بھگوٹہ کے لحاظ سے کیجاے۔

عطایاے صلہ کی تعریف عطایاے صلہ وہ معاش ہے جو کسی کارنمایان کے صلہ مین عطا ہوئی ہے۔ جیسے کہ میراث داری کی معاش۔ جو بصلۂ تیاری تالاب عطا ہوئی ہے یا خون بہا کی معاش جو اُن افراد کی اولاد کو عطا ہوئی ہے جو سرکاری لڑائیون مین بادشاہ کی جانب سے لڑ مرے۔ اسی کا ضمنی تذکرہ عطاے بھنٹ مانیہ کے ذیل مین رگت مانیہ کے نام سے گزر چکا ہے۔ یا خیرخواہی کی معاش جو ڈاکوون کی گرفتاری اور حفاظت جان و مال رعایا کے صلہ مین دی گئی ہے۔

ہمارے والی نعمت نے اپنے بعض ملازمین فوج اور پولیس کے پسماندون کو جو سرکاری خدمات پر کام آئے اور تصدق ہوسے اس قسم کی معاشین عطا فرمائی ہین۔

اور اپنی ریاست ابدقرار کے سول ملازمین کی اولاد اور بیواؤن کو بھی اسی قسم کی نقدی معاش سے سرفراز فرمایا ہے۔

اس ریاست ابد قرار کی معاش منصب جسکا شہرہ ملکوں مین ہے درحقیقت اسی معاش صلہ کی ایک قسم ہے اور بعض ماہوارات منصب۔ معاش معاوضہ کی تعریف مین بھی داخل ہین جنکا بیان اسکے بعد آوے گا۔

اہل دکن تو منصب کی حقیقت سے کماحقہ واقف ہین لیکن بیرونی لوگ اسکی تعریف سے چندان واقف نہین ہین لہذا ہم اسی موقع پر منصب کی حقیقت سے ناظرین کو آگاہ کرتے ہین۔

منصب کے مجازی معنی رتبہ اور عہدہ جلیل القدر کے ہین جو امرا کو بادشاہون سے عطا ہو۔ لیکن اصطلاح عطیات دکن مین منصب اُس تنخواہ کا نام ہے جو کسی کو خدمات کے صلہ مین یا کسی حق کے معاوضہ مین بادشاہ وقت کے حکم سے عطا کی جاوے۔ پابندہ منصب کو منصبدار کہتے ہین اور جس طرح ملازمین ماہوارپاب کو عموماً نوکر سے تعبیر کیا جاتا ہے منصبدار کے لئے اعزازاً بشر کا لفظ مستعمل ہے۔ مدارج خطابات مین بھی منصب کا ذکر ہوتا ہے۔ سلطنت آصفیہ مین ماہوارات منصب معطیہ شاہان سلف کے سوا وزیران اعظم نے بھی منصب کی معاشین جاری کی ہین۔ اور ہمارے خیال مین یہ اجرائی بغیر منظوری رئیس وقت جائز نہ تھی۔ جب ہمارے آقاے نعمت نے مملکت رانی اور فرمانفرمائی کی جانب توجہ فرمائی تو معطین غیر مجاز کے ماہوارات منصب کو یک قلم موقوف نہین فرمایا اور یہ محض اسکے رحم وکرم کا سبب تھا۔ بلکہ یہ قاعدہ مقرر ہوا کہ پابندہ حال کی حیات کے بعد اسکے وارث پر بحالی کے وقت فیصدی دس کی وضعات عمل مین آوے۔ اس مراحم خسروانہ سے منصب کا سلسلہ ایک زمانۂ دراز تک پابندون کی نسلون مین باقی رہے گا۔ اور بعض وہ ماہوارات منصب جو عطیۂ معاوضہ

کی تعریف مین داخل ہین۔ اس وضعات سے مستثنےٰ رکھی گئی ہین۔ حاصل یہ ہے کہ منصبدار بہ نسبت اور اقسام معاشداردن کے زیادہ خوش قسمت ہین جنکو منصب کی بدولت لبشر کہلانے کا موروثی حق حاصل ہے۔

معاش معاوضہ کی تعریف معاش معاوضہ وہ عطیہ ہے جو بعوض کسی جائداد منضبطہ و پیش شدہ کے دیا گیا ہے۔ جیسے بعض شاہان سلف نے ایک باغ کے نذر گزراننے پر جاگیر دی ہے۔ اور نواب ناصرالدولہ (غفرانمنزل) کی نسبت مشہور ہے کہ ایک ضعیفہ کی دعوت کا معاوضہ جو نان جوار کے ذریعہ سے۔ آپکے زمانۂ سفر مین کی گئی تھی۔ ایک جاگیری موضع عطا فرمایا۔ یا بعض ایسی منصبی ماہوارات ہین جو ہمارے آقاے نعمت نے بعض جاگیردارون کو بعوض جاگیر عطا فرمائی ہین۔ جنکی جاگیر کی تقسیم افراد جاگیر کی خانہ جنگیون کی وجہ سے ناگزیر تھی۔ غرض معاش معاوضہ ایک نہایت ممیز عطا ہے جسکی منزلت اور بقا کا اطمینان بہ نسبت اور معاشون کے معطی لہ کو زیادہ رہتا ہے۔

یہ مشہور تاریخی واقعہ ہے کہ جب شہنشاہ اکبر کسی امیر یا منکپاشی سے ناراض ہوکر اسکے مراتب اور عطایاے شہنشاہی کو قرق کرنا چاہتا تھا تو اوّل یہ بات دریافت کرتا تھا کہ یہ کسی معاوضہ مین تو نہین عطا ہوے تھے۔ ایک دن شہنشاہ اکبر کی اناتے اپنے دودہ کا معاوضہ چاہا اکبر نے کہا کہ کیا مانگتی ہے مانگ لے۔ جو چیز تو مانگے مین دے سکتا ہون اُسنے اپنے لڑکے کا نام لیا اور کہا کہ تو اسکو اپنے ہاتھ سے مجھ کو بخشدے۔ اکبر نے فوراً اسکی تعمیل کی۔ اور آیندہ زمانہ مین اگرچہ متعدد مواقع پر اسی شخص سے کوتاہیان ظاہر ہوئین لیکن ہر موقع پر شہنشاہ نے درگزر

کیا اور کہا کہ این عطیہ ماست کہ بالمعاوضہ عطا کردہ ایم۔
بعض محققین نے عطیۂ خون بہا کو بھی۔ اسی قسم معاوضہ میں شامل کیا ہے۔ لیکن ہمکو اس سے اتفاق نہیں ہے۔ اکثر اسناد میں ہمنے بصلۂ خون بہائی کے الفاظ پڑھے ہیں۔ صلہ اور چیز ہے اور معاوضہ اور چیز ہے۔

ہمارا والی نعمت عطیۂ معاوضہ کا بہت لحاظ کرتا ہے اور وہ معاشیں جو بالمعاوضہ عطا ہوئی ہیں دوام کے لئے بحال اور برقرار رہتی ہیں۔ اُنکا درجہ میراث کے قریب قریب ہے بعض ایسے ماہوارات منصب کو ہمنے دیکھا ہے جو بعوض جاگیرات عطا ہوی ہیں۔ اونکی بحالی بغیر کسی وضعات کے ورثتاً یابندہ پر برابر ہوی ہے۔

معاش خیراتی کی تعریف

عطایاے غیر مشروط الخدمت میں سب سے ادنی درجہ کی عطا خیرات ہے۔ سلطنت آصفیہ میں اس قسم کی معاشیں ہنود اور مسلمانوں پر کثرت سے جاری ہیں۔ جو صرف بطور خیرات و مبرات دی گئی ہیں۔ ان معاشوں کی تحقیقات میں ہزارہا معاشیں ایسی پائی گئیں جنکے اسناد نہ تھے یا جنکی بحالی کے لئے کافی ثبوت اور دفتری داخلہ نہ تھا۔ مگر حکم آخر میں وہ یا اونکا کوئی حصہ ضرور بحال رکھا گیا۔ اور یہ لکھکر بحالی کیگئی کہ چونکہ خیراتی معاش ہے لہذا بحال رہے۔

ممالک محروسہ کا کوئی موضع ایسا نہ ہوگا جسمیں متعدد خیراتی معاشیں از قسم زمین انعام برہمنوں اور جوسیوں کے نام نہ ہوں۔ ان معاشوں کے پانے والے مسلمان بہ نسبت ہنود کے کم ہیں۔
ایک واقعہ ہمارا چشمدید ہے کہ ضلع ناندیر کے ایک گرودوارہ سکہان کے نام ایک خیراتی

جاگیر تھی جسکو زمانہ گزشتہ کے متعدد حاکمان مجازنے عدم ثبوت تنقیت کی وجہ سے ضبطی کا حکم دیا تھا۔ اور شرکت خالصہ کی نوبت پہنچ چکی تھی۔ لیکن غربا، نواز فرمانروا کو جب اسکی اطلاع ملی تو اس صدقۂ جاریہ کو جو اپنی رعایاے قوم سکھ سے متعلق تھا فوراً بحال کر دیا۔

منتقل معاش ہاے خیراتی کے سوا۔ اس سلطنت ابد قرار کے موازنۂ خرچ مین خیرات ومبرات کے نام لئے ایک خاص مد ہے جس سے ہر سال غربا اور مستحقین کے ساتہ سلوک اور مدارا ہوتا ہے۔ جیب خاص سے اکثر مساکین کی جداخبر لیجاتی ہے۔

زمانۂ قحط سالی مین غربا کے ساتہ اس دولت کا سلوک لاثانی ہے۔ لاکھون محتاج خیراتی صیغہ سے متمتع ہوتے ہین۔ ہمکو خوب یاد ہے کہ ہمارے اوائل شباب مین جب حیدر آباد مین سخت قحط پڑا تو اون شریف غربا کو بھی ریاست سے مدد ملی جو اپنے گھر سے باہر قدم رکہنا حرام سمجہتے تھے۔ اتفاق سے اگر ہمکو انتظام قحط سے خاص تعلق نہ ہوتا تو ہم بھی اس خیرات صیغۂ راز سے ایسے ہی بے خبر رہتے جیسے عام وخاص بے خبر ہین۔

اب ہم اس باب کو دعاے دولت پر ختم کرتے ہین جسکو تعریف معاش ہاے غیر مشروط الخدمۃ سے تعلق تھا

(ج) وثائق وکاغذات متعلقہ عطیات

فرمان کی تعریف | فرمان زبان فارسی کا لفظ اور اسکی جمع فرامین ہے۔ عام معنون مین بمعنی حکم شاہی۔ مجازاً کتابت شاہی کے لئے مستعمل ہے۔ بقول صاحب فرہنگ آصفیہ سند شاہی۔ منشور شاہی۔ حضرت آتش فرماتے ہین (۵) کون سے دل مین نہین یار ترے عشق کا نقش؎

کسی قلمرو میں شبہ حسن کا فرمان نہ گیا؛ ہماری تحقیق میں فرمان ایک شاہی منشور کا نام ہے جو سند شاہی کے سوا ہے۔ سند اور فرمان کا فرق صرف طرز تحریر سے معلوم ہو سکتا ہے اسلئے ہم ایک فرمان شاہی کی نقل ذیل میں لکھتے ہیں۔ اور ہمارا تجربہ یہ ہے کہ جب شاہی فرمان مہر شاہی سے جاری ہوتا تھا تو اسی کی بنیاد پر وزیراعظم کی مہر سے جداگانہ سند عطا ہوتی تھی اور جب خود بادشاہ کی مہر سے سند جاری ہوتی تھی تو پھر نیابت دیوانی کی سند کی ضرورت باقی نہیں رہتی تھی۔

نقل فرمان بادشاہ عالمگیر

درین آوان خجستہ اقتران فرمان والاشان صادر شد کہ موازی یک صد بیگہ زمین افتادہ لائق زراعت۔ خارج جمع بگز الہی۔ پرگنہ پھولمری تابع سرکار دولت آباد مضاف بصوبہ اورنگ آباد خجستہ بنیاد درو جہ مدد معاش مسماۃ آغا وغیرہا حسب الضمن مقرر باشد کہ حاصلات آن را صرف معیشت خود نمودہ بدعاء بقاء دولت ابدطراز مواظبت نمایند باید کہ حکام و عمال و جاگیرداران وکروریان حال و استقبال زمین مذکور را پیمودہ چک بستہ بتصرف آنہا باز گزارند و اصلاً ومطلقاً تغیر و تبدل بدان راہ ندہند و بعلت مال وجہات و اخراجات۔ مثل تلعہ و پیشکش وجریبانہ وضابطانہ محصلانہ ومہرانہ و داروغگانہ و پیشکار و سکار و مقدمی و قانون گوئی وضبط ہر سالہ بعد تشخیص چک و تکرار زراعت وکل تکالیف دیوانی و مطالبات سلطانی مزاحم نشوند۔ درین باب ہر سال سند مجدد نہ طلبند و اگر در محلے دیگر چیزے داشتہ باشد آنرا اعتبار نکنند۔ (ضمن ما بیگہ بگز الہی) ــــ

فرمان شاہی کی یہ نقل معنی خیز ہے۔ ہم اوسکے ہر ایک لفظ قابل تعریف پر اپنا ریمارک کرتے ہوے آگے بڑہین گے جو دلچسپی سے خالی نہوگا۔
جس طرح سند کا آغاز اس بات کو دکھلاتا ہے کہ وہ حکم دیسمکہ دیسپانڈیون یعنی حکام مال کے نام جاری ہورہا ہے (جیسا کہ نقل سند سے ناظرین کو معلوم ہوگا) اس طرح فرمان شاہی کا عنوان نہین ہے۔ فرمان کا عنوان اس بات کا متقاضی ہے کہ وہ اعلی حکومت یا سلطنت یعنی دیوان کے نام ہے معہ ہدایات ضروری۔
گز الہی کا جو ذکر اس فرمان مین ہے اسکی حقیقت ہم اسی فصل کے آیندہ باب مین بیان کرین گے جہان جریبون اور پیمانون کا ذکر ہے۔
پرگنہ اور سرکار کیا چیز ہے۔ گزشتہ باب تعریف عطایاے مشروط الخدمۃ مین لبضمن معاش زمینداری ہم بیان کرچکے ہین۔ اور اسی طرح مدد معاش کی تعریف عطایاے غیر مشروط الخدمۃ مین بیان ہوی ہے۔
(ضمن) اوس عبارت فرمان یا سند کا نام ہے جو فرمان یا سند کے ذیل مین بنام (ضمن) لکھی جاتی ہے یا اگر عبارت مطول ہو تو پشت سند یا فرمان پر ثبت ہوتی ہے۔
جاگیرداران کروریان کی تعریف اس کتاب کے گزشتہ حصہ مین بیان ہوچکی ہے۔
چک بستہ کے الفاظ سے یہ مقصود ہے کہ زمین عطا شدہ کے دبارہ کی تشخیص کرکے عطا کرین تاکہ معلوم ہو کہ کس قدر محاصل کی زمین ہے۔ کاغذ چک بندی کی تعریف اسی با

مین آیندہ آوے گی۔

جن مطالبات سے اس معاش معطیہ کو مستثنیٰ رکھا ہے ان مین (مال وجہات) سے مطالبہ مالگزاری مراد ہے۔ اور اخراجات کی تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ مالی مطالبہ سرکاری کے سوا زمانہ سلف مین کسقدر اور اخراجات قابض زمین پر عائد ہوتے تھے۔

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ جہان قلعہ ہوتا تھا وہان قلعہ کے مصارف کے نام سے ایک خاص رقم قابض اراضی سے لیجاتی تھی۔ جو ہمارے والی دولت کے زمانہ مین عموماً معاف ہے۔

پیشکش کی تعریف گزشتہ حصہ مین گزر چکی ہے۔ جریبانہ وہ رقم تھی جو پیمایش کے وقت وصول ہوتی تھی۔ اس روشن زمانہ مین یہ بھی ہٹ چکی ہے۔ باوجودے کہ پیمایش پختہ اور بندوبستی عمل ہر ایک حصۂ ملک مین ہوچکا ہے اور بعض حصص مین ہو رہا ہے لیکن صرف انہین معاشداران اراضی سے اسکے مصارف لئے جاتے ہین جو اپنی خوشی سے پیمایش و بندوبست کی درخواست کرین اور جن اراضیات انعام کی پیمایش۔ بہ ضمن موضع۔ سرکار سے ہوتی ہے اسکا کوئی معاوضہ انعامدار سے نہین لیا جاتا۔

ضابطانہ کے نام سے ایک محصول خاص بغرض انتظام ضابطہ۔ زمانہ سلف مین لیا جاتا تھا جو ہمارے سیر چشم فرمانفرما کے زمانہ مین معاف ہوچکا ہے۔

محصلانہ کے نام سے ایک رقم لیجاتی تھی جو وصول کنندگان مالگزاری کو بطور حق الخدمت دیجاتی تھی۔ ہمارے فرمانفرما نے اسکو بھی معاف فرمایا ہے اور ہٹیل پٹواری کو جو نقدی اسکیل دیا جاتا ہے (جسکا بیان گزر چکا ہے) اسکا صرف خزانۂ شاہی سے متعلق ہے۔

مہرانہ کے نام سے بھی ایک رقم لیجاتی تھی اور سندون کی مہر کا معاوضہ سمجھی جاتی تھی
اور اسی طرح دار وغگان سرکاری کے حق الخدمت کے لئے دار وغگانہ کی رقم وصول ہوتی تھی
اسی طرح حق پیشکار - حق شکار اور حق مقدمی - حق قانون گوئی کے نام سے بھی جدا جدا رقمین
معاشدارون سے لیجاتی تھین - اس مبارک عہد مین سوا ئے حق قانون گوئی کے جسکا بیان
آیندہ حصہ مین آویگا نہ مہرانہ کا مطالبہ باقی ہے اور نہ دار وغگانہ یا حق پیشکار یا حق شکار
یا حق مقدمی کا - یہ کل ابواب ناجائز کے ابواب کے نام سے موقوف اور معاف ہو چکے ہین -
زمانۂ سلف مین ان کل مطالبات متذکرۂ بالا کے سوا ہر سال تشخیص و تعین رقم مالگزاری
کا عمل - معاشدارون کی زمینات پر ہوتا تہا - اور فصل مکرر کے وقت تکرار زراعت کے نام
سے ایک رقم قرار پاتی تھی - غرض جو کچہ عمل تہا اسکو خود فرمان شاہی نے تکالیف دیوانی
اور مطالبات سلطانی سے موسوم کیا ہے - آج وہ زمانہ ہے جو ہمارے رحمدل فرمانفروا کیوجہ
سے معاشدارون پر نہ تکالیف دیوانی ہین اور نہ ایسے مطالبات سلطانی جنکا بیان اوپر ہوا -
ہر سال سند مجدد کے الفاظ جو فرمان مین بیان ہوے ہین - قابل غور ہین رسال
بسال مجدد سند کے حاصل کرنے کا عمل کیسا کچہ تکلیف بخش نہ رہا ہوگا - ہمارے آقائے نعمت
نے اس آفت سے بھی معاشدارون کو نجات بخشی ہے - غرض ایک فرمان شاہی کی نقل
سے اون تمام مشکلات و تکلیفات کا کچا چٹہا ہدیۂ ناظرین ہوا ہے جو درحقیقت ایک دلچسپ
تاریخ ہے - اب ہم جب کہ اُس زمانہ کے طرز عمل کو اس عہد ہمایون کے ساتہ مقابلہ کرتے ہین
تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آج کے دن معاشدار ایک گوشہ عافیت مین اور قریب قریب تمام تکلیفات

دیوانی اور مطالبات سلطانی سے مستثنیٰ ہین۔ زمانۂ سلف مین تو ایسے استثنا رکے لئے عبارت فرمان مین صراحت خاص کی ضرورت واقع ہوتی تھی۔ لیکن اس زمانہ مین اسکی بھی ضرورت نہین ہے بلکہ قانون عام نے اون کل ابواب کی ذمہ داری سے معاشداروں کو سبکدوش کردیا ہے سچ یہ ہے کہ جب تک تاریخ سلف سے اون بدمزگیون کی کیفیت کماحقہ معلوم نہ ہو۔ جو پابندگان معاش کو تکلیفات دیوانی کے نام سے عائد ہوتی تھین تو آج انکی نسلین اپنے معاش کا حقیقی مزہ اور موجودہ زمانہ کی برکت سے کماحقہ واقف نہین ہوسکتین۔ ہماری قطعی رائے ہے کہ اُس زمانہ مین عطیات اون کے شروط اور پابندیون کی مشکلات کی وجہ سے برائے نام تھے اور اب معاشداروں کی پانچون اُنگلیاں گھی مین ہین اسلئے کہ اون پر نہ تکالیف دیوانی باقی رہی ہین اور نہ مطالبات سلطانی۔

سند کی تعریف

سند۔ زبان عربی کا لفظ ہے جسکی جمع اسناد ہے۔ بقول صاحب فرہنگ آصفیہ اسم مونث۔ بمعنی تکیہ گاہ۔ بھروسہ کرنے کی چیز۔ وثیقہ اور نیز وہ پروانہ یا فرمان جسکی رو سے موجد یا مصنف کو خاص استحقاق حاصل ہو۔ (الخ)۔

سند اصطلاح عطیات مین اوس کاغذی وثیقہ کا نام ہے جو بادشاہ وقت یا سلطنت کی جانب سے بمہر خاص کسی عطاے ارضی یا نقدی کے لئے معطی لہ کے نام لکھدیا جاسے۔ صاحب فرہنگ آصفیہ نے شاہی فرمان اور پروانہ کو بھی سند سے تعبیر فرمایا ہے۔ لیکن ہماری تحقیق مین سند۔ فرمان اور پروانہ کے سوا ہے۔ جن بادشاہون نے عطیات شاہی کی نسبت فرمان یا پروانہ کا وثیقہ عطا فرمایا ہے اُسکی بنیاد پر وزیر ریاست نے معطی لہ کو سند دی ہے

اور جن بادشاہوں نے اپنی مہر خاص سے سند عطا فرمائی ہے اسکی تعمیل کے لئے وزرا نے صرف ایک وثیقہ کاغذی بنام تاکید جاری کیا ہے۔ فرمان شاہی کی تعریف اور اسکی نقل ہم ابھی ابھی ہدیۂ ناظرین کرآئے ہین۔ اب سند کی نقل اسی باب کے آخر مین لکھتے ہین۔ جسکے ملاحظہ سے الفاظ فرمان اور الفاظ سند کا فرق ظاہر ہوجائیگا۔

سند شاہی تو خود بادشاہ کا مہری وثیقہ ہے۔ اور سند نیابت دیوانی۔ وزیر اعظم ریاست کی مہر سے جاری ہوتی ہے۔

فرمان یا پروانہ۔ کا مخاطب وزیر اعظم سمجھا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے عطاے شاہی کی نسبت جسکے لئے فرمان یا پروانۂ شاہی جاری ہوا ہو سلطنت کی جانب سے وزیر اعظم جدا سند عطا کرتا ہے۔

اور چونکہ سند شاہی کے مخاطب خود عمال و متعلین ریاست ہوتے ہین لہذا وزیر اعظم صرف اسکے تاکیدی کاغذ پر قناعت کرتا ہے جسمین تعمیل حکم سند کی تاکید ہوتی ہے۔

اسناد شاہی سہ قسم کے دیکھے گئے ہین۔ (۱) سند بارا برجی۔ (۲) سند دومہری (۳) سند یک مہری

سند بارا برجی۔ اُس سند کا نام ہے جس پر قطب شاہی مُہر ثبت ہو۔ اسکے دایرۂ مُہر مین بادشاہ کا نام تو درمیان مین ہوتا ہے اور اسکے اطراف بارہ امام کے اسماء۔

عالمگیر نے اپنی مُہر دوازدہ برجی کے وسط مین تو اپنا نام رکھا تھا اور اُسکے اطراف (۱۲) مدارج مین اپنے آبا و اجداد کے نام بطریق سلسلۂ مورثین اعلی۔

پس جس سند پر ان دونون بادشاہون سے کسی ایک کی مُہر ہوتی ہے اسکو سند بارا برجی کہتے ہین

سند دومہری اُس سند کا نام ہے جسپر دو معطیان مقتدر کی مُہرین ثبت ہون۔ بعض
عالمگیری اسناد ایسی بھی ہمنے دیکھی ہین جن پر انکے بھائیون کی مہر بھی ثبت تھی۔
تاریخ سے اس بات کی خبر ملتی ہے کہ ایک زمانہ تک عالمگیر اور اسکے بھائیون کے باہمی مخالفت
کی وجہ سے طوائف الملوکی کا عمل رہا معلوم ایسا ہوتا ہے کہ بعض عطایا کی نسبت جو ایک بھائی
کے عطا کئے ہوے تھے جب دوسرے بھائی کی دسترس ہوی تو اسنے یا تو انکو ضبط کرلیا یا سند سابق
پر اپنی بھی مُہر کردی۔ اور ایسی سند جس پر دو بادشاہون کی مہر ہو۔ دومہری سند کہلائی۔
سند یک مہری وہ جس پر صرف ایک بادشاہ وقت کی مُہر ثبت ہو۔ الغرض سند بارابری
یا دومہری یا یک مہری کی عبارت یا طرز تحریر مین کوئی فرق نہین ہے۔
ذیل مین دو سندون کی نقل کی گئی ہے۔ (الف) سند سہ مہری محمد معظم بن عالمگیر
بادشاہ غازی۔ اور (ب) سند آقائے نعمت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی۔

(الف)

درین ایام سعادت انضمام بتوسط مستسعدان آستان فیض فشان بموقف عرض عالی رسید
کہ خدمت قضا وخطابت پرگنہ کوت گیر معمولۂ سرکار ناندیر از مضافات صوبۂ ظفرآباد از قدیم
بکلانان قاضی داؤد نبیرہ قدوۃ الراسخین امام فخرالدین رازی متعلق بود ثانی الحال بموجب
اسناد حکام۔ قاضی فاضل خدمت قضاے پرگنہ مذکورہ بتقدیم می رسانیدہ موضع زینا پور دست
و مبلغ چار تنگہ مرادی یومیہ و بیست روپیہ بہاے سراپاے عیدین بشرط خدمت مسطورہ باو
مقرر بود۔ درینولا فاضل ودیعت حیات سپردہ قاضی داؤد مزبور لیاقت نہدما ثاعر تحو مسدارد۔

امر جلیل القدر شرف صدور یافت که موضع مذکور در نسبت و یومیه و بهاے سراپاے عیدین که متوفاے مسطور داشت بشرط خدمات مزبوره حسب الضمن بمشار الیه مرحمت فرمودیم که حاصلات آن را وجه یومیه وغیره را سال بسال و فصل بفصل صرف حوائج نموده بخدمات مذکوره قیام می نموده باشد۔ باید که حکام و متصدیان مهمات و فوجداران و جاگیرداران و کردریان و عمال حال و استقبال آنجا موضع مسطور در نسبت۔ بتصرف او واگزاشته و یومیه و بهاے سراپاے از محل قدیم بدستوریکه متوفاے مرقوم می یافت بموی الیه میرسانیده باشند۔ و در استمرار و استقرار امر والا کوشیده اصلاً و مطلقاً تغیر و تبدل بقواعد آن راه نداده از جمیع تکالیف دیوانی و مطالبات سلطانی مثل قنلغه و پیشکش و جریمانه و محصلانه و ضابطانه و مهرانه و داروغگانه و پیشکار و تشکار و ده نیمی و صدد و ی و قانونگوئی۔ مقدمی۔ و تکرار زراعت و ضبط هر ساله مصئون و محروس شناخته هر سال سند و پروانچه مجدد نطلبند و سادات کرام و مشائخ عظام و جمهور سکنه و عموم متوطنه آن محل او را قاضی و خطیب مستقل آنجا دانسته وست تصدی او را در امور شرعی قوی و مطلق شناخته دیگرے را سهیم و شریک او ندانند و سبیل مومی الیه آنکه کما ینبغی بلوازم آن امر قیام نموده در قطع و فصل قضایا و معاملات و رفع و دفع دعاوی و خصومات و کتابت صکوک و سجلات و تحریص و ترغیب مردم بطاعات و عبادات و اجراے حدود و شرعیه و تعزیرات و تنبیه و تادیب ارباب خمور و مسکرات و اقامت عیدین و جمعه و عقود و انکحه و نصب وصی و مایکون من هذه الامثال مساعی موفوره بجا آورده از منهج شریعت غرا و طریق ملت بیضا متقاعد نگردد۔

(ب)

بہ دیسمکھان و سردیسپانڈیہ و دیسپانڈیان و مقدمان و پٹواریان و رعایا و مزارعان تعلقہ شاہ پور وغیرہ پرگنہ حویلی نصرت آباد عرف سکر شاہ پور سرکار مزبور صوبہ دارالظفر بیجاپور نوشتہ میشود که مبلغ دو روپیہ یومیہ در وجہ مدد معاش بنام سید مصطفےٰ داغستانی مقرر بود مشارالیہ بتاریخ ۴ رجب ۱۲۹۹ھ بقضاے الہٰی انتقال کرد لہذا یومیہ مذکور از تاریخ انتقال سید مزبور بنام سید علوی داغستانی بارث پدری در عوض تعلقہ مذکور وغیرہ سرکار و صوبہ مسطور مقرر گشته۔ باید که وجه یومیہ مذکور روز بروز بلاناغہ بعد وضع یک روزہ شمسی و قمری بمشارالیہ رسانیدہ قبض الوصول معتبر موافق ضابطۂ سرکاری گرفتہ باشند۔ شیوہ مومی الیہ اینکه وجه یومیہ مذکور بصرف معیشت خود درآوردہ شب و روز بدعاے ازدیاد عمر و دولت ابدمدت حضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی مشغول و موظف ماند درین باب تاکید دانستہ حسب المسطور بعمل آرند۔

(ضمن - عاں روپیہ یومیہ) تحریر فی التاریخ ( )

عبارت ظہری سند الف

مقررہ اراضی ضمن بموجب یادداشت واقعہ امر عالی متعالی بتاریخ روز چہارشنبہ ہفتم شہر صفر ختم اللہ بالخیر و الظفر ۱۱ جلوس میمنت مانوس مطابق ۱۳۰۹ ہجری مقدسہ بر رسالہ صدارت پناہ فضیلت دستگاہ خواجہ عبدالرحمٰن صدر کتابت واقعہ نویسی کمترین بندہا (امر درام) قلمی میگردد که بتاریخ ۲۵ ذیحجہ سنہ الیہ درباب شریعت مآب قاضی داؤد نبیرہ امام فخرالدین رازی بعرض رسید که خدمت قضا خطابت پرگنہ کوت گیر سرکار نا ندیر صوبہ ظفرآباد از قدیم بہ بزرگان مشارالیہ

متعلق بود ثانی الحال قاضی فاضل بموجب اسناد حکام خدمت قضاے آن پرگنہ بجا می آورد و موضع زیناپور در بست و چہار تنکہ مرادی یومیہ و بست روپیہ سراپاے عیدین بشرط خدمت قضاے پرگنہ مسطور مقرر داشت و درینولا او بقضاے الہٰی فوت شدہ و قاضی داؤد مدار لیاقت خدمات مسطورہ دارد امید وار است کہ خدمت قضا و خطابت با مدد معاش قاضی مرحوم مرحمت گردد۔ درین باب امر والا قدر زینت صدور یافت کہ موضع مذکور در بست و روزینہ و بہاے سراپاے عیدین مسطورہ کہ قاضی مرحوم داشت بشرط خدمات مزبورہ بموحی الیہ مرحمت فرمودیم باید کہ متصدیان مہمات حال و استقبال مشار الیہ را قاضی مستقل دانستہ موضع مذکور در بست و یومیہ و بہاے سراپاے عیدین از محل قدیم باو گزارند بموجب تصدیق یادداشت قلمی شد۔ (شرح بخط وزارت پناہ مدار المہامی مکرمت خان دیوان آنکہ داخل واقعہ نمایند) و (شرح بخط صاحب رسالہ آنکہ داخل واقعہ نمایند) و (شرح بخط واقعہ نویس آنکہ بواقعہ مسطور الصدر) و (شرح دستخط وزارت پناہ مدار المہامی آنکہ بعرض مکرر رسانند) و (شرح بخط عرض بیگی آنکہ بتاریخ ہجدہم شہر صفر ۱۲۷۰ ہجری مطابق سنہ ۱۱ جلوس بعرض والا رسید)۔ (شرح بخط وزارت پناہ کفایت دستگاہ لائق الاعانت والاحسان قابل اللطف والامتنان مدار المہامی آنکہ نشان والاشان قلمی شد)۔

کما فصلت

موضع در بست	روزینہ از محل قدیم بدستور	سراپاے عیدین
یک موضع زیناپور در بست	چار تنکہ مرادی	عـــہ

شرح دستخط وزارت و اقبال پناہ مدارالمہامی بریاد داشت واقعہ آنکہ امر صادر شد کہ جاگیرداران از خود بند
شد الف میں مطالبات سلطانی اور تکالیف دیوانی کے جو الفاظ مستعمل ہوئے ہیں اُن
میں بعض اصطلاحی الفاظ۔ الفاظ فرمان سے سوا ہیں جنکی تعریف ہم نے بضمن تعریف فرمان۔
ہدیۂ ناظرین کی۔ لہذا مناسب خیال کرتے ہیں کہ اسی موقع پر اُنکی صراحت بھی کردیں۔ مثلاً
دربست کا لفظ متعدد مقامات پر مستعمل ہے۔ دربست محاورۂ زبان فارسی کا لفظ ہے۔
مخفف دربستہ بمعنی تمام و کمال و بے قبض و تصرف غیرے۔ مرزا رضی دانش فرماتے ہیں (س)
می کشم از سبزہ گردی تا بدامان جنون ؛ خانۂ زنجیر اگر دربست ملک ما شود ؛ (خسرو س)
چو در گیسو گرہ بندی بساداں ؛ کہ اقطاع ترا دربست گردد ؛۔
اسی طرح لفظ فوجدار از سے وہ حاکمان مراد ہیں جنکو فوجداری اختیارات عطا ہوئے تھے۔
زمانۂ حال کے مجسٹریٹان اور ناظمان فوجداری کے قائم مقام۔ علی ہذا
قنلغہ زبان ترکی کا لفظ ہے جسکے معنی بقول صاحب غیاث اللغات اُس پیادہ کی خوراک
ہے جو وصول مالگزاری کے لئے دیہات پر بھیجا جاتا تھا۔ اس زمانۂ مسعود میں مقدم پٹواریوں
کو وصول رقم کے معاوضہ میں اسکیل فیصدی کی رقم دیجاتی ہے جسکا خرچ خزانۂ شاہی سے ہوتا
ہے۔ ہمارے آغاز شباب تک یہ طریقہ اس ریاست میں بھی تھا کہ وصول مالگزاری کے لئے سوار
اور اہل فوج بھیجے جاتے تھے اور وہ جابر طریقہ اپنا بغرارانہ بھتہ کاشتکار یا قیدار سے وصول
کرلیتے تھے۔ مگر ہمارے والی نعمت کو اس طرز عمل کی کہاں برداشت ہوسکتی تھی جس سے
اُسکی عزیز رعایا کو تکلیف پہونچے جس حکم محکم سے یہ طرز عمل مسدود ہوا اب نہ قنلغہ باقی ہے اور نہ وہ تکلیف و اُنکا

بھتہ۔ وصول مالگزاری کے اوقات مقرر ہین اور وہ زمانہ بلحاظ سہولت رعایا درفصل کے بعد رکھا گیا ہے۔ رعایاسے مالگزاری پر مطالبہ کی نوبت نہین آنے پائی کہ وہ اپنا دگی لگان چاوڑی دیہی پر پٹیل وپٹواری کے ہاتھ خود پہونچا جاتا ہے اور پٹیل پٹواری وصول کے ذمہ دار ہین اور حق وصول خزانۂ شاہی سے پاتے ہین۔ وہ زمانہ صرف تاریخی اوراق ہین باقی ہے کہ دستک دار خدمت تو سرکاری کرین اور قتلغہ کی رقم صاحبان عطیات سے پائین۔ زمانۂ سلف کے تکالیف دیوانی کی یہ ادنی مثال ہے۔ جو اس مبارک زمانہ مین کالعدم ہوچکی ہے۔

دہ نیمی سے مراد ایک محصول خاص ہے جو فیصدی پانچ روپیہ کے حساب سے لیا جاتا تھا۔ مولف کا خیال ہے کہ غالبًا یہ کرورگیری کا محصول ہوگا جو اُس زمانہ مین اس نام سے بولا جاتا ہوگا کیونکہ محصول کرورگیری کی تعریف مین جو گزرچکی ہے ہم نے اسکا ذکر کیا ہے کہ اس کو صدوپنج بھی کہتے ہین جس سے پنج برصد مراد ہے۔ اور لفظ (دہ نیمی) پر صاحب فرہنگ اندراج فرماتے ہین کہ (این سکہ ایست قدیم و نوعے از باج کہ فیصد پنج یک باشد۔ الخ) اس تعریف سے ہمارا وہ خیال صحیح معلوم ہوتا ہے جسکو ہم نے اوپر ظاہر کیا۔ اسی طرح **صدو دوئی** کے الفاظ سے بھی اسکا پتہ چلتا ہے کہ غالبًا وہ بھی محصول کی ایک قسم ہوگی جو فیصدی دو روپیہ کے حساب سے لیا جاتا ہوگا۔ صدودوئی کی لفظی ترکیب بھی مثل صدوپنج کے ہے۔

واضح ہو کہ سند شاہی حرف (الف) کے ملاحظہ سے معزز ناظرین کو تکالیف دیوانی کے الفاظ پر پھر توجہ فرمانے کا کامل موقع ملے گا جسکا تذکرہ ہم نے ضمن تعریف فرمان بھی کیا ہے۔

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ عمال منتظم کو مختلف ناموں سے مختلف حقوق عطا ہوے تھے جن کی
ادائی کا بوجھ معاشداروں کے سر رہتا اور جب تک اسناد و فرامین میں کسی فرد خاص کو ان
سے مستثنے نہیں کیا جاتا تھا وہ برابر اُن محصولات کی ادائی کا ذمہ دار رہتا تھا۔ اور بادشاہان
وقت نے اُن محصولات کی نسبت خود تسلیم فرمایا تھا کہ اُنکا وجود معاشداروں کیلئے تکلیف
بخش ہے یہی وجہ ہے کہ جابجا اُن کو تکالیف دیوانی کے نام سے یاد کیا ہے۔ اب اسکے بعد
سند حرف (ب) کی سادگی پر غور فرمایا جاے جسمین تکالیف دیوانی کا کوئی ذکر نہیں ہے
اسلئے کہ اس زوشن زمانے اور رحمدل فرمانروا کے عہد نے اُن تکالیف دیوانی کا استیصال
بیخ و بنیاد سے کر دیا ہے اور اب اُنکا تاریخی وجود صرف اسناد قدیمہ مین باقی رہ گیا ہے
اور بس۔ (ہ) جزاے خیر دہد حق بہ بندہ کہ زدہر پا ببرد شیوہ تکلیف بندگان خدا ؎۔

ہر ایک سند میں ہم نے مندرجۂ ذیل امور کو لزوماً پایا۔ (الف) مہر معطی۔ (ب)
نام معطی لہ مع ولدیت۔ (ج) وجہ عطا۔ (د) شرط عطا۔ (ہ) قسم عطا۔ (و) تاحیات
کے الفاظ یا الفاظ دوام۔ یا الفاظ با فرزندان یا الفاظ با متعلقان یا عدم صراحت الفاظ
متذکرہ حرف (واو)۔

الفاظ تاحیات کی تعریف اس موقع پر غیر ضروری خیال کی جاتی ہے اسلئے کہ اُن کے
معنی سے خود مقصد ظاہر ہوتا ہے۔ البتہ الفاظ دوام مختلف طریقہ پر دیکھے گئے۔ بعض
اسناد میں نسلاً بعد نسلٍ کے الفاظ تھے اور بعض مین بطناً بعد بطنٍ اور بعض مین تاقیام شمس و قمر
اور بعض مین اولاد و احفاد اور علی الدوام اور بعض مین ہوش پرم پار۔

آخرالذکر الفاظ زبان سنسکرت کے ہین - انہین دوامی معنون مین یہ صرف اُن اسناد مین
پائے گئے جوکہ پیشوا یا اور حاکمان غیر اسلام کے عطا کئے ہوئے ہین -
جن اسناد مین الفاظ با فرزندان پائے گئے انکے معنی جہان تک ہم سمجھے ہین یہ ہین کہ عطا
کا اجرا معطی لہ کی وفات کے بعد صرف اُسکے فرزندون پر ہوگا - اسی طرح جن اسناد مین
الفاظ با متعلقان کا وجود ہے اُس عطا کی اجرائی معطی لہ کے بعد اسکی بی بی پر ہوگی
سلطنت آصفیہ کے تعامل نے ان الفاظ کا اطلاق بعض معاشون مین مورث کی بیٹیون
پر بھی کیا ہے -
جن اسناد عطایا مین ایسے کوئی الفاظ نہین ہین اور تاحیات کے الفاظ سے بھی سند ساکت
ہے انکے متعلق - یابندہ معاش کی وفات کے بعد وراثت کے واقعات آقاے نعمت
فرمانروا ے سلطنت کے ملاحظہ مین پیش ہوتے ہین اور وہ اپنے نمک خوار معاشدار کے
موجودہ ورثا کا بہت بڑا لحاظ فرماتا ہے - اگرچہ اسکا اقتدار اعظم ہر وقت ضبطی کا مجاز ہے
لیکن اسکا رحم آمیز برتاو ہمیشہ یابندہ اصلی کے حقوق اور خدمات اور حاضران حال کی
پرورش پر شامل ہوتا ہے -

پروانہ کی تعریف | پروانہ زبان فارسی کا لفظ ہے اور بقول صاحب بہار عجم وہ کاغذ
جو بادشاہون اور امیرون کیجانب سے عمال کے نام لکھا جاتا ہے - جیسے پروانۂ تنخواہ
اور پروانۂ جاگیر - فارسیون نے اسکی جمع - پروانجات لکھی ہے اور یہ محض اُن کا تصرف ہے
صاحب فرہنگ آصفیہ نے بھی اسکا ذکر کیا ہے - اصطلاح دفتری مین اسکو پروانچہ بھی کہتے

ہین - جیساکہ سند الف کی عبارت مین گزرچکا ہے -
غرض پروانہ یا پروانچہ وہ کاغذ ہے جو بادشاہان سلف کے دفتر اور مُہر شاہی سے جاری ہوتا تہا - بعض جاگیرات اور دیگر اقسام عطیات کی عطا کی نسبت ابتدائی پروانے بھی جاری ہوے ہین اور انہین پروانون کی بنیاد پر مدارالمہام وقت نے معطی لہ کے نام سندین دی ہین اور بعض پروانون کا اجرا - فرمان یا سند شاہی کے سوا تاکیدًا بھی ہوا ہے -
بعض سندون کی عبارت سے خود اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ عمال منتظم کی یہ عادت تھی کہ اجرائی فرمان اور سند کے بعد ہر سال معاشدار سے یہ فرمایش کرتے تھے کہ سال حال کے لئے بحالی کا حکم پہونچاؤ اور معاش دار افتان وخیزان دارالسلطنت مین حاضر ہوکر سعی کرتا تہا اور پروانۂ شاہی اجرا کرواتا تھا -
بعض اسنادمین بادشاہان وقت نے تاکید کی ہے کہ ہر سال پروانچہ مجدّد طلب نہ کرین - اس تاکید سے بھی اس عملدرآمد کی تصدیق ہوتی ہے جسکا تذکرہ گزرا - مطالبات سلطانی - اور تکلیفات دیوانی کے سوا یہ آفت کیا کم تھی کہ معاشدار کو ختم سال پر مسافر بننا پڑتا تھا - اور پروانچہ ملنے تک اُسکی جان مین جان نہین رہتی تھی - ایک تو وہ زمانہ تھا اور ایک یہ زمانہ ہے جسمین صاحبان معاش نہ پروانچے کے طالب ہین اور نہ تکالیف دیوانی مین گرفتار - بے فکر اپنے گھر بیٹھے ہوے ماہ بماہ - سال بسال - اپنی معاش پارہے ہین - نہ آپ کو ضابطہ کا ڈر ہے اور نہ مہرانہ کا اندیشہ نہ داروغگانہ کی فکر - ایک حکم بحالی معاش کا آپکے پاس ایسا ہے جسنے عمر بھر کے لئے آپکو تمام تکلیفات سے بے فکر کر رکھا ہے - دارالسلطنت

مین سالہا سے سال تک تشریف نہ لائین تو کوئی آپ پر الزام نہین رکھتا۔ (ع) ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ کہان اُن مشکلات اور تکلیفات کا زمانہ اور کہان اس عہد مبارک کی راحتون کا فسانہ۔ اس نعمت کی قدر صرف وہی لوگ کرسکتے ہین جنہون نے دونون زمانون کو دیکھا ہو یا پچھلے زمانہ کی سیر اوراق تاریخ سے کی ہو۔

اب ہم ذیل مین وثیقۂ پروانہ کی نقل ہدیۂ ناظرین کرتے ہین تا کہ اُسکی تعریف مزید کی ضرورت نہ پڑے اور اسکا مقصد اچھی طرح پر سمجھ مین آجاے۔

پروانہ بمہر نواب نظام علیخان غفرانمآب علیہ الرحمہ

مورخۂ ۲۲ رمضان ۲۱ سنہ جلوس

دیسمکہان و دیسپانڈیان و متصدیان و رعایا و مزارعان پرگنۂ لونگیر عرف کورٹہ علاقۂ سرکار ماہور صوبۂ برار بالاگھاٹ بدانند کہ مبلغ ہشت ہزار و چار صد و چار دام از پرگنۂ مذکور از انتقال دیو بہارتی حسب الضمن بطریق عہدہ در وجہ معاش سدا انند بہارتی وغیرہ بصیغۂ شکن تنخواہ شد باید کہ محال مسطور را بتصرف نامبردہ واگزارند۔ بعد از ینکہ سند تنخواہی موافق ضابطہ رسد بدانموجب بعمل آرند۔ (ضمن)

ایسے ہی پروانون کی بنیاد پر ریاست کی سند۔ جداگانہ جاری ہوتی تھی۔ وزیر اعظم ریاست کو اسی ذریعہ سے بادشاہ وقت کا ارادہ معلوم ہوتا تھا۔ اس پروانہ سے یہ بات ظاہر ہے کہ متوفی کی معاش وراثتاً اسکی اولاد پر جاری نہین ہوی ہے۔ بلکہ دوسرے شخص کے نام عطا ہوی ہے۔ وراثتی پروانون مین حاضر حال کا تعلق شخص متوفی کے ساتھ ظاہر کردیا جاتا تھا

جیسا کہ اکثر پروانون مین دیکھا گیا ہے۔

تاکید کی تعریف | اصطلاح عطیات مین تاکید اُس کاغذ کا نام ہے جسکے ذریعہ سے وزیر اعظم کا تاکیدی حکم عمال مال کے نام تعمیل سند کے لئے جاتا تھا یا اجرائی معاش مین مقامی عمال کیوجہ سے کچھ خلل واقع ہوتا تھا تو تاکید جاری ہوتی تھی کہ اجرائی بدستور رہے۔ بعض لوگون کا خیال ہے کہ طریقۂ سلف اس بات کیلئے بہت مفید تھا کہ معاشدارون کو غافل اور بے فکر نہ ہونے دے۔ وہ ہمیشہ دارالسلطنت سے تعلق قائم رکھتے تھے اور دربارون مین حاضر رہتے تھے۔ جب ہی اُنکا کام خوب چلتا تھا یعنی اُدہر عمال منتظم نے انکو دبایا اور ادہر انہون نے صدر مین پہونچکر پروانے اور تاکید سے اپنا مطلب حاصل کیا لیکن ہمکو اُن حضرات کے اس خیال سے بالکل اتفاق نہین ہے۔ صورت واقعہ اس بات کو دکھلا رہی ہے کہ معاشدار عمال مال کے شکنجہ مین پھنسے ہوئے رہتے تھے اور اُنکی حکومت ہمیشہ ان بیچارون کو تہ و بالا کرسکتی تھی۔ ایسے بے فکر کبھی نہ تھے جیسے اس عہد مبارک مین ہین کہ بحالی کا نتیجہ صادر ہونے کے بعد کسی صوبہ دار یا تعلقہ دار کی مجال نہین ہے کہ اوسکے برخلاف عمل کرے۔ تحصیلدار کی بے اعتدالی کا مرافعہ تعلقہ دار ضلع کے پاس سماعت ہوتا ہے ضلع کی غلطی کی شکایت صوبہ داری مین کیجاتی ہے۔ صوبہ دار کی ناراضی سے سرکار مین اپیل کیا جاتا ہے۔ اور خود وزیر اعظم کے حکم کی ناراضی سے بارگاہ ولی نعمت مین دادخواہی کیجاتی ہے۔ گویا ایک ادنے رعیت کو اپنے فرمانروائے دولت تک رسائی کا باضابطہ سلسلہ ہے۔

ہم نے متعدد بزرگون سے سُنا ہے۔ وہ فرماتے تھے کہ زمانۂ گزشتہ مین عمال کی رضاجوئی بہت زیادہ کرنی پڑتی تھی۔ ادنی سی نا اتفاقی پر وہ کسی نہ کسی حیلہ سے معاش ضبط کردیتے تھے

دار السلطنت مین پہونچکر رئیس اور دیوان کے پاس رسائی پیدا کرنا کچھ آسان کام نہ تھا۔ اور سالہاے سال مین چلکر سعی و سفارش سے کام نکلتا تھا۔ سچ یہ ہے کہ پُرانے لوگ اس روشن زمانہ کی منزلت اور قدر اسلئے ہم سے زیادہ کرتے ہین کہ زمانۂ سلف کا آخری حصہ اُنکا چشم دیدہ ہے۔

نقل تاکید سر سالار جنگ مرحوم

بہ نائبان حال و استقبال و دیسمکہان و دیسپانڈیان پرگنہ لوسلے لونده سرکار ورنگل۔

موازی پنجاه و شش بیگہ و پنج بسوه انعام و مقطعہ بابت لچھمی نرسہوان سوامی و زنار داران وغیرہ سکنہ موضع انگورتی از مدت قدیم مقرر و جاریست۔ حالاہم بموجب احکام مہاراجہ صاحب قبلہ دام ظلہم از شروع سال سنہ ۱۲۳۵ فصلی بدستور بحال و برقرار داشتہ شد۔ باید کہ انعامات مذکور فصل بفصل۔ سال بسال بہ تفصیل ذیل بتصرف مشار الیہ واگزارند درین باب تاکید اکید دانستہ حسب المسطور بعمل آرند۔

بیگہ ۵ بسوہ

تحریر فی التاریخ ۲۵ مہر سنہ ۱۲۸۵ فصلی۔

اس تاکید سے یہ بات دریافت ہوسکتی ہے کہ چلتی گاڑی مین روڑا اٹکانا عمال کے پاس کچھ مشکل نہ تھا۔ اور ایسی ہی حالتون مین ایسی تاکیدون کی ضرورت لاحق ہوتی تھی۔ یا تو حاکمان اعلے کی اصولی ہدایت یہی رہتی تھی کہ طرز عمل ایسا ہی رہے یا عمال مقامی بنفس خود بے حد نڈر تھے جو خوا مخواہ معاشدارون کو ان تکلیفات مین مبتلا کرتے تھے۔ ہمارے آقاے نعمت کے متبرک عہد مین چراغ لیکر ڈھونڈیئے تو ایک مثال ایسی نہ ملے گی کہ خلاف قانون کسی معاشدار

کے ساتھ ایسا سلوک منجانب عمال ہوا ہو۔ اور ریاست کے اعلیٰ دفتر سے ایک تاکید کی اجرائی پر قناعت ہوی ہو۔

ہم نے ایک ایسے معاشدار کو دیکھا ہے جسکے پاس سند شاہی تھی اور بتیس[۳۲] تاکیدات مدارالمہامی یہ بڑا محتاط شخص تھا۔ جب دریافت کی نوبت آئی تو ہمنے سند کو دیکھنے کے بعد فوراً اپنا اطمینان حاصل کرلیا کہ یہ معاش نہایت معتبر ہے اور پھر ہم اپنی راے تختہ پر لکھنے لگے۔ بڈھا معاش دار پکار اٹھا کہ این چہ معنی دارد۔ میرے بتیس وثیقے اور ہین جو لائق ملاحظہ ہین۔ ہمنے کہا کہ اصل چیز یہی ہے جسکو ہمنے اچھی طرح پر دیکھ لیا۔ تاکیدات سے ہم واقف ہین جنکو فرداً فرداً دیکھنے کی چندان ضرورت نہین ہے۔ اسنے کہا چہ خوش۔ بحالی کی جان اور معاش کے اصل وثائق تو یہی ہین جنکو ہمنے سال بسال حاصل کیا ہے۔ مہربانی فرمائیے اور ان سب کو دیکھے بغیر قلم نہ اٹھائیے۔ پھر وہ کہنے لگا کہ سند تو ہمکو بآسانی مل گئی لیکن ان ۳۲ تاکیدات کی قدر ہم سند سے زیادہ کرتے ہین۔ اسلئے کہ اگر یہ نہ ہوتے تو ہماری معاش ایک دن جاری نہ رہ سکتی۔ اور وہ سمجھ رہا تھا کہ انکی منزلت اصل سند سے زیادہ ہے۔ ہم اسکے خیالات پر متحیر ہوے اور معلوم ہوا کہ زمانۂ سلف مین بادشاہی فرمان یا سند کے بعد اعلےٰ حکام مقتدر نے یہ طرز جاری کر رکھا تھا کہ صاحب سند سال بسال اُن کا دست نگر رہے اور اسی طرح مقامی عمّال کا بھی یہی طرز عمل تھا۔ اُنکی مصلحت اس باب مین جو کچھ بھی رہی ہو لیکن ہماری راے مین یہ طریقہ ثواب عطا کو خاک مین ملانے والا تھا۔ عطیات کا حقیقی لطف۔ صرف اسی عہد مبارک مین ہے کہ جس عطیہ کی بحالی کا تختہ ایک دفعہ منظور ہو لیتا ہے تو پھر اسکے متعلق

بڑے سے بڑے حاکم کی مجال نہین ہے کہ اُسکی بحالی مین کسی وقت چون وچرا کرسکے - نہ سالانہ تاکید کی ضرورت ہے اور نہ صاحب معاش کو خوشامد درآمد کی حاجت - وہ اگر صاحب دولت اور مالدار بھی ہوجاے تو اسکی معاش احکام سند کی تابع ہے - کوئی اسمین دست اندازی نہین کرسکتا -

ہمارے دورہ مین مہار درپّا نامی ایک شاستری صاحب سے ملاقات کا اتفاق ہوا - جو ہمارے مقام پر مہربانی فرماکر تشریف لائے تھے اور تحفہ کے طور پر ایک ناریل بھی اپنے ساتھ لیتے آئے جسکو نہایت خلوص کے ساتھ پیش کیا - ہم معاشداروں کے مختلف حالات اُن سے دریافت کرتے رہے - جب رخصت کا وقت آیا تو ہمنے اپنی جانب سے اُسی ناریل کو اُنکی خدمت مین پیش کیا وہ بے اختیار ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ مین ۸۳ برس کی عمر رکھتا ہون - اور متعدد فرمانروایون کو دیکھ چکا ہون - نذر و نیاز - محصولات - مدارات - مصارف سفر وسعی حصول تاکیدات مین ربع یومیہ بمشکل ہمارے پلّو مین پڑتا تھا - ہماری عمر کے آخری حصہ نے ایک ایسا زمانہ بھی دکھلایا ہے جسمین ہم خیال کرتے ہین کہ ہماری یافت بمقابلۂ زمانۂ سلف چارچند ہے اور یہ ہماری آیندہ نسلون کی خوش قسمتی ہے جس مین وہ چین کرین گے اور یہ ساری روشنی ہمارے مڑہتی کی ہے - مولّف نے خیال کیا کہ یہ اپنے مرشد کی تعریف کررہے ہین - جب کچھہ دنون کے بعد ہمکو ایک اور مقام پر لفظ مڑہتی کی تعریف معلوم ہوئی تو اُسوقت ہم شاستری صاحب کی شکر گزاری کے حقیقی معنی سمجھے - مڑہتی قوم لنگایت مین اُس چوتھے گروہ کا نام ہے جو زمانۂ حال کی اعلی حکومت رکھتا ہو جس سے فرمانروا مراد ہے -

احکام کی تعریف

احکام زبان عربی کا لفظ ہے۔ حکم کی جمع۔ لیکن اصطلاح عطیات میں بمعنی مفرد مستعمل ہے یعنی احکام اُس وثیقہ کاغذی کا نام ہے جو وزیر اعظم ریاست کیجانب سے۔ عمال مال کے نام کسی معاش کی درمیانی کارروائی کی نسبت جاری ہوتا تھا جیسے زمانہ حال میں۔ مدار المہام ریاست کا حکم معتمد صیغہ کے مراسلہ کے ذریعہ سے جاری ہوتا ہے۔ اسی طرح زمانہ سلف میں براہ راست مدار المہام کا حکم بذریعہ کاغذ (احکام) عمال مال وغیرہ کے نام جاری ہوتا تھا۔ نقل احکام ذیل میں لکھی گئی ہے جس سے احکام کی حقیقت معلوم ہو سکتی ہے۔

احکام

بمہر راجہ راجایان راجہ چندو لعل بہادر مرقومہ ۸ جمادی الاول ۱۲۴۸ھ

بنام راج لنگم نائب بھیگل

اگر بہ نائب قاضی پرگنہ بھیگل چیزے از سند مشروط زمین انعام و یومیہ و مدد معاش ہیباشد ہشت آنہ یومیہ بلاقصور وصولی از حاصل مال پرگنہ مذکور و دہ روپیہ خلعت عیدین منجملہ یومیہ سند سرکاری از شروع سال ۱۲۴۸ فصلی برائے مدد معاش نائب میر قمر الدین قاضی پرگنہ مذکور از سرکار جاری گردیدہ باید کہ یومیہ و خلعت عیدین بمشار الیہ رسانیدہ قبض الوصول میگرفتہ باشند محسوب و مجری خواہد شد۔ زیادہ چہ نوشتہ شود ۔

اس احکام کی عبارت سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ نائب قاضی نے رسائی حاصل کرکے معاش قضائت میں سے اپنے نام ایک حصہ معینہ جاری کرا لیا۔ اگر قاضی صاحب نے اس احکام کی اجرائی کے بعد خود بھی کوشش فرمائی ہو تو ایک دوسرے احکام کی اجرائی سے تنسیخ

احکام اوّل الذکر ضرور ہوی ہوگی۔ ایسے متعدد احکام ہماری نظر سے گزرے ہین کہ احکام الف کی تنسیخ احکام ب نے کی اور احکام ب کی منسوخی کا حکم بذریعہ احکام ج جاری ہوا پھر ج کی تنسیخ بذریعہ د ہوی۔ اس قسم کی کارروائی گویا ایک معمولی بات تھی۔ نیک نیت حکام ہر ایک شاکی کو اپنی نیک نیتی سے سچا خیال کرتے تھے اور اُسکی استدعا کے مطابق ایک حکم دیدیتے تھے۔ جب فریق مقابل حاضر ہوکر تردید کرتا تہا تو حکم اوّل کی تنسیخ مین اُنکو ذرا تامل نہین ہوتا تھا۔ اسی طرز عمل کا یہ لازمی نتیجہ تھا کہ بعض چالاک لوگ اپنے مقصود کے مطابق احکام کے جاری کرانے کے بعد مختلف ذرائع سے خبرگیران رہتے تھے کہ کہین فریق مقابل اُسکی تنسیخ کراکر دوسرا احکام نہ جاری کرادے۔

یہ خرابی اسلئے تھی کہ پہلے احکام کی اجرائی سے قبل دوسرے فریق کو جواب دہی کا موقع نہین دیا جاتا تہا۔ آج کا روشن زمانہ اس قسم کے احکامون کو عجوبہ خیال کرتا ہے اور حیرت انگیز نگاہ سے دیکھتا ہے کہ رعایا کس آفت مین مبتلا رہی ہوگی۔

ہمارا آقاے نعمت اور اُسکے وزیر روشن ضمیر سے کبھی کسی فرد بشر کو یہ امید نہین ہے کہ وہ صرف ایک خودغرض کے معروضہ پر ایسا کوئی احکام جاری کردیگا۔ اگر کوئی ایسے کسی حکم کا ہم سے ذکر بھی کرتا ہے تو ہم اصول مزاج کی اعلی واقفیت کی وجہ سے اس خبر کی صحت مین کلام کرتے ہین اور قطعیت کے ساتھ سمجھہ لیتے ہین کہ کبھی ایسا نہ ہوا ہوگا۔ مردہ پسندون کو اپنے گریبان مین سر ڈالکر غور کرنا چاہئے کہ آیا ایسا اطمینان کسی زمانۂ سلف مین نصیب تھا جیسا کہ اب ہے۔

اس روشن زمانہ مین جب کبھی کوئی ایسی درخواست کسی ایک فریق کیجانب سے مدارالمہام

وقت کے ملاحظہ مین پیش ہوتی ہے تو قطعی حکم اُس درخواست پر ہرگز نہین جاری کیا جا
بلکہ اپنے متعلقہ صیغہ کے پاس وہ استدعا بھیجدی جاتی ہے اور متعلقہ کو ر ایک تاریخ مقرر کرتا ہے
اور فریق مقابل کو اُسکے عذرات پیش کرنے کا موقع دیتا ہے۔ تاریخ مقررہ پر دونون کے مواجہ
مین حقیقت حال سے واقف ہوکر مفصل رپورٹ تحریر کرتا ہے اور اس رپورٹ پر پیشگاہ مدارالمہامی
سے حکم آخر دیا جاتا ہے۔ جو فریق اس حکم سے ناراض ہوتا ہے وہ آزاد ہے کہ اپنی ناراضی کا اظہار
روشن دماغ ولی نعمت کی بارگاہ مین بذریعۂ معروضہ کرے۔ اور حاشی معاملات مین لبا اوقات
خود وزیراعظم کے حکم دینے سے پہلے۔ بارگاہ اقدس سے استصواب فرماتا ہے۔ غرض جو کچھ ہوتا ہے
وہ ایک نہایت مستحکم اور منصفانہ اصول پر ہوتا ہے جس سے رعایا کے دلون مین کامل بھروسہ
اور اطمینان رہتا ہے۔

ہمارا ولی نعمت اس قدر بیدار ہے کہ اگر احیاناً وہ کسی ایسے معاملہ کی اطلاع پاتا ہے جسمین
ترک اصول کا خفیف سا شائبہ بھی پایا جاتا ہو تو وہ بصیغۂ نگرانی اسکے کاغذات اپنے ملاحظہ
مین طلب فرماتا ہے اور منصفانہ ترمیم کے ساتھ انصاف کا حق ادا کرتا ہے۔

اگر زمانۂ سلف کے وثیقہ احکام کی شان اور کارروائی کے عنوان سے عامہ رعایا کو بیخبری
رہتی تو وہ کبھی اس نعمت کی قدر نہ کر سکتی جو اس زمانہ مین ہمکو حاصل ہے۔

قول کی تعریف | قول زبان عربی کا لفظ ہے بمعنی۔ بات۔ سخن۔ یقین۔ عہد و قرار۔
پیمان۔ صاحب فرہنگ آصفیہ نے بھی اسکا ذکر کیا ہے اور قول مردان جان دارد کی فارسی
مثل انہین معنون مین ہے۔

اصطلاح عطیات مین قول ایک وثیقۂ کاغذی کا نام ہے جو معطی مقتدر کی جانب سے ایک غیر مستقل عطا کی نسبت زمانہ سلف مین لکھدیا جاتا تھا جسکو وثیقۂ سربستگی بہی کہتے تھے۔ قول کے ذریعہ سے جو معاشین عطا ہوی ہین اُنکی مدت بحالی بقید سنہ محدود رہی ہے بعض قولون مین مدت کا تعین بھی نہ تھا مگر تاہم اُنکا اثر دوامی نہین سمجھا جاتا تھا۔

تبدیل حکومت کے بعد نئے عامل کی نگاہ پہلے انھین قولی معاشون پر پڑتی تھی اور وہ سمجھتے تھے کہ انکے قایم رکھنے یا مٹانے کے ہم مجاز ہین۔

ہم نے بعض قول ایسے بھی دیکھے ہین جو ایک وزیراعظم کی مہر و دستخط سے عطا ہوے لیکن عمّال جدید کی عرضداشت پر وہ بدل دئے گئے یا کالعدم کردئے گئے۔ غرض قول مین بدقولی کوئی مشکل بات نہ تھی۔ نمونۂ قول ذیل مین ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔

قول۔ از دفتر مدارالمہامی

باسم گنکولہ نرسنگراو دیسپانڈیہ پرگنۂ اردہ پلی سرکار نلگندہ صوبۂ فرخندہ بنیاد حیدرآباد آنکہ۔ حسب الدرخواست ایشان نظر برآبادی و درستی تعلقۂ پامرلہ تارٹ پرگنۂ مزبور سواے زراعت۔ موضع لبتال و دوسار۔ بابت ہمہ جہت مابعد و خام۔ بطریق سربستہ بررقم مبلغ الف... سو تال و کلالی و محترفہ و سرورختی و امرائی و باغات و نذر دستی و کتائی و دمبالہ و محصولداری وحق نائبانہ وغیرہ سواے سائر از شروع ۱۲۳۳؁ لغایت آخر سال ۱۲۴۲؁ فصلی قول پنجسال۔ مرحمت گشتہ باید کہ بخاطر جمعی تمام رعایاے قدیم و جدید را فراہم آوردہ بدلاسا و طمانیت پرداختہ آباد ساختہ تردد و کشتکار قرار واقعی نمودہ زر سرکار بموجب اقساط فصل بفصل۔ سال بسال۔

داخل سرکاری نموده باشند درین باب قول شناسند۔

۱۱ لعہ سالانہ

واجب ۵ سال

السابعہ

تحریر فی التاریخ ۱۷ ربیع الاول ۱۲۵۵ھ ہجری

قولی انتظام کو بعض محققین نے انتظام مالگزاری کا ایک شعبہ قرار دیا ہے اور عطیات سے خارج سمجھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس کتاب کی فصل اول مین اسکا نام مستقل اقسام عطا سے ترک کر دیا ہے۔ لیکن عطیات ارضی کے قبضہ کی تحقیقات مین چونکہ زمانۂ قول سے بھی بحث کیجاتی ہے اور صدہا قول ہماری نظر سے گزرے ہین لہذا ہمنے اس کاغذ کی تعریف کو اس فصل مین بیان کر دینا مناسب خیال کیا۔

دیہی کاشتکار قول کو بھی ایک قسم کی عطا خیال کرتے تھے جو مدت معینہ تک محدود ہوتا تھا۔ اور زمانۂ قول مین۔ قولدار اپنے حدود ارضی مین تمام سیاہ و سپید کا مالک سمجھا جاتا تھا۔ رقم معینہ کی تشخیص گویا رقم پن کے مماثل تھی۔ اسی وجہ سے قولی انتظام کو سربستہ انتظام کہتے تھے۔ سربستہ کے معنی بالمقطعہ کے ہین۔ الغرض قولدار کو کبھی اسکا بھروسہ نہین رہتا تھا کہ اُسکے قول کی مدت مع الخیر ختم ہوگی۔ جب کبھی عمال مال کے ساتھ ناچاقی پیدا ہوتی تھی تو وہ قولدار کے طرز عمل مین شاخ شجرے پیدا کرکے فسخ قول کی کوشش کرتے تھے اور قولدار کو اسکا بھی ڈر لگا رہتا تھا کہ اسی رقبہ محدود کا قول۔ صدر سے کسی اور کے

نام منظور نہ ہوئے۔ بعض ایسی بھی مثالین ہماری نظر سے گزری ہین۔ اسی بنیاد پر بڈے زمیندار یہ نقل کہا کرتے تھے کہ ایک قول گیرندہ جب حیدرآباد سے وثیقۂ قولی لیکر روانہ ہوا تو وہ اپنے یابو پر سوار اور دم کیجانب منہ کئے ہوئے تہا۔ لوگ اسکے اس فعل پر تمسخر اڑانے لگے تو اسنے کہا کہ مین نے دم کی جانب اسلئے اپنا رخ رکہا ہے کہ دیکہتا رہون کہ کہین کوئی دوسرا یابو سوار میرے علاقۂ قولی کے لئے نیا قول حاصل کرکے نہ آتا ہو۔

حقیقت حال یہ تھی کہ ایک شخص کی اراضی قولی پر باضافۂ رقم درخواست کا پیش ہوجانا۔ فسخ قول سابق کے لئے کافی سمجہا جاتا تہا بعض چالاک لوگ رقم قولی بطور پیشگی نقد داخل کردیتے تھے اور اسکے سوا نذرانہ کی رقم بھی پیش کردیتے تھے۔ اور تنسیخ قول سابق مین کامیاب ہوجاتے تھے۔

اور اب وہ زمانہ ہے کہ ہمارا والی نعمت اپنے ایک ادنے ملازم کے اس قول وقرار کی پرداخت کرتا ہے جو نیک نیتی سے دیا گیا ہے اگرچہ وہ خارج از اقتدار ہو۔ وہ صرف اس بات کو دیکہتا ہے کہ جس ملازم نے ایسا کیا اسمین اسکی سازش یا بدنیتی تو نہ تھی اور صریح الفاظ کے ساتھ سررشتۂ مال مین اسکا حکم دے رکہا ہے کہ سرکاری افسر مال کا قولی عمل اگر اسکی غلطی۔ اور نیک نیتی سے ہے تو اسکو نباہنا چاہئے کیونکہ قول گیرندہ کا اسمین کچھ قصور نہین ہے۔ بلکہ قول دہندہ اسکا ذمہ دار ہے۔ لہذا مواخذہ اپنے ملازم سے کرو۔ اور قول گیرندہ کی مزاحمت نہ کرو۔ اس منصفانہ حکم کا اثر ملک پر اسقدر ہوا کہ سرکاری حلقہ کے قول کو عام لوگ پتھر کی لکیر سمجھنے لگے اور زمانۂ قول مین اپنا سرمایہ صرف کرنے اور آبادی بڑہانے پر بجمیع وجوہ آمادہ ہوئے

انہین خوبیون کا نتیجہ ہے کہ زمانۂ سلف کے مقابلہ مین۔ آج ملک کی آمدنی دوچند سے زائد ہے اور روز بروز افتادہ رقبہ آباد ہوتا چلا جاتا ہے۔

برخلاف اسکے زمانۂ سلف مین قول دار۔ سرکاری قول پر بھروسہ نہ ہونے کی وجہ سے اپنے سرمایہ کے صرف کرنے مین احتیاط کرتے تھے اور رعایا پر لوٹ مار کرکے اپنی قولی رقم کی پابجائی کرلیتے تھے۔ تاکہ وقت سے پہلے قول فسخ ہوجاسے توگھاٹے مین نہ رہین۔ اُنکو اس طرز عمل کے لئے بڑی گنجایش تھی۔ اسلئے کہ ازروسے الفاظ وعبارت قول نامہ۔ مال۔ کلالی۔ محترفہ۔ سردرختی۔ امرائی۔ باغات۔ نذر دستی۔ کٹائی۔ دمبالہ محصولداری۔ حق نابانہ وغیرہ پر اُنکو کامل اختیار رہتا تہا۔ اورصرف سائر کی آمدنی قول سے مستثنے رہتی تھی۔ یہ کُل ابواب رعایا کا خون چوسنے کے لئے بالکل کافی تھے۔ ہم اسی موقع پر ناظرین کو ان اصطلاحی الفاظ کی سیر کراتے ہوے آگے بڑہین گے۔ ہرایک لفظ کی تعریف دلچسپی سے خالی نہین ہے۔

مال سے مالگزاری مراد ہے۔ اور **کلالی** سے سیندہی اور تاڑی اور شراب کا محصول۔ کلال ہندی زبان کا لفظ ہے۔ بقول صاحب فرہنگ آصفیہ۔ اسم مذکر۔ شراب کھینچنے اور بیچنے والا۔ آبکار۔ خمار۔ پس اصطلاح ملک مین کلالی ایک آمدنی کی مد تھی۔ جسکا نام زمانۂ حال مین آبکاری ہے اور لفظ آبکاری بہ نسبت کلالی کے جامع ومانع ہے۔

محترفہ کے نام سے زمانۂ سلف مین حرفت پیشہ لوگون پر ایک خاص قسم کا محصول لیا جاتا تھا۔ زمانۂ حال مین ہمارے والی نعمت نے ترقی صنعت وحرفت کے لئے اس محصول کو غیرمفید پاکر معاف فرمادیا۔ جاگیرات مین ابتک اسکا رواج ہے اور قابضین جاگیر کی سخت غلطی ہے کہ وہ اپنے

آقائے نعمت کے نقش قدم پر نہین چلتے ہین۔

سر درختی کی تعریف ہم فصل اول مین کر چکے ہین۔ زمینات سرکاری مین حاصلات درختان کی قیمت کاشتکارون سے وصول کیجاتی تھی اور سمجھا یہ جاتا تہا کہ انکو زمین کی پیداوار پر حق ہے نہ ثمرہ درختان پر۔ ہمارے والی نعمت نے بارہ سال کے قابض زمین کو درختان اور ثمرہ درختان کا مالک قرار دیدیا اور سر درختی انکو معاف فرمادی۔ جاگیرات مین البتہ اس معافی کا لزوم نہین اور یہ قابضان جاگیر کی غلطی ہے۔

امرائی۔ درختان امبہ کے ثمرہ کی آمدنی کو امرائی کہتے تھے۔ زمانہ سلف مین امرائی کا محصول عموماً رعایائے کاشتکار سے وصول ہوتا تھا یا زمینات سے جدا اُسکا خرچ ہوتا تہا۔ ہمارے والی نعمت نے زمینات مقبوضہ رعایا کو امرائی کے متعلق بہی وہی حقوق عطا فرمائے ہین جو سر درختی کے متعلق انکو حاصل ہین۔ البتہ بعض جاگیردار اس سیر چشمی کو اپنی رعایا کے ساتہ کام مین نہین لاتے۔

باغات۔ زمانہ سلف مین مزارعین کے باغون پر جدا محصول لیا جاتا تہا۔ اور اسی کی آمدنی کا نام باغات تہا۔ اب ہمارے آقائے نعمت نے صرف مالگزاری اراضی کے منصفانہ دیارے سے کام رکہا ہے اور رعایا کو عام آزادی ہے کہ خواہ وہ اپنی زمینون مین تری کی کاشت کرے یا ان مین باغ لگائے۔

نذردستی۔ یہ بڑا وسیع ذریعۂ آمدنی کا تہا۔ اسکو دوسرے الفاظ مین جبردستی کہنا چاہیے یعنی قول دارون کو انکے تقاریب اور تہوارون مین رعایا سے نذر لینے کا موقع دیا گیا تہا۔

اب ہمارے والی ریاست نے نذر دستی کو صرف اپنے عالیشان دربار اور مدار المہام سرکار تک محدود رکھا ہے اور اسکا رحم وکرم ان درباروں مین بھی عامہ رعایا کو نذر دستی کا پابند نہین رکھتا۔ اور حاکمان اضلاع اور دوسرے اہل حکومت کو بالفاظ صریح نذر دستی قبول کرنے کی ممانعت کر دیگئی ہے۔ تا بہ قول داران چہ رسد۔

کٹائی - جب پیداوار کے کٹاو کا وقت آتا تہا تو زمانہ سلف مین تولدار ایک خاص محصول بیچارے کاشتکارون سے وصول کرنے کے مجاز کئے گئے تھے۔ اب ہمارے والی نعمت نے ان محصولات کو ناجائز قرار دیکر خود اپنے خالصہ مین مسدود فرمادیا ہے اور غریب رعایا کو اس سے سبکدوشی حاصل ہوچکی ہے۔

دُسبالہ - یہ محصول خرمن ہے جو زمانہ سلف مین کاشتکارون سے اُنکی پیداوار کے کوٹون پر لیا جاتا تھا۔ ہمارے والی نعمت نے اسکو بھی معاف فرماکر اپنی عزیز رعایا پر احسان فرمایا ہے۔

محصولداری - محصولداری کے نام سے ایک محصول خاص کاشتکارون سے لیا جاتا تھا۔ اور وہ محصولداران مقامی کی تنخواہ کا معاوضہ سمجہا جاتا تہا جسکا تقرر منجانب سرکار ہوتا تہا۔ اب ہمارے رحمدل فرمانروا نے اس محصول کو بھی معاف اور مسدود فرمایا ہے۔ اور قائم مقامان محصولدار یعنی تحصیلدارون کی تنخواہ خزانۂ شاہی سے عطا ہوتی ہے۔

حق نائبانہ - نائب کے نام سے ایک خاص عہدہ تھا جو انتظام مالی سے متعلق تہا۔ اور ان نائبین کو اپنے حق الخدمتہ کیلئے رعایا کی زراعت پر بمقدار معینہ حق دیا گیا تہا۔ ہمارے محبوب فرمانروا نے اس بارسے بھی رعایا کو سبکدوش فرمادیا۔

سائر۔ سائر اُسی محصول کرور گیری کو کہتے تھے جو درآمد و برآمد مال پر مقرر رہتا اور اب بھی مقرر ہے
جسکی تعریف ہم گزشتہ فصل اوّل مین بیان کر آئے ہین۔ اہل دیہات اور اہل ملک نے اسی محصول
سائر سے نامزد کیا تھا جسکا مادّہ سیر ہے چونکہ درآمد برآمد مال مین نقل مقام ہوتا رہتا ہے۔ لہذا اسکا
یہ نام رکھدیا گیا یعنی یہ وہ محصول ہے جو مال تجارتی کے نقل مقام کے وقت لیا جاتا ہے۔

ان محصولات کی تعریفات اور نیز اُن (معافیات سے آگاہی ہوجانیکے بعد جو اسی روشن زمانہ
کا صدقہ ہین) ہم یہ سوال کرتے ہین کہ رعایا و کاشتکار کے حق مین آیا زمانہ سلف مفید تھا یا زمانہ حال
یہی وجہ ہے کہ برٹش انتظام مین بھی اکثر اہل الرائے نے رعیت واری انتظام کو قولی انتظام پر
ترجیح دی ہے اور یہ مانی ہوی بات ہے کہ قول یا سربستہ یا بالمقطعہ انتظام اسیوقت مفید ہوگا جبکہ
کاشتکارون کے حقوق مدوّن ہوجائین اور نیز کامل نگرانی ہوا کرے کہ اُن حقوق مدوّنہ مین کوئی
خلاف ورزی نہونے پائے۔ اسی بنیاد پر ہمارے آقائے نعمت نے اپنے سارے ملک مین انتظام
رعیت واری کا بندوبست فرمایا ہے اور جہان کہین قولی یا سربستگی کے عمل کو بلحاظ ایفاے قول
خال خال قائم رکھا ہے وہان قولدار یا مقطعہ دار کے برتاؤ کی جو وہ اپنی رعیت کے ساتھ کرتا ہے
ہمیشہ نگرانی کیجاتی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ایسے رحمدل۔ رعایا پرور۔ بادشاہ کی مثال سلاطین سلف
مین مشکل سے ملیگی جسکا ہر ایک فعل لایخلو عن الحکمہ کا مصداق ہے۔

اوارجہ کی تعریف | بقول صاحب فرہنگ انجمن آرائے ناصری اوارجہ۔ آورجہ و آورچہ۔
زبان فارسی مین حساب کنندہ کو کہتے ہین۔ اصطلاح عطیات مین ایک ایسے حسابی کاغذ کا نام
اوارجہ ہے جسمین سالوار زمینات عطیات کی جھڑتی لکھی جاتی ہے۔ یہ کاغذ زمانہ سلف مین سالانہ

مرتب ہوتا تھا جسمین اوّل سالگذشتہ کی زمینی سلک لکھی جاتی تھی اور پہر سال حال کی عطا اور آخر پر دونون کی میزان۔ ہر ایک عطا کے ساتھ معاشدار کا نام۔ رقبہ کی صراحت۔ معاش کی نوعیت۔ پرگنہ اور قصبہ کا داخلہ ہوتا تھا۔ اور سال بسال ضبطیات کا عمل بھی اسمین دکھلایا جاتا تھا اور بالآخر بعد وضع رقبۂ ضبط شدہ تتمہ اراضی بحالی کی بگھاون بھی اسمین ظاہر کیجاتی تھی۔ یہ کاغذ باعتبار رقبہ اراضی ایک خاصا جمع و خرچ تھا۔ بعض اوارجون مین وجہ عطا کا داخلہ بھی پایا گیا ہے۔ یہ حساب زمانۂ سلف مین نہایت قابل اعتبار رہتا اور زمانۂ حال مین بھی صیغۂ عطیات کو اس سے کامل مدد ملتی ہے۔ دفتر مال و دیوانی اس کی صحت اور حفاظت کا ذمہ دار ہے۔ ۱۱۵۷ فصلی سے ۱۲۶۶ فصلی تک اسکی ترتیب جاری رہی اسکے بعد سے موقوف ہو چکی۔ اسلئے کہ ضلع بندی کے بعد ان حسابات کا تعلق دفتر صدر محاسبی دیوانی سے ہو چکا ہے اور دفاتر ضلع مین انعام پترک وغیرہ سے عطیات ارضی کا حساب متعلق ہے۔

ہر ایک معاش ارضی کی سند جاری ہونے کے بعد اُسوقت تک اس کاغذ مین اُسکا داخلہ نہین لکھا جاتا تھا جب تک کہ معاش دار کو اسپر قبضہ نہ ملے۔ گزشتہ زمانہ مین اس کاغذ کی حفاظت کسی قدر مخدوش ہو گئی تھی۔ ہمارے آقائے نعمت نے اپنے عہد میمنت عہد مین اس کا کامل انتظام فرمایا۔ اور اس کاغذ کو قابل ادخال شہادت قرار دینے کیلئے مفصل احکام شائع فرمائے جو کمال احتیاط پر مبنی ہین۔

سیاہہ کی تعریف سیاہہ اُس کاغذ حسابی کا نام ہے جسکو فارسیون نے روزنامچہ نقدی سے موسوم کیا ہے۔ صاحب برہان قاطع نے لفظ سیاہہ کے لغوی معنی صرف کتاب کے لکھی

ہین۔ صاحب غیاث اللغات فرماتے ہین کہ سیاہہ باصطلاح متصدیان دفتر مسودہ روزنامچہ باشد کہ آمدنی نقود یا اجناس ہر روزہ بطریق اجمال بلا تفریق و تفصیل یکجا بنگارند۔ صاحب فرہنگ آصفیہ نے اسکو بھی۔ کھاتہ۔ روزنامچہ کہا ہے۔ دکن مین سیاہہ دو کاغذون کا نام ہے (۱) سیاہہ شاہی جس مین روزانہ۔ فرمانروا سے وقت کے احکام کا داخلہ لکھ لیا جاتا ہے۔ اسکی ترتیب مانہ حال مین بھی جاری ہے اوراسی کام کو زمانہ سلف مین واقعہ نویسی۔ کہا جاتا تھا جیسا کہ نقل سند کی عبارت ظہری سے اسکا پتہ چلتا ہے جسکو ہم بیان کر آئے ہین۔ (۲) وہ کاغذ سیاہہ سے موسوم تھا جو دفاتر دیوانی اورمال مین مرتب ہوتا تھا جس مین ماہ وار اور تاریخ وار کل احکامات اور وثائق جاری شدہ متعلقہ معاشداران کی نقل ہوتی تھی جسمین قسم عطا و نام معطی و معطی لہ و وجہ عطا کی صراحت رہتی تھی۔ اعم ازینکہ وہ وثائق عطیات اراضی سے متعلق ہون یا نقدی سے۔ اس رجسٹر کی ترتیب ۱۱۶۰ ہجری سے ۱۲۸۲ ہجری تک دفتر مال و دیوانی مین ہوتی رہی ۱۲۸۲ھ کے بعد سے وہ لزوم باقی نہین رہا۔ اس سیاہہ آخرالذکر کو سیاہہ دفتری کہتے ہین۔ سیاہہ دفتری سے کسی فرمان یا سند یا احکام وغیرہ کی نقل کا حاصل ہونا حکم عطا کی تو دلیل ہے لیکن تعمیل حکم اور قبضہ معطی لہ کیلئے اوارجہ کا داخلہ ضروری سمجھا جاتا ہے۔

ہماری راے مین سیاہۂ دفتری صرف ایک کھتا ونی کا رجسٹر ہے۔ زمانہ حال مین بھی سیاہہ دفتری کی ترتیب صرف بہ تبدیل طریقہ ترتیب دفاتر متعلقہ مین جاری ہے۔

چک بندی کی تعریف چک کے معنی زبان فارسی مین برارت کے ہین اور اصطلاح دفتری مین چکبندی اس کاغذ کا نام تھا جسمین اراضی کا تفصیلی داخلہ بصراحت رقبہ و جمع مشخصہ و نام قابض

رکھا جاتا تہا اسی مین عطایاے اراضی بہی ضمناً شریک رہتے تھے۔ یہ کاغذ زمانہ سلف مین موضع وار مرتب ہوتا تہا لیکن اب اسکے عوض زیادہ تر مفید اور مفصل نمونے ہمارے آقاے نعمت کے حکم سے ترتیب پاتے ہین جنکا تفصیلی بیان اس موقع پر غیر ضروری خیال کیا جاتا ہے جسکے لئے ہماری جدا تالیفات موجود ہین۔

انعام پترک یہ کاغذ مخصوص تہا عطیات اراضی سے۔ اور زمانۂ حال مین بھی اسکی ترتیب ہوتی ہے جسمین عطیات ارضی کا داخلہ لکھا جاتا ہے۔ اس نام مین انعام کا لفظ بدستور سابق عام معنون مین مستعمل ہے اور پترک زبان ہندی مین ورق یا پتے کو کہتے ہین۔ بدینوجہ کہ زمانہ سلف مین کاغذ کی کمیابی کیوجہ سے حسابات کی ترتیب خاص کر تلنگانہ مین تاڑکے پتون پر لوہے کے قلم سے ہوتی تھی۔ واضع نے اسکے لئے ایک ایسا جامع لفظ تجویز کیا تہا۔ جو کاغذ اور پتے دونون پر شامل ہو۔

دیہہ جھاڑا کی تعریف دیہہ جھاڑہ بھی ایک رجسٹر کا نام ہے جسمین ایک تعلقہ یا پرگنہ کے کل دیہات کا داخلہ رہتا ہے جس سے زمینات موضع کی جہڑتی بہی ملتی ہے۔ اعم ازینکہ وہ متعلق باراضی عطیات ہون یا متعلق بہ خالصہ سرکاری۔ اقسام زمینات کی تفصیل اور رقبہ مزروعہ اور غیر مزروعہ کی صراحت اس کاغذ مین کم کیجاتی تھی۔ زمانۂ حال مین اس کاغذ کو باقاعدہ نمونے کی شکل مین بدل دیا گیا ہے اور وہ بہ نسبت ترتیب سابقہ کے زیادہ مکمل اور قابل اعتبار ہی اسیطرح۔

ڈول کی تعریف ڈول بھی زمانہ سلف کا ایک کاغذ تھا جسمین موضع کا حلیہ صراحت حدود کے ساتھ لکھا جاتا تہا۔ زبان اردو مین ڈول۔ ڈِپل کے معنی سے ناظرین کتاب غالباً واقف ہونگے

انہیں معنون میں اس کاغذ کا نام رکھا گیا ہے جسمیں موضع کی تصویر الفاظ مین اُتار لی جاتی تھی۔ ہمارے آقائے نعمت کے حکم سے ملک کی پختہ پیمایش ہونے کے بعد موضع وار نقشے اور اُنہیں کے ساتھ متعدد کاغذات حسابی بن چکے ہین جنکے روبرو وہ بے ڈول کاغذ ہیچ ہے۔ صاحب فرہنگ آصفیہ نے لفظ ڈول کے معنی۔ خاکا۔ ڈھانچا۔ کسی چیز کا کچا نقشہ۔ نمونہ۔ بیان فرمائے ہین۔ یہ زبان ہندی کا لفظ ہے۔

بعض معاش ہائے ارضی ڈول منہائی کے نام سے مشہور ہین اور اسکے معنی خارج جمع کے ہین۔ جسکا بیان فصل اوّل مین گزرچکا ہے۔ اسی طرح۔

جمع وخرچ کی تعریف | جمع وخرچ بھی ایک حسابی کاغذ کا نام ہے جو ماہانہ اور سالانہ مرتب ہوتا ہے۔ جسکا تعلق صرف نقدیات سے ہے۔ ماہانہ جمع وخرچ کو۔ گوشوارہ حساب بھی کہتے ہین۔ ہم نے ان حسابی کاغذات کی مفصل کیفیت اور تعریفات اپنی تالیف (سیاق دکن) مین بیان کی ہین بنا رعلیہ اس موقع پر معزز ناظرین کا زیادہ وقت ضائع کرنا نہین پسند کرتے۔ صرف اسقدر بیان اس کتاب کے مقصد کیلئے کافی خیال کرتے ہین کہ عطایائے نقدی کی ادائی کا داخلہ اسی کاغذ سے متعلق ہے۔

اسکو جمع وخرچ اسلئے کہتے ہین کہ اسمین مداخل ومصارف دونون کا حساب ہوتا ہے۔ زمانۂ سلف مین طریقۂ سیاق پر اسکی ترتیب بذریعہ بندات وافراد ہوا کرتی تھی لیکن زمانۂ حال مین ہمارے فرمانروا نے ایک مفید نمونے پر اسکو جاری فرمایا ہے۔

بندِ سوال کی تعریف | بندسوال اُس کاغذ کا نام ہے جسمین مستدعی معاش اپنے مقصود کو

حسن طلب کے پیرایہ مین ظاہر کرتا ہتا جسپر بادشاہ وقت کے قلم سے عطا کا حکم لکھا جاتا تھا۔
نقل ذیل سے اسکی تصویر ہدیۂ ناظرین کیجاتی ہے:۔

خواجہ عبد اللہ خان امیدوار فضل و کرم خداوندی

بعطاے جاگیر آل تمغا

در پرگنہ ( )

یک دیہہ

چھٹیات درود مبالہ کی تعریف

یہ فارسی زبان کا اصطلاحی لفظ ہے۔ پیداوار کشت کے تیار ہونے کے بعد غلّہ کو کہیت سے جدا کرنے کو درود مبالہ کہتے ہین۔ عمّال سرکاری کیجانب سے معاشداران انعامی وغیرہ کو چھٹیات درود مبالہ اسوقت عطا ہوتے تہے جبکہ اُن کی زمین انعام کی فصل تیار ہوکر۔ کاٹنے کی نوبت آتی تھی۔ یہ پابندی اسلئے رکہی گئی تہی کہ ایسا نہو کہ انعامدار اپنے کہیت کی پیداوار کو اُٹھا لیجائین اور پہر محصولات سرکاری یعنی مطالبات سلطانی کے وصول مین دقّت واقع ہو۔ خالصہ کی رعایاے کاشتکار کے ساتہ بھی یہی عمل جاری تہا۔ اُنکی مجال نہ تھی کہ وہ اپنے تیار شدہ کہیت کو بغیر اداے زرلگان وحصول چھٹی درود مبالہ کاٹ سکین۔ یہ ایسا وقت ہوتا تھا جسمین انکو اداے رقم کی سبیل مین بہت مشکل پڑتی تھی ناچار

مہاجنون اور ساہوکارون سے قرضہ لیکر سرکاری مطالبہ بے باق کرتے تھے۔ اور پھر مہاجنون کا قرضہ کی ادائی مین اُنکے من مانے نرخ سے غلہ دیتے تھے غرض اس طرز عمل مین رعایا کو ہر طرح پر گھاٹا اور نقصان ہوتا تھا۔ ہمارے رحمدل آقائے نعمت نے اپنی عزیز رعایا کو اس مشکل سے بھی نجات عطا فرمائی ہے یعنی چٹھیات درود مبالہ کا طریقہ مسدود کیا گیا۔ وصول مطالبہ مالگزاری کا وقت درو فصل اور فروخت پیداوار کے بعد رکھا گیا ہے۔ اور یہ ایک ایسی بے فکری کا وقت ہوتا ہے کہ کاشتکار بغیر مطالبہ کے رقم داخل کردیتا ہے۔ فی زمانناً۔ رعایا کے تعلقات عمّال سرکاری سے ایسے عمدہ ہین کہ کبھی خواب مین بھی ایسا خیال نہین گزرتا کہ سرکاری مطالبہ کسی حیلہ بازی سے ڈوب جائیگا اور وصول ہونے نہ پائیگا۔ یہ نتیجہ ہے اعتدال لگان کا جو تشخیص اراضی کے ذریعہ سے قائم ہوا ہے۔

زمانۂ سلف مین کاشتکار اپنی مقبوضہ اراضی کو بغیر منظوری سرکار کے چھوڑ دینے کا مجاز نہ تھا اب وہ بالکل آزاد ہے کہ جب چاہے استعفا داخل کرے۔ ایک جانب سرکار اس سے مطمئن ہے کہ ہمارا مطالبہ غیر منصفانہ اور جابرانہ نہین ہے۔ دوسری جانب کاشتکار خود اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ لگان کا ٹھیراو معتدل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُس مکروہ برتاو کی ضرورت اب باقی نہین رہی ہے۔ جس سے کاشتکارون اور انعامدارون کی جان عذاب مین تھی۔ اس مبارک زمانے مین کاشتکارون کو اُنکی آزادی کا لطف حاصل ہے برخلاف زمانۂ سلف کے جسمین اصول مالگزاری مین وہ نیم قیدی کا درجہ رکھتے تھے۔ سمجھا یہ جاتا تھا کہ وہ اصول مطالبۂ سلطانی کی حفاظت کے لئے حفظ ما تقدم کا کام کرتے ہین اور حقیقت یہ تھی کہ اُنہین جابرانہ اصول سے روز بروز ملک ویران ہوتا جاتا تھا۔

کاشتکار کی فراری کا مرثیہ ہمیشہ عمال کی زبان پر رہتا تھا۔ آفات ارضی وسماوی مین برآیندگی اور معافی مطالبہ کی جانب سررشتہ دارون اور تعلقداروں کو ذرا توجہ نہین ہوتی تھی۔ اسلئے کہ انکو تو لنا مہ کے مطابق سالانہ رقم ادا کرنا ہے برخلاف اسکے اسوقت ہماری رحمدل سرکار اپنی عزیز رعایا سے براہ راست تعلق رکھتی ہے اور انکو انکی مصیبت کے وقت مدد دیتی ہے یعنی اپنے مطالبہ کو کبھی برآیندہ اور کبھی معاف کر دیتی ہے۔ یہ سب کچھ اسی عہد مبارک کی برکت ہے اور بس۔

اب ہم اس باب کو دعاے دولت پر ختم کرتے ہین۔ اور ناظرین کتاب کو پیمایش اراضی عطیات کیجانب لے چلتے ہین۔

(د) جریب اور پیمانے جو عطایاے ارضی مین مستعمل ہین اور انکا بیان

(الف) جریب اور پیمانے

چاور کی تعریف | چاور ایک ملکی اور سطحی پیمانہ ہے جو ۱۲۰ بگیہ کا مساوی ہوتا ہے۔ جسکے (۴۳۲۰۰۰) مربع گز ہین۔ متعدد اسناد مین عطاے اراضی کا حساب چاور کے نام سے ہوا ہے۔ ہماری تحقیق مین یہ بھی ہندی زبان کا لفظ ہے۔ تلنگانہ کی رعایا اسکو ساورمو کہتی ہے

ناگر کی تعریف | حیدرآباد کے سطحی پیمانون مین ناگر بھی ایک پیمانہ ہے جو مساوی ہے ۱۸ بگیہ یا (۶۴۸۰۰) گز مربع کا۔ متعدد اسناد مین اسکا ذکر ہوا ہے۔ ناگر ہندی زبان کا لفظ ہے اور نگر سے بنا ہے یعنی شہر کا مخصوص پیمانہ۔

نتن کی تعریف | نتن۔ نتنمو کا مخفف۔ زبان تلنگی مین اُس سطحی پیمانہ کا نام ہے جو حصہ

ملک تلنگانہ حیدرآباد مین ۸ بیگہ یا (۳۲۴۰۰) مربع گز کا مساوی ہے۔ بعض اہل تاریخ نے بھی کہین کہین اسکا ذکر کیا ہے اور اسکو ۸ بیگہ کا کہا ہے جیسا کہ خافی خان نے ایک آوت دس حصے کئے ہین ہر ایک حصہ کا نام نتن رکھا ہے اور ہر نتن کے ۸ بیگہ ہے۔ بعض اسنا دبیر جو شاہی نہ تھے عطایاے معاش ارضی مین نتن سے کام لیا گیا ہے۔

بیگہ کی تعریف | بیگہ زبان ہندی کا لفظ ہے۔ اسم مذکر۔ بقول صاحب فرہنگ آصفیہ ہمانی زمین کی ایک مقدار کا نام ہے جو ۱۲۰ مربع فیٹ کے برابر ہوتا ہے۔ صاحب المقادیر فرماتے ہین کہ حیدرآبادی بیگہ کا رقبہ اسی قدر ہوتا ہے جو کہ مسلمان بادشاہان ہند مین عموماً تھا۔ یعنی ہر ضلع اسکا ۶۰ گز کا ہوتا ہے جسکے ۳۶۰۰ گز مربع ہوتے ہین دراصل یہ اہل اسلام کا مذہبی پیمانہ ہے جو کتب فقہ مین جریب کے نام سے مشہور ہے لیکن فرق اسقدر ہے کہ کتب مذہبیہ مین جریب کے گز شرعی ہین اور اسلامی سلاطین ہند مین ہر ایک بادشاہ کے عہد مین اُس بادشاہ کے ایجاد کیے ہوے گز سے بیگہ کا شمار ہوتا ہے حیدرآباد مین یہان کے مروجہ گز سے جو دو ہاتھ کا ہے بیگہ کا رقبہ (۳۶۰۰) گز مربع ہوتا ہے۔ (انتہی کلامہ) ۔

یہ تو صحیح ہے کہ ایک بیگہ مساوی ہے (۳۶۰۰) گز مربع کا لیکن جن عطایا کے اسناد شاہی مین گز الٰہی سے حساب ہوا ہے اُسکے ایک بیگہ کو سلطنت آصفیہ نے ایک ایکر انگریزی کا مساوی قرار دیا ہے جسکے ۴۸۴۰ گز مربع ہوتے ہین اور یہ ہمارے آقاے نعمت کی مہربانی اور اسی عہد مبارک کا خاص عطیہ ہے۔

بام کی تعریف | ایک بام مساوی ہوتا ہے ۱۸۰ گز مربع کا اور ۲۰ بام مربع کا ایک بیگہ۔

بیگھے کی کسرات بام ہی مین لکھی جاتی ہے اور اسی کے مساوی انگریزی جریب (پانڈ) ہے۔ بام کی اصلیت لغات اُردو سے بہت کم معلوم ہوتی ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ زبان ہندی کا لفظ ہے۔ مدراس پریسیڈنسی اور دکن مین بام اُس طولانی حصّہ کو کہتے ہین جو انسان کے دونون ہاتھ سیدھے کھولدینے یعنی دراز کردینے کی حالت مین ایک ہاتہ کی ابتدا سے آغاز ہوکر دوسرے ہاتہ کی انتہا تک ختم ہوجسمین ایک شانے سے دوسرے شانے کی پیمایش بھی شریک ہوتی ہے۔ اس طریقہ سے ایک بام۔ گویا قریب قریب ڈہائی گز کے ہوتا ہے اسی کو عربی مین باع کہتے ہین۔ صاحب طحطاوی نے ۴ گز شرعی کو ایک باع کہا ہے اور لغات فارسی کا قول ہے کہ باع مقدار دراز کردن ہردو دست است وبس۔ بعض عالمان سنسکرت کہتے ہین کہ بیگہ کی کسرات زمانہ سلف مین ہمیشہ بام مین لکھی جاتی تھی اور بام کی حقیقی پیمایش محسوب ہوتی تھی یعنی قریب قریب ڈہائی گز سطحی کے۔ گویا ایک بام مساوی ہوتا تھا ۶½ مربع گز کا۔ جب انگریزی حکام نے بیگھے کی کسرات کا حساب (پانڈ) سے کیا اور ۲۰ پانڈ مربع کو ایک بیگہ کا مساوی قرار دیا تو ہندیون نے بھی انہی کی پیروی کی اور بعوض پانڈ کے بام کا لفظ استعمال کیا اور بام کو فرضی طور پر پانڈ کی مطابقت کے لئے ۱۸۰ گز مربع کا قرار دے لیا۔ غرض اسوقت حیدرآباد مین ایک مربع بیگہ ۲۰ بام مربع کا مساوی ہے اور ایک بام ۱۸۰ گز مربع کے برابر۔

گز کی تعریف گز بقول صاحب فرہنگ آصفیہ۔ اسم مذکر۔ زبان فارسی کا لفظ ہے۔ لکڑی یا لوہے کا طولانی پیمانہ جس سے کپڑا یا زمین۔ لکڑی وغیرہ ناپتے ہین۔ سولہ گرہ کا پیمانہ۔ ۲ ہاتھ یا تین فیٹ یا ۳۶ انچہ یا ۴ بالشت کی مقدار۔ ہندوستان مین مختلف گزون کا رواج ہے

جس سے اکثر دُ ہو کا پڑتا ہے۔ معماری گز اور ہے۔ قطعی گز اور ہے۔ سرکاری گز اور ہے۔ الٰہی گز اور ہے۔ اس سے علاوہ ہر شہر مین ایک نئے گز کا چلن ہے۔ مثلاً بنارس کا گز اور اور پٹنہ کا گز۔ انگریزی گز۔ اسی طرح الٰہی گز ہے جسکو اکبری گز کہتے ہین۔ ۴۱۔ انگل کا۔ (الخ) ۔

صاحب فرہنگ انندراج فرماتے ہین کہ گز لفظ زبان فارسی است اندازہ و مقداریست کہ از آہن یا چوب سازند۔ پیمودن زمین و ملبوسات را۔

اسی کو عربی مین ذراع کہتے ہین۔ اور گزون کے مختلف نام اور اقسام ہین۔ جیسے ذراع الاکبر یا ذراع مکسرہ۔ ذراع عامّہ۔ ذراع العرب۔ ذراع الغزل۔ ذراع الملک۔ ذراع کسرے ذراع زیادیہ۔ ذراع عتیق۔ ذراع ہنداسہ۔ ذراع العمل۔ ذراع النجّار۔ گز سکندری۔ گز بابری گز اکبر شاہی۔ گز الٰہی۔ گز جہانگیری۔ گز شاہجہانی۔ گز رسمی۔ ان کے سوا گزون کے اور بھی نام ہین۔ جنکا ذکر المقادیر کے لائق مولّف نے قابلیت کے ساتھ کیا ہے لیکن ہم اپنے خاص مقصد کے لئے اس کتاب مین صرف ۲۔ اقسام سے بحث کرین گے جنکا ذکر اکثر اسناد شاہی مین ہماری نظر سے گزرا ہے۔

(الف) گز رسمی۔ اکثر اسناد شاہی مین معاش ارضی کی عطا گز رسمی سے ہوی ہے۔ جس سے زمانۂ عطا کا مروجہ گز مراد ہے۔ صاحب المقادیر نے گزون کے اقسام کو تاریخی مذاق کے ساتھ بیان کیا ہے اور حتی الوسع اُس سنہ کو بھی لکھا ہے جس سنہ مین وہ گز جاری تھا پس جس سنہ کی سند ہو۔ اُس سنہ کا مروجہ گز اور اسکی مقدار اُس کتاب کی مدد سے بآسانی معلوم ہوسکتی ہے۔ اس زمانہ کا رسمی گز وہی انگریزی گز ہے جو ۳ فیٹ کا ہوتا ہے یا ۳۶۔ انچہ کا۔

صاحب المقادیر نے گز الہی کا ذکر بڑے شد و مد سے کیا ہے اور متعدد محققین پر وار کیا ہے۔ لیکن ہم طبع آزمائیون سے سروکار نہ رکھین گے بلکہ نفس مطلب سے کام لین گے۔

گز الہی شہنشاہ اکبر کی ایجاد ہے جس نے اس گز کو خدا کے نام سے جاری کیا۔ صاحبان تاریخ نے لکھا ہے کہ گز اسکندری (۳۲- انگشتی) اور گز اگبرشاہی (۴۶- انگشتی) کو موقوف کرکے سنہ ۳۱ الہی مطابق ۹۹۲ ہجری مین یہ ایجاد ہوی جسکی مقدار ۴۱- انگل قرار پائی محققین سلف و حال کی تحقیق کا خلاصہ حسب ذیل ہے:-

(۱) نواب محسن الملک مرحوم نے اپنی تالیف مرأۃ القوانین مین گز الہی کا ذکر فرمایا ہے اور اسکو ۲۴- انچہ کا قرار دیا ہے لیکن زمانہ کی تاریخ اس بات کو دکھلاتی ہے کہ اسکی نسبت مختلف شہرون مین مختلف عمل رہا ہے۔

(۲) اورنگ آباد مین شاہ برہان الدین اولیا قدس سرہ العزیز کے مزار مقدس سے متصل اسکی پیمایش ۴۱- انچہ کندہ کی گئی ہے۔

(۳) بنارس مین گز الہی ۳۳- انچہ کا سمجھا گیا ہے۔ اور باریک بینون نے اسکو ۳۳٫۶- انچہ کا مساوی قرار دیا ہے۔

(۴) راے بریلی اور آگرہ وغیرہ مین یہ ۳۳- انچہ کا مانا جاتا ہے اور ممالک مغربی مین بھی یہی عمل ہے۔

(۵) شمس العلمار مولوی ذکاء اللہ نے علم حساب برنارڈ اسمتھ کے ترجمہ مین گز الہی کے طول کو (۳۲٫۶) اور (۳۲٫۸) کے درمیان لکھا ہے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ آگرہ وغیرہ مین

گز الٰہی (۳۲.۵۵) کا سمجھا جاتا ہے۔

(۶) سر سیّد احمد خان مغفور نے آئین اکبری کا جو حاشیہ لکھا ہے اسکے حوالہ سے صاحب المقادیر فرماتے ہین کہ اُنھون نے گز الٰہی کو ۴۱۔انگل کا تسلیم کیا ہے۔ اور اسکی ایک چوتھائی کی تصویر بھی دی ہے۔

صاحب المقادیر فرماتے ہین کہ اس تصویر کو جو گز الٰہی کے چوتھے حصّہ کی ہے انگریزی گز سے مقابلہ کرنے سے گز الٰہی کا طول ۳۳۔انچہ انگریزی کا قرار پاتا ہے۔ یعنی انگریزی گز۔ الٰہی گز سے ۳۔انچہ بڑا ہے۔

(۷) علّامہ ابو الفضل نے اپنی تالیف آئین اکبری مین اس گز کی نسبت لکھا ہے "تا سال سی و یکم۔ الٰہی اگرچہ درکرپاس۔ گز اکبر شاہی بود چہل و شش انگشت برابر لیکن در زراعت و عمارت اسکندری بکار داشتے۔ شہریار دانش پژوہ۔ دگر گونگی گز ہارا سرمایہ پراگندگی دلہا اندیشید و دست آویز نادرستان پنداشت۔ ہمہ را از میان برآورد و معتدل گزے رار وائی بخشید بہ چہل و یک انگشت۔ و بیاد کرد ایزدی گز الٰہی نام نہاد و امروز در ہمہ کار دستاویز مردم است"۔

ہم نے اپنی تالیف اعظم العطیّات مین بھی گز الٰہی کو ۴۱۔انگل کے مساوی لکھا ہے اور اس کو انگریزی گز سے مقابلہ کرکے ۲۷۔انچہ کا قرار دیا ہے۔

اب ہم کہتے ہین کہ جن صاحب نے اورنگ آباد مین ایک بزرگ کے مزار پر ۴۱۔انچہ کے الفاظ کندہ کرائے ہین اسکے وہی ذمّہ دار ہین۔ اُنھون نے غالبًا ایک انگل کو ایک انچہ کے مساوی

سمجھا ہے۔ ۴۱۔ انگل ہین تو کسی کو کلام نہین ہے جو کچھ اختلاف واقع ہے وہ انچون کی مساوات مین ہے۔ بعض لوگ انگل کے شمار مین پانچون انگلیون کو شریک کرکے حساب لگاتے ہین۔ اور بعض انگوٹھے کو چھوڑکر صرف چار انگلیون سے کام لیتے ہین۔ بعض کا قول ہے کہ صرف کلمہ کی انگلی سے حساب کرنا چاہیئے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ نواب محسن الملک مغفور نے اسی ایک انگلی سے کام لیکر حساب لگایا ہے اور ہم نے چارون انگلیون سے حساب کیا ہے اور انگوٹھے کو چھوڑدیا ہے۔ سرسید احمد خان مغفور نے جس ربع تصویر سے کام لیا ہے نہ معلوم اسکا ماخذ کیا ہے اگر وہ اس اصلی گز کا فوٹو ہو جو اکبر کے زمانہ مین مروّج تھا تو البتہ اسکا حساب صحیح مانا جاسکتا ہے والّا فلا۔

صاحب المقادیر نے اس پر بہت زور دیا ہے کہ سرسید کی دی ہوی تصویر کو انگریزی گز کے ساتھ مقابلہ کرنے سے ۳۳۔ انچہ انگریزی کے ساتہ گز الٰہی کی مساوات قرار پائی ہے۔ لیکن ہم اسکو اُسوقت تک تسلیم نکرین گے جب تک کہ سرسید کی تصویر کا ماخذ نہ معلوم ہو۔

معاشداران دکن کے لیئے اب اس بحث کی چندان ضرورت اسلیئے باقی نہین رہی ہے کہ ہمارے آقاے نعمت نے صرف اپنے رحم وکرم سے ایک بیگہ الٰہی کو ایک ایکڑ کے مساوی سمجھنے کا حکم فرمایا ہے جسکے معنی یہ ہون گے کہ گز الٰہی کا طول گز انگریزی یعنی ۳۶۔ انچہ سے بھی اندازاً بڑا ہوگا۔ اسلیئے کہ بیگہ سے ایکڑ بقدر (۱۲۴۰) گز مربع بڑا ہے۔

معاشداران سلطنت آصفیہ کو اپنے رحمدل بادشاہ کی سیر چشمی اور رحم وکرم پر غور کرنا چاہیئے کہ اس عہد مبارک مین اُن معاملات کا تصفیہ جنسے معاشدارون کے حقوق کا تعلق ہے ہمیشہ نہایت سیر چشمی کے ساتہ ہوتا ہے۔

ہم نے اس کتاب کے ہر ایک باب میں جن باتون کا ذکر کیا ہے اور زمانہ حال کی جن جن چیزون
کو زمانۂ سلف کے مقابلہ کے ساتھ بیان کیا ہے اسمین حساب کو دخل نہین ہے اور حساب ہی
ایک ایسی چیز ہے جسمین کسی خیالی بات یا ذاتی راے اور ذاتی خیال سے کام نہین لیا جا سکتا
ا۔کو ۲کے مساوی کہنا تو آسان ہے مگر اسکا ثبوت ناممکن ہے۔ جب کہ تمام محققین کی انتہائی
دوڑ اس گز کے حقیقی حساب مین ۳۳۔ انچہ سے آگے نہین بڑہی تو ہمارے رحمدل فرمانروا کا
یہ حکم کہ بصیغۂ رعایت اسکو ۳۴۔ انچہ سے بھی کسی قدر زائد قرار دین کس قدر بدیہی ثبوت
اسکے رحم وکرم کا ہے۔ (ع) قدر نعمت جاننے کو چشم حق بین چاہیئے۔

(ب) سکّون کا بیان

عموماً اسناد شاہان سلف مین نقدی عطا کا بیان کسی مخصوص سکّہ کی صراحت کے ساتھ نہین
دیکھا گیا۔ بعض اسناد مین صرف سکّہ رائج الوقت کے الفاظ پائے گئے اور اکثر اسناد مین یہ الفاظ
بھی نہ تھے بلکہ صرف مقدار رقم عطا کا تذکرہ تھا لیکن سلاطین آصفیہ کے بعض اسناد زمانۂ آخرین
مین سکّہ چلنی کا ذکر ہوا ہے۔ رائج الوقت کے عام معنون کے سوا جو لفظ چلن سے پیدا ہوتے
ہین ایک خاص سکّہ کا نام بھی سکّہ چلنی تھا۔ نواب افضل الدولہ مغفرت مکان کے عہد حکومت
مین اسکا رواج سکّۂ حالی سے بدل گیا۔ سکّہ حالی کی وجہ تسمیہ صرف یہی معلوم ہوتی ہے کہ رواج
حال کے لحاظ سے اسکو حالی سکّہ کہنے لگے۔ ہمنے کسی سند دیوانی یا بادشاہی مین سکّہ حالی کا ذکر
نہین دیکھا۔ ہمارے فرمانروا کے عہد مبارک کے سکّہ کا نام سکّۂ محبوبیہ ہے جسکے ایک جانب چارمینار
کا نقش ہے اور آصفجاہ نظام الملک بہادر کے الفاظ مع سنہ۔ اور دوسرے رخ مین ایک روپیہ جلوس

میمنت مانوس ضرب فرخندہ بنیاد حیدرآباد) کے الفاظ عربی خط مین مضروب ہین۔
ہمارے آقاے نعمت نے اس نئے سکہ کے جاری فرمانے مین عامہ رعایا پر بہت بڑا احسان فرمایا ہے۔ سکہ ہاے قدیم سے سکہ چلنی تو قریب قریب مٹ ہی چکا تھا لیکن سکہ حالی کو بھی صرافان بازار کامل العیار نہین خیال کرتے تھے اور بدینوجہ کہ اسکی ضرب مین بالکل سادگی تھی۔ خیال یہ کیا جاتا تھا کہ جعل سازون نے آسانی کیوجہ سے مصنوعی سکہ تیار کرکے رعایا کو پریشان کر رکھا ہے۔ ہمارے فرمانروا نے مصلحت وقت یہی خیال کی کہ نیا سکہ کلدار کے اصول پر جاری ہو۔ جسکی مصنوعی تیاری اس قدر آسانی کے ساتھ نہین ہوسکتی جیسی کہ سکۂ حالی کی سادگی کیوجہ سے ہوسکتی تھی۔ اسی تبدیل سکہ کی برکت سے رعایا کی عام تکلیف یکلخت رفع ہوگئی۔ ہمارا قطعی خیال ہے کہ آیندہ ہر ایک سند شاہی و دیوانی مین سکۂ محبوبیہ ہی کا تذکرہ رہا کریگا جو ہمارے رحمدل فرمانروا کے آثار محمودہ مین سے ایک بہت بڑی نعمت ہے۔

(۵) متفرق اصطلاحات متعلقہ عطیات شاہی

بھگوٹہ کی تعریف بھگوٹہ زبان ہندی کا لفظ ہے جو تلنگانہ مین بولا جاتا ہے جسکے معنی قبضہ۔ عملدرآمد۔ عادت جاریہ کے ہین۔ تحقیقات۔ عطایا مین کہا جاتا ہے کہ اگر فلان معاش کے لئے سند نہین ہے تو دیکھنا چاہئے کہ معاشدار کا بھگوٹہ کسقدر ہے۔

الفاظ حسب حال بحال کی تعریف الفاظ حسب حال بحال کے لفظی معنی تو بہت صاف ہین لیکن اصطلاحی معنی یہ ہین کہ جس معاش کی بحالی مین یہ الفاظ مستعمل ہون وہ نہ دوامی

معاش ہے اور نہ حین حیاتی۔ بلکہ دونون کے بین بین ہے۔ معاشدار کے مرنے کے بعد اُسکی اطلاع سرکار مین بذریعہ تختۂ وراثت ہوتی ہے۔ سرکار جیسا مناسب سمجھتی ہے حکم آخر دیتی ہے۔ یہ الفاظ ان خاص مضمون مین نواب سرسالار جنگ وزیراعظم ریاست کے قائم کئے ہوے ہین۔ الغرض ہمارے آقاے نعمت کی سخت تاکید ہے کہ فیصلہ ہاے انعام مین واضح الفاظ کا استعمال ہوا کرے تاکہ کوئی ابہام نہ رہنے پائے۔ یہ الفاظ خاص۔ صرف بعض فیصلون مین مستعمل ہوے ہین اور آیندہ انکے استعمال کی ممانعت ہے۔

صاحب دستخط اور حق کلائنیت کی تعریف ایک معاش کے لئے شرکا اور حصہ دارون مین صاحب دستخط اُس حصہ دار کو کہتے ہین جو سالم معاش اپنے دستخط سے حاصل کرکے شرکا اور حصہ دارون پر تقسیم کرتا ہے جسکو حصۂ مقررہ کے سوا ایک خاص رقم بنام حق کلائنیت ملتی ہے اور دوسرے شرکا اور حصہ دارون کی رقم مین محسوب ہوتی ہے۔ زمانۂ سلف مین اکثر صاحبان دستخط۔ حقوق شرکا پر دست درازی کرتے تھے اور خود ہضم کر بیٹھتے تھے متعدد ایسی شکایتون کے ملاحظہ کے بعد ہمارے آقاے نعمت نے یہ حکم فرمایا ہے کہ جو شریک یا حصہ دار۔ صاحب دستخط کا شاکی پایا جاے اور اپنی شکایت ثابت کرے تو اسکے حصہ کی رقم اُسی کے دستخط سے ادا کیجائے۔ اور صاحب دستخط کا تعلق باقی نہ رہے۔ اس حکم سے ایک جانب صاحبان دستخط محتاط بنے اور دوسری جانب شرکا و حصہ داران معاش کو ہمیشہ کے لئے اطمینان حاصل ہوا۔

حق مالکانہ کی تعریف حق مالکانہ اُس رقم کا نام ہے جو سرکار عالی۔ جاگیردار قابض جاگیر

کے مرنیکے بعد آمدنی جاگیر پر اُسوقت قرار دیتی ہے جب کہ اسکی بحالی ورثا رمعاشدار متوفی کے نام ہوتی ہے۔ اسکے نرخ کی صراحت ہم نے گزشتہ حصّہ مین کی ہے۔

حق قانونگوئی کی تعریف

حق قانون گوئی اس حق معینہّ کا نام ہے جو صاحبان دفاتر مال و دیوانی۔ معاشداران اراضی سے پاتے ہین۔ قانون گو زبان فارسی کا لفظ ہے صاحب فرہنگ آصفیہ اپنے ملک کے محاورہ کے لحاظ سے اسکی تعریف مین فرماتے ہین کہ قانونگو پرگنہ کا رجسترار۔ صدر پٹواری وہ محرّر خاص جسکے پاس تمام ضلع یا علاقہ کی زمینون کا حساب کتاب رہے۔ (الخ) دکن مین قانون گوئی کا درجہ اُن اعلےٰ دفترون کو حاصل ہے جو زمانۂ سلف مین دفاتر مال و دیوانی کے نام سے موسوم تھے ملک کے تمام حساب وکتاب کا تعلق انہین دفاتر سے رہتا تھا۔ صاحبان عطیّات سے جس حق کے وصول کرلینے کا اختیار ان دفترون کو دیا گیا تھا گویا وہ اُنکے خدمات کا حق تھا جو صاحبان معاش کیلئے کرتے ہین۔

دوسرے لفظون مین قانونگو کو ریاست کا پٹواری سمجھنا چاہیے یعنی اسوقت ایک موضع کا پٹواری اپنے موضع کا جسقدر حساب وکتاب رکھتا ہے اُسی قدر حساب وکتاب کل ریاست کا زمانۂ سلف مین دفاتر مال و دیوانی سے متعلق تھا۔ یہ دفاتر اگرچہ اسوقت قائم ہین۔ مگر فی زماننا انکے کام کا بڑا حصّہ دفتر صدر محاسب سرکار عالی سے متعلق ہوچکا ہے۔ اور یہ صرف حسابات سلف کے محافظ اور نگران کار کی حیثیت رکھتے ہین۔

ان دونون دفاتر کی نوعیت درحقیقت ایک ہے۔ ممالک محروسہ کے بعض اضلاع کا تعلق دفتر مال سے ہے اور بعض کا دفتر دیوانی سے۔

خاتمہ

خدا کا شکر ہے کہ ہماری یہ تالیف ختم ہو چکی اب ہم خاتمہ مین ایک ایسی بیش بہا عطا کا ذکر کرتے ہین جو ہمارے آقائے نعمت کے عہد ہمینت مہد کی مخصوص عطا ہے جس سے نہ صرف معاش دارون ہی کا گروہ متمتع ہوا ہے بلکہ جملہ کاشتکاران ملک بھی اسکے برکات سے مستفید ہو چکے ہین ۔

وہ عطا صرف باولی کا حق ہے جسکو ہمارے رحمدل فرمانروا نے معافی کے ساتھ اپنی عزیز رعایا کو عطا فرمایا ہے ۔ زمانۂ سلف اور نیز زمانۂ حال کے حصہ گزشتہ مین یہ طرز عمل تھا کہ جب کسی نے اپنی اراضی مقبوضہ مین اپنے ذاتی صرفہ سے باولی تیار کی تو اسکے ساتھ صرف ایک مدت معینہ تک رعایت کیجاتی تھی ۔ اور پھر بتدریج اس سے تری یا باغات کی رقم وصول کیجاتی تھی اور ایک خاص مدت کے بعد اسکو تری یا باغات کا کامل دوبارہ سرکار مین ادا کرنا پڑتا تھا ۔

اس طرز عمل کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ کاشتکار کسی پختہ باولی کی تیاری پر آمادہ نہین ہوتے تھے بلکہ عارضی طور پر کچی باولیون سے کار اجرائی کرتے تھے اور ہمارا ملک سرسبزی کی حقیقی نعمت سے محروم تھا ۔

خداوند کریم کا شکر ہے کہ ہمارے آقائے نعمت نے نہایت سیر چشمی کے ساتھ اپنی عزیز رعایا کے لئے اس عمدہ سلوک اور اعلے عطا کے منظور فرمانے مین دریغ نہین فرمایا اور کسی

شاخ شہر سے کو اسکے متعلق مزاحم اور حائل ہونے ندیا اور قطعی حکم کے ذریعہ سے فرمان مبارک صادر ہوا جسکی رو سے سلطنت آصفیہ کی تمام رعایا اس عطیۂ عظمےٰ سے کامیاب ہوی کہ وہ اپنے مقبوضہ اراضیات مین خوشی کے ساتہ پختہ باولیان تیار کرلین اور اُنسے اپنی مقبوضہ اراضی خشکی کو سیراب کرلین جسپر بجز دہارہ خشکی کے کوئی زائد لگان نہ لیا جائیگا۔

ہماری راے مین یہ ایک ایسی مستقل عطا ہے جو تمام اقسام عطیات سے فائق ہے۔ اسکا مستقل نفع نہ صرف ایک طبقۂ معاشداروں کو حاصل ہوگا بلکہ ملک کی تمام رعایا مساوات کے ساتہ اس سے متمتع ہوگی۔ اور سچ یہ ہے کہ یہ بیبہا بخشش بظاہر حال اگرچہ قابضین اراضی کے لئے مفید سمجہی جاتی ہے لیکن درحقیقت اسکا عمدہ اثر ملک اور اراضی ملک پر ہے جسپر شاہان سلف نے یا تو غور نہین فرمایا تہا یا اسلئے مقدر نے اُنکو اسکی توفیق نہین دی کہ اسکا سہرہ ہمارے ولی نعمت کے سر لکہا جا چکا تہا۔

حاصل یہ ہے کہ یہ مبارک عطیہ اسی عہد مبارک کے حصہ مین تہا جسکی یاد ابدالآباد قائم رہے گی ہم نے اسی خاص موقع پر منافع باولی کی نسبت ایک مختصر سی نظم لکہی ہے جسکو باولی کی کہانی سے موسوم کیا ہے اور اسی کے آخر پر ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔ اور اسی نظم پر ہماری اس مختصر تالیف کا خاتمہ ہے۔

ہم اپنے خداوند لایزال کی درگاہ مین صدق دل سے دعا کرتے ہین کہ قادر مطلق اس فرمانروا کو صحت و تندرستی اور اقبال کے ساتہ ابدالآباد رعایاے حیدرآباد کے سر پر قائم و دائم رکھے۔

جسکی ذات ستودہ صفات رعایا کے حق مین آیۂ رحمت ہی۔

آمین

باؤلی کی کہانی کاشتکار کی زبانی

چلدیا بارش کا موسم کاشتکاری ہوچکی
سر پہ سرما آگیا بارش کی باری ہوچکی
چشمۂ امید کی امیدواری ہوچکی
بجلیاں رخصت ہوئین اب بیقراری ہوچکی

ہاں ہوائے سرد جاڑے کی خبر لائی ہے آج
ابر رخصت ہوچکا غم کی گھٹا چھائی ہے آج

کل جو آنسو پونچھنے آیا تہا وہ بالائے بام
ناز تہا جسکی ہواخواہی پہ مجکو صبح و شام
آج اُسکی سردمہری نے کیا قصہ تمام
دیدیا آخر ہوا نے اُسکو رخصت کا پیام

شیشۂ شبنم مین عکس خور نظر آنے لگا
کاشتکارونکا دل بیتاب گھبرانے لگا

دُور سے آئی جو بجلی کی چمک مجکو نظر
دلمین تھی اُمید شاید وہ پلٹ آئے ادہر
بیقراری سے تڑپتا رہگیا مین رات بھر
پر خیال خام تہا مجکو نہ تھی کل کی خبر

یک بیک سورج نکل آیا اُجالا ہوگیا
فصل تابی کا غم دیرین دوبالا ہوگیا

کی کرائی میری محنت ملگئی سب خاک مین
وائے بیرحمی کہ تو تابی کی بیٹھا تاک مین
فصل آبی ہوگئی بسمل ترے فتراک مین
تخم جمکر رہگئے افسوس جرم خاک مین

مفت مین گاوِ زمین کو آب و دانہ ملگیا
تیری بیرحمی کا کیا اچھا بہانہ ملگیا

ہاے تونے اشک تک آنکھوں سے برسایا نہ تھا
رحم تجھکو میری بربادی پہ کیا آیا نہ تھا

سخت دل پاکر زمین کو مین جو گھبرایا نہ تھا
کیا مرے سر پر تری تائید کا سایا نہ تھا

نالہ و فریاد کا تجھ پر اثر ہوتا نہین
تو کبھی بدقسمتون کے حال پر روتا نہین

ہاے اے دریا بڑی ہی دور سے آتا ہے تو
پر سمندر کی محبت مین کھچا جاتا ہے تو

سیکڑون لاشونکو یہین اُٹھا لاتا ہے تو
دیکھکر اونچے کنارے سخت گھبراتا ہے تو

تیری پستی نے کیا تجکو ندامت سے نڈھال
کاشتکارونکو ترے پانی کا پانا تھا محال

جب انی کٹ دور سے آنے لگا تجھ کو نظر
تب وفور غم سے تو پینے لگا خون جگر

تو جب اُسکی سینہ زوری سے ہوا شوریدہ سر
نہرنے پہلو سے دلجوئی پہ تب باندھی کمر

آب جو بگریست کز دریا جدائی میشود
خندہ زد نہرش کہ باما آشنائی میشود

کھیتیون مین جب زبردستی سے تو لایا گیا
کامیابی پر مری تب ابر شرمایا گیا

رات بھر جب تو اسی حالت مین ٹہرایا گیا
صبح تیرے رُخ پہ خشکی کا اثر پایا گیا

مین سمجھتا ہون کہ تیری حیلہ بازی تھی کوئی
ابر کی آمین بھی شاید کارسازی تھی کوئی

بے غضب تالاب نے بھی دیدیا آخر جواب
کہدیا بمبے نے یون نالے سے باچشم پُرآب

خشک ہی میرا گلا دل کھا رہا ہے پیچ و تاب
پھر گیا ہے سمجھ پانی ۔ ابر کا خانہ خراب

کاشتکارونکو مری جانب سے دیدینا پیام
سالِ آئندہ تلک لینا نہ پھر پانی کا نام

باؤلا بنکر کوئین سے کی جو مین نے التجا
قطرۂ اشک اسکی آنکھون سے بجو رہ رہکر گرا
دل بھر آیا اسکا میری زار و نالی سے ذرا
قطرہ قطرہ سیل کا مطلب سمجھ مین آگیا

مین تہِ دل سی ہون اسکے شکریے مین تر زبان
ایسے گہرے دوست اس دنیا مین ملتے ہین کہان

سوت نے پانی کو قعرِ چاہ مین پہونچا دیا
نالیون کی دوڑ نے نہرونکو جب شرما دیا
رسیون نے ڈول کو لمحہ مین اوپر لا دیا
قطرۂ اشکِ ندامت ابر نے برسا دیا

بولی شبنم کام کچھ ہم کو بھی کرنا چاہیے
چرخِ مینا نے کہا اب ڈوب مرنا چاہیے

کھیت میرا باؤلی سے جس گھڑی شاداب تھا
پستیِ ہمت سی دریائے روان پایاب تھا
خشک لب افسردہ دل خالی شکم تالاب تھا
نہر کو دریا کی ناکامی پہ پیچ و تاب تھا

ابر کو صدمہ ہوا خلقت کی قیل و قال سے
پڑ دی اسکی برستی تھی اسی کی چال سے

ناگہان دفعِ ندامت کو پلٹ آیا ادہر
ڈھال نے دریا سے حاصل کی انی کٹ کی سپر
برق کی تیغ دودم دونون طرف ناز سے بطر
آنکھ مین چشمہ کی جم کر رہ گیا تیسِ نظر

دہارہ پانی کی ہوئی نہرونمین تیزہی سے روان
تالیونکے مُنہ سے جاری تھی صدائے الامان

بارشِ بیوقت سی جنگل مین جب چل پڑگئی
تشنہ کامونکے دلِ ناشاد مین کل پڑگئی
کھیتیونمین ہرطرف نالون کی ہلچل پڑگئی
گردنِ مہتاب مین ہالہ کی ہیکل پڑگئی

باؤلی کو ژالہ باری نے نشانہ کردیا
بادلون نے چاندماری کا بہانہ کردیا

نالیان چلنے لگین جنگل مین زور وشور سے
ندیون نے پھیل کر مُردے اکھیڑے گور سے
موج نے بڑہکر انی کٹ کو دبایا زور سے
ندیان کالی نظر آئین گھٹا گھنگھور سے

جب سمندر مین ہوا موجونکا طوفان آشکار
ابر نے دہشت سی لی آخر پناہِ کوہسار

تھم گیا پانی تو دیکھا کھیت غرقِ آب تھا
گھر مرا کھیتون کے آگے پشتہ تالاب تھا
میرے محسن کا نشان اک حلقۂ دولاب تھا
کیا مرے حق مین الٰہی یہ پریشان خواب تھا

کھچ گیا پانی تو پایا نہر کو روتے ہوئے
پشتہ تالاب کو اشکونسے مُنہ دہوتے ہوئے

ریت کی کثرت سی چوپٹ ہوگئین نہرین تمام
مٹگئے دریا کے حملونسے انی کٹ کے مقام
پشتہ تالاب کو غم تہا اُکھڑنے کا پیام
پر مرے معشوق کا قایم تہا سارا انتظام

موٹ اپنی جاپہ تھی قطبِ شمالی کیطرح

پھرخ تھا چکر مین چرخ لا اُبالی کیطرح

جس طرف سیلِ روان گزرا اُدہر ویرانہ تھا
آبکارون کی زبان پر بھی یہی افسانہ تھا

کھیت کو پانی مین پالینا کبھی آسان نہ تھا
ابر کا گھر میری بربادی سی عشرت خانہ تھا

میری چاہیتی کے صدقہ سی ہوا قصہ تمام
جذبۂ الفت مین وہ دینے لگی فلٹر کا کام

غمگسارِ کاشتکارانِ جہان ہے باولی
قلتِ بارش مین تالابِ نہان ہے باولی

جسم خاکی کے لئے دراصل جان ہے باولی
کثرتِ باران مین دریائے روان ہے باولی

وہ وفاداری مین اپنی شہرۂ آفاق ہے
اُسکے صدقہ ہی سے محصولِ زمین بیباق ہے

خشک سالی مین اسیکے دم سے ہی کھیتی کا دم
ہے یہ وصفِ آبیاری مین بڑی ثابت قدم

کھیت کو سرسبز رکھتا ہے اسیکا دم قدم
ابرِ رحمت چشمۂ امید دریاسے کرم

اسکی تیاری کا صرفہ رایگان جاتا نہین
قحط اسکے پاس بھولے سی کبھی آتا نہین

منزلِ دشت و بیابان مین اسیکا نام ہے
قصۂ محبوبِ کنعان مین اسیکا نام ہے

رونقِ رنگِ گلستان مین اسیکا نام ہے
شہرۂ حُسنِ زنخدان مین اسیکا نام ہے

ماہ نخشب کی ہوئی شہرت اسیکی ذات سے
آبِ زمزم کو ملی عزت اسیکی ذات سے

باولی نے آبروریزی سے دی مجکو نجات
ہے اسکی آبپاشی پر مری کل کائنات

باولی مین جمع ہین دریادلی کے سب صفات
کاشتکاروںکا یہی ہے چشمۂ آبِ حیات

قلتِ بارش مین اسکی جوڑ سہی مشہور ہے
کثرتِ باران مین ندی کیطرح بہرپور ہے

یاالٰہی نہر مین جبتک چلے پانی کی دہار
یاخدا جبتک ان کٹ سی ہو دریا کا ابہار

جبتلک پیدا سمندر مین ہو دُرِّ آبدار
باولی جبتک رہی یارب انیس کاشتکار

ابرِ فیضِ آصفی سے مملکت شاداب ہو
کشتِ امیدِ رعایا سے دکن سیراب ہو

تمام شد کتاب عطیات سلطانی

اِطّلاع

جس کتاب پر مؤلف کے دستخط نہون وہ
مسروقہ سمجھی جائیگی

فرہنگ اصطلاحات خاص جنکی تعریفات اس کتاب میں بیان ہوے ہیں

نمبر شمار	اصطلاح	نشان صفحہ
۱	۲	۳
	الف ممدودہ	
۱	آل تمغا۔	۲۳۳
	الف مقصورہ	
۲	اچھاو۔	۹۴
۳	احکام۔	۱۵۷
۴	اساڑہی۔	۱۰۱
۵	اعتکاف۔	۹۸
۶	افتار۔	۱۰۷
۷	اگرہار۔	۹۶
۸	اگنی ہوتر۔	۹۹
۹	الوتہ دار۔	۱۳۰
۱۰	اسپے کار۔	۱۱۳
۱۱	امرائی۔	۱۶۴
۱۲	اُبلی۔	۵۱
۱۳	انعام۔	۵
۱۴	انعام پترک۔	۱۶۹
۱۵	انعام دار۔	۵
۱۶	ادارجہ۔	۱۶۶
۱۷	اوسلے گری۔	۱۱۳
۱۸	ائمہ داری۔	۷۵
	بائے عربی	
۱۹	باغات۔	۱۶۴
۲۰	بافرزندان۔	۱۵۰
۲۱	بام۔	۱۷۴
۲۲	باشتملقان۔	۱۵۰
۲۳	بنچم بلوتہ۔	۱۳۰

نمبر	لفظ	صفحہ
۲۴	برآمد -	۱۲۴
۲۵	برآیندگی -	۱۲۷
۲۶	بقائے شمس و قمر -	۱۱
۲۷	بلوتہ دار -	۱۳۰
۲۸	بند سوال -	۱۷۰
۲۹	بہٹ مانیہ -	۶۵
۳۰	بہنٹ مانیہ -	"
۳۱	بیگاری -	۱۳۱
۳۲	بیگہ -	۱۷۴
	باے فارسی	
۳۳	پاگاہ -	۸۰
۳۴	پالم پٹ -	۵۱
۳۵	پٹیات -	۸۵
۳۶	پٹیل مال -	۱۲۹
۳۷	پٹیل و پٹواری -	۱۲۸
۳۸	پڑاوا -	۱۲۵
۳۹	پرپٹی -	۶۶
۴۰	پروانہ -	۱۵۰
۴۱	پڑاوا -	۱۳۳
۴۲	پن -	۴۵
۴۳	پوجا -	۸۷
۴۴	پولیس پٹیل -	۱۲۹
۴۵	پونی تھی -	۹۶
۴۶	پھسکی پٹی -	۸۶
۴۷	پیشکش -	۴۸
	تاے عربی	
۴۸	تاکید -	۱۵۳
۴۹	تحریر -	۸۳
۵۰	تلاری -	۱۳۰
۵۱	تنخواہ جاگیر -	۳۹
۵۲	تن شدہ -	۳۷
	جیم عربی	
۵۳	جاترا -	۹۱
۵۴	جاگیر -	۲۹

۱۱۴	سرپٹیل -	۱۲۹	۱۳۱	سیت سندہی -	۱۳۰
۱۱۵	سرورختی -	۶۸	۱۳۲	سیری -	۵۹
۱۱۶	سرولیسپانڈیہ -	۱۱۵		**شین معجمہ**	
۱۱۷	سردیسمکھ -	״	۱۳۳	شادی پٹی -	۸۶
۱۱۸	سردیہی -	۸۴	۱۳۴	شکلی -	۱۲۱
۱۱۹	سرپیچوال -	״		**صاد مہملہ**	
۱۲۰	سکّہ چلنی -	۱۸۰	۱۳۵	صددوی -	۱۴۸
۱۲۱	سکّہ حالی -	״		**ضاد معجمہ**	
۱۲۲	سکّہ محبوبیہ -	״	۱۳۶	ضابطانہ -	۱۳۹
۱۲۳	سمپرتی -	۱۱۴	۱۳۷	ضمن -	۱۳۸
۱۲۴	سند -	۱۴۱		**طائے مہملہ**	
۱۲۵	سند بارابرجی -	۱۴۲	۱۳۸	طبتی -	۱۰۸
۱۲۶	سند دو مہری -	۱۴۳	۱۳۹	طلایہ -	۱۲۱
۱۲۷	سنگ شناسن -	۱۲۵		**عین مہملہ**	
۱۲۸	سنونستھان -	۴۸	۱۴۰	عبارت طہری -	۱۴۵
۱۲۹	سوار -	۴۶	۱۴۱	عرس درگاہ -	۹۰
۱۳۰	سیاہہ -	۱۶۷	۱۴۲	عشرہ شریف -	״

نمبر	لفظ	صفحہ
۱۴۳	عطا۔	۴
۱۴۴	عطائے بے سندی۔	۹
۱۴۵	عطائے عین حیاتی۔	۱۱
۱۴۶	عطائے خیر خواہی۔	۱۳۲
۱۴۷	عطائے دوامی۔	۱۱
۱۴۸	عطائے سندی۔	۹
۱۴۹	عطائے صلہ۔	۱۳۲
۱۵۰	عطائے غیر مشروط۔	۱۲
۱۵۱	عطائے مدّتی۔	۱۱
۱۵۲	عطائے مشروط۔	۱۲
۱۵۳	عطیّات۔	۴
۱۵۴	عطیّات ارضی۔	۵
۱۵۵	عطیّات نقدی۔	۶
۱۵۶	عود وگل۔	۹۱
	فا	
۱۵۷	فاتحہ خوانی۔	۹۰
۱۵۸	فرمان۔	۱۳۶
۱۵۹	فوجداران۔	۱۴۷
	قاف	
۱۶۰	قضا۔	۱۰۷
۱۶۱	قلعہ۔	۱۴۷
۱۶۲	قول۔	۱۵۹
	کاف عربی	
۱۶۳	کاغذ بہا۔	۱۲۹
۱۶۴	کاولکار۔	۱۳۱
۱۶۵	کاہدانہ۔	۷۹
۱۶۶	کٹائی۔	۱۶۵
۱۶۷	کُدری مانیہ۔	۶۵
۱۶۸	کڑو۔	۶۶
۱۶۹	کڑوڑگیری۔	۷۸
۱۷۰	کڑوڑے۔	۱۵
۱۷۱	کڑوڑے انعام۔	۵۶
۱۷۲	کلالی۔	۱۶۳
۱۷۳	کمی۔	۱۲۷

تمام شد

۱

فہرست تالیفات شمس العلما نواب عزیز جنگ بہادر

نمبر شمار	فن	نام کتاب		قیمت	محصول
۱	۲	۳		۴	۵
۱	قانون	صدر مجموعہ قوانین مالگزاری سرکار نظام۔	مجلد	عہ	۱۲ر
۲	〃	خزینۂ فینانس وحساب سرکار نظام۔	〃	۵ہ	۱۰ر
۳	〃	شیرازۂ دفاتر۔ (آفس گیڈ)۔	〃	عاا	۴ر
۴	تاریخ	تاریخ النوایط۔ (اردو)۔	〃	صہ	۸ر
۵	〃	محبوب السیر معہ نگارستان آصفی۔ (فارسی)۔	〃	سے	۶ر
۶	〃	عطیات سلطانی۔ (اردو)۔	〃	سے	۶ر
۷	فلاحت	کاشت انگور۔ (اردو)۔	〃	سے	۶ر
۸	〃	فلاحتہ النخل۔ (اردو)۔	〃	عاا	۴ر
۹	〃	کاشت ترکاری۔ (اردو)۔	〃	عاا	۴ر
۱۰	سیاق	سیاق دکن۔ (اردو)۔	〃	سے	۴ر
۱۱	طیور	حیوۃ الحمام۔ (اردو)۔	〃	عاا	۴ر
۱۲	لغت	آصف اللغات۔ (فارسی) جلد اول۔ الف ممدودہ کی بابت	〃	صہ	۸ر

یہ کتابیں خود مولف سے مل سکتی ہیں۔